مقالاتِ قرآن کانفرنس

پہلی سہ روزہ قرآن کانفرنس

(منعقدہ 4 تا 6 اپریل 2008ء)

مرتبین

پروفیسر ڈاکٹر سلیم طارق خان
ڈین فیکلٹی آف اسلامک لرننگ

پروفیسر ڈاکٹر عبدالروٗف ظفر
ڈائریکٹر سیرت چیئر و چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ

www.KitaboSunnat.com

کلیہ علوم اسلامیہ

دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد **(Upload)** کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ **(Download)** کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مقالاتِ قرآن کانفرنس

پہلی سہ روزہ قرآن کانفرنس

(منعقدہ 4 تا 6 اپریل 2008ء)

جلد اوّل

مرتبین

پروفیسر ڈاکٹر سلیم طارق خان
ڈین فیکلٹی آف اسلامک لرننگ

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر
ڈائریکٹر سیرت چیئر و چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ

زیر اہتمام

کلیہ علوم اسلامیہ

دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

230.4

المکتبة الرحمانیة
۹۹- جے ماڈل ٹاؤن- لاہور
نمبر 18727

اشاعت .... اول 2009ء

تعداد 750

ناشر .... دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

زیر اہتمام .... کلیہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مقالہ جات

✿ مقدمہ	مرتبین	7
✿ خطبہ	وائس چانسلر	13
1۔ فہم قرآن کے تقاضے اور ترجمہ قرآن حکیم	ڈاکٹر عمر حیات	17
2۔ نزول قرآن کے مقاصد کی روشنی میں ترجمہ قرآن کی مختصر اہمیت	زاہدہ شبنم	13
3۔ محذوفات کے ساتھ ترجمہ اور اس کی خصوصیات	ڈاکٹر حافظ عبد الستار	53
4۔ ناسخ و منسوخ کے اطلاقی پہلو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں	پروفیسر ڈاکٹر شمس البصر	63
5۔ ترجمہ قرآن حکیم، آغاز و ارتقاء اور مشکلات و مسائل	ڈاکٹر محمود الحسن عارف	79
6۔ اردو ترجمۂ قرآن اور لسانی ارتقاء	ڈاکٹر محمد عبد اللہ	97
7۔ برصغیر میں منظوم تراجم قرآن۔ایک تعارفی جائزہ	محمد سعید شیخ	117
8۔ پاکستان میں لغات القرآن کے متعلق تحریر کی گئی کتب	پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر خان خاکوانی	175
9۔ سندھی زبان میں قرآن پاک کے تراجم اور ان کی علمی و ادبی خصوصیات	ڈاکٹر عبد الرزاق گھانگھرو	189
10۔ قرآن کریم کے سندھی تراجم اور ان کی خصوصیات	عبد العزیز نہڑیو	215
11۔ پشتو زبان میں قرآن پاک کے تفاسیر و تراجم	پروفیسر ڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء	233

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12۔ بلوچی اور براہوی میں قرآن حکیم کے تراجم اور تفاسیر	ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر	255
13۔ کشمیری زبان میں قرآن حکیم کے تراجم کا جائزہ	خواجہ زاہد عزیز	297
14۔ قرآن مجید کا بلتی زبان میں ترجمہ اور ان کا جائزہ	شعیب اسماعیل بلغاری	309
15۔ قرآن کریم کے غیر عربی زبانوں میں ابتدائی تراجم	ڈاکٹر محمد سلیم اسماعیل	317

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

قرآن کریم، اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے کیا گیا آخری خطاب ہے۔

قرآن بظاہر ایک کتاب ہے، لیکن درحقیقت یہ ایک ایسی نعمت ہے جو ہر ایک دل میں جلوہ فگن ہے۔ قرآن کریم کی ہر آیت یکتا و بے مثل ہے، ترتیب اور شستگی الفاظ، بیان کی خصوصیات، سورتوں کا غیر معمولی آغاز و اختتام، آیات کی روانی، بے مثل افکار رسانی اور الفاظ کا ایک حسین امتزاج کا نظارہ اور کیف آور اور وجد آفریں ہے۔

قرآن کریم کے الفاظ و آیات اس قدر جامع اور وسیع المعنی ہیں کہ کسی بھی زبان میں ان کے ترجمہ کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ الفاظ و آیات کی مفصل تفسیر تو کی جاسکتی ہے لیکن ان کے معانی و مفہوم کا ہمہ جہت اور مکمل احاطہ کرنا ناممکن ہے۔

قرآن حکیم ابدی اور سرمدی تعلیمات کا مجموعہ اور احکام خداوندی کا ماخذ ہے، جو ہر زمانہ میں پیدا شدہ مسائل کا حل کامیابی کے ساتھ پیش کرتا ہے اور یہی وہ قرآنی اعجاز ہے جس سے دوسری کتابیں محروم ہیں۔ علمائے امت پر ایک بھاری ذمہ داری ہے کہ وہ اس عظیم کتاب کا ترجمہ اور تفسیر کے ذریعے ملت کی راہنمائی کریں۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے دور رسالت سے لے کر آج تک ہر دور میں قرآن پاک کی تفسیر کو اپنا نصب العین بنایا۔

دنیا میں ترجمہ کی روایت کا آغاز کب اور کیسے ہوا یہ ایک سربستہ راز ہے، قرآن کریم میں انسانی رنگتوں اور زبانوں یا بولیوں کے اختلاف کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں شمار کیا گیا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کی دنیا میں آبادی کے بعد جب انسانوں کی بولیوں میں یہ اختلاف اور تنوع پیدا ہوا ہوگا تو انہیں ایک دوسرے کی بات سمجھنے کے لیے ترجمے کی ضرورت پیش آئی ہوگی اور یوں ترجمے کی ابتدا ہوئی ہوگی۔ پھر تدریجاً ترجمے کی روایت میں پختگی اور باقاعدگی پیدا ہوئی اور ترجمے نے دنیا میں ایک اہم ادبی صنف اور تخلیقی عمل کے طور پر اپنے قدم مضبوطی سے جما لیے۔ اور جب آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت عرب دنیا تحریر و کتابت کے ساتھ ساتھ ترجمے کی اس روایت سے بھی آگاہ ہو رہی تھی تو اس طرح مسلمانوں کے ہاں ترجمے کی روایت کی ابتدا بالکل ابتدائی دور سے ہوگئی تھی۔

جہاں تک آپ کی ذات مبارکہ کا تعلق ہے تو اس پر تمام مفکرین کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ عربی زبان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مختلف بولیوں سے بخوبی آگاہ تھے اور آپ اپنے پاس آنے والے وفود سے خود انہیں کی زبان اور لہجہ میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

آپ ﷺ نے ۶ ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد، عرب اور بیرون عرب کے مختلف حکمرانوں کو خطوط تحریر کیے جن میں آپ نے قرآن حکیم کی آیات کا حوالہ دیا، اوران حکمرانوں نے ان خطوط کو اپنی زبانوں میں ترجمہ کروا کر سنا، جس کا ذکر صحیح بخاری میں بھی ملتا ہے۔ اس کے علاوہ مکہ مکرمہ میں ابتدا ہی سے دوسری زبانوں سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ مثال کے طور پر حضرت بلال حبشیؓ، صہیب رومیؓ اور سلمان فارسی۔ اور آخر الذکر جن کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے اہل فارس کے مطالبے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سورۂ فاتحہ کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا تھا۔ اسی طرح سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جنہوں نے آپ ﷺ کے کہنے پر یہودیوں کی زبان سیکھی اور وہ ان کے خطوط کا جواب سریانی زبان میں دیا کرتے تھے۔

پھر اموی دور میں حضرت خالد بن یزید بن معاویہ نے سرکاری سرپرستی میں یونانی اور دوسری زبانوں کی کتب کا ترجمہ عربی میں شروع کرایا۔ دوسری اور تیسری صدی ہجری میں ''ترجمہ'' باقاعدہ ایک فن بن چکا تھا اور اس حوالہ سے خلیفہ مامون الرشید کے قائم کردہ دارالترجمہ اور دارالحکمت کو اسلامی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل رہی۔

جہاں تک برصغیر پاک وہند میں قرآن کریم کے تراجم کی روایت کا تعلق ہے تو اس کی ابتدا سندھی زبان سے ہوئی اور یہ ترجمہ تیسری صدی ہجری میں ایک عراقی عالم نے کیا جو سندھ میں رہ کر سندھی زبان سیکھ چکے تھے۔ تاہم قرآن کے ترجمہ کا باقاعدہ آغاز شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے فارسی زبان میں ہوا کیونکہ اس وقت کی سرکاری زبان فارسی تھی، اور برصغیر پاک وہند میں اس ترجمہ کی تاخیر کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ علماء کرام عربی زبان سے بخوبی واقف تھے، لہٰذا وہ عامۃ الناس کو اپنی زبان میں وعظ وتبلیغ کے ذریعے قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہ کر دیا کرتے تھے۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ ابتداءً علمائے کرام، قرآن کے ترجمہ کو جائز نہ سمجھتے تھے۔ اسی وجہ سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو علماء کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اگرچہ کچھ مفکرین کا خیال ہے کہ سب سے پہلا اردو ترجمہ قاضی محمد معظم سنبلی کا ہے، جسے انہوں نے ۱۱۳۱ ء میں مکمل کیا، اور اس کا نام ''تفسیر ہندی'' رکھا۔ اور پھر مراد اللہ انصاری سنبلی نے اس کی ۱۱۸۵ ھ میں تفسیر کی جو ''تفسیر مرادیہ'' کے نام سے مشہور ہوئی۔

ہمارے پاس بالاتفاق سب سے پہلا اردو ترجمہ شاہ رفیع الدین دھلوی کا ہے جو ۱۷۷۶ء میں لکھا گیا۔

پھر اس کے بعد ۱۷۹۰ء میں شاہ عبد القادر نے ترجمہ کیا اور یوں اس خاندان کا برصغیر پر ایک عظیم احسان ہے کہ انہوں نے اس اہم کام کا آغاز کیا۔ اس کے بعد برصغیر میں ترجمہ قرآن کی اس تحریک نے پوری طاقت اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوت حاصل کرلی، اور اردو میں ترجمہ کی روایت دنیا کی بہت سی قدیم زبانوں کی تحریک سے آگے نکل گئی ۔

اس وقت بلا مبالغہ قرآن کریم کے نظم ونثر میں سینکڑوں تراجم ہو چکے ہیں ۔مگر یہ سلسلہ مزید تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور ہر سال کئی نئے تراجم منظر عام پر آرہے ہیں ۔ان امور کے پیش نظر اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اب تک قرآن پاک کے ہونے والے تراجم کا جائزہ لیا جائے ،خصوصاً پاکستان کی علاقائی اور قومی زبانوں میں ہونے والے تراجم کا جائزہ لے کر عوام الناس اور اہل علم کی توجہ اس جانب مبذول کروائی جائے ۔

فیکلٹی آف اسلامک لرننگ نے تین روزہ قومی قرآن کانفرنس کا اہتمام کیا جس کا انعقاد عالمی رابطہ ادب اسلامی ،ہائر ایجوکیشن اسلام آباد،اور دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور کے تعاون سے ممکن ہوا۔جس کا مقصد برصغیر پاک وہند میں ہونے والے اس بابرکت کام کو خراج تحسین پیش کرنے کی جہاں ایک کوشش ہے، وہاں اب تک اس سرمایہ پر کیئے گئے کام کا ایک علمی جائزہ ہے، جواب سے پہلے تک نہ ہو سکا تھا۔اس سلسلہ میں پورے ملک کی جامعات سے آئے ہوئے سکالرز نے اپنے اپنے علمی مقالہ جات پیش کیے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر	☆ پروفیسر ڈاکٹر سلیم طارق
☆ پروفیسر ڈاکٹر محمود الحسن عارف	☆ ڈاکٹر حافظ عبدالقدیر
☆ ڈاکٹر زینت ہارون	☆ محترمہ زاہدہ شبنم
☆ ڈاکٹر محمود اختر	☆ ڈاکٹر عمر حیات
☆ ڈاکٹر حافظ عبدالستار	☆ ڈاکٹر محمد عبداللہ
☆ ڈاکٹر سفیر اختر	☆ پروفیسر عبدالحی مدنی
☆ ڈاکٹر ابراہیم محمد ابراہیم	☆ ڈاکٹر خالد ظفر اللہ
☆ پروفیسر ڈاکٹر باقر خاکوانی	☆ ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس
☆ حافظ زاہد علی	☆ پروفیسر محمد یٰسین بٹ
☆ محمد سعید شیخ	☆ عبدالعزیز تھریو
☆ ڈاکٹر ثناء اللہ بھٹو	☆ پروفیسر عبدالخالق
☆ ڈاکٹر عبدالرزاق گھانگھرو	☆ ڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء
☆ پروفیسر ڈاکٹر شمس البصر	☆ ڈاکٹر انعام الحق کوثر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ حافظ شعیب اسماعیل بخاری ☆ ڈاکٹر نورالدین جامی

مذکورہ بالا فاضل شرکاء کے پیش کردہ وقیع، علمی و تحقیقی مقالات کی برائے طبع جانچ پڑتال کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جس نے ان تمام مقالہ جات کو زبان، اسلوب اور تحقیق کی بنیاد پر دیکھا اور اختلافی اور دل آزار حوالوں سے بچتے ہوئے محض تحقیق کو معیار بنایا اور بعض مقامات کی طرف نشان دہی کرتے ہوئے مقالہ نگار حضرات سے رابطہ کیا اور ان کی اصلاح کروائی گئی۔

اس کانفرنس کے بعض مقالات ''قافلہ ادب اسلامی'' کے دو مجلّات میں شائع کیے گئے اور بعض مقالات کو مجلّہ علوم اسلامیہ جلد نمبر ۱۲ شمارہ ۲۰۰۸ء میں شائع کیا گیا۔ منتخب مقالات قرآنی اب کتابی صورت میں اربابِ ذوق کے پیش خدمت ہیں۔

اس کانفرنس کی کامیابی لائق صد احترام عزت مآب وائس چانسلر دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور جناب ڈاکٹر بلال اے خاں صاحب کی مرہون منت تھی، کیونکہ جناب نے جس طرح اس کانفرنس کی سرپرستی فرمائی، اور شرکاء کانفرنس کے قیام وطعام کے لیے بہترین بندوبست کروائے، پھولوں اور خوشبوؤں میں رچا بسا ایک انتہائی خوبصورت ماحول مہیا کیا۔ یہ سب کچھ آپ کے حسن ذوق، اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اخلاقی رویوں کا بھی آئینہ دار تھا۔ اور یہ آپ کی قرآن سے محبت اور علم دوستی کا بھرپور اظہار ہے۔ اور ہم اپنے رفقاء کار جناب پروفیسر ڈاکٹر شمس البصر، ڈاکٹر حافظ افتخار احمد، اسرار حسین بخاری، ڈاکٹر منیر احمد، ڈاکٹر بشیر احمد جامعی، قاری شبیر احمد، الطاف حسین، ضیاء الرحمٰن، محترمہ سجیلہ کوثر، محترم جاوید اختر (وائس پرنسپل ایس ای کالج)، محترمہ ڈاکٹر راحیلہ، ڈاکٹر شفیق احمد شیخ، ڈاکٹر شفیق احمد، ڈاکٹر احمد علی، محمد الیاس، محمد اکرم ازہری اور عبدالمجید بغدادی (ریسرچ سکالر) کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کے تعاون اور جدوجہد سے یہ کانفرنس کامیاب ہوسکی۔

قومی قرآن کانفرنس کے انعقاد میں ممد ومعاون عالمی رابطہ ادب اسلامی، پاکستان کے اربابِ کار جناب فضل رحیم اور ڈاکٹر محمود الحسن عارف (سیکرٹری رابطہ ادب اسلامی) کے بھی ہم خصوصی طور پر شکر گزار ہیں جن کے علمی وانتظامی تعاون کی بدولت اس کانفرنس کی کامیابی ممکن ہوسکی۔ جزاھم اللّٰہ احسن الجزاء.

مرتبین

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر
چیئرمین علومِ اسلامیہ وسیرت چیئر
دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

پروفیسر ڈاکٹر سلیم طارق خان
ڈین فیکلٹی آف سلامک لرننگ
دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفارشات

اس تین روزہ قومی قرآن کانفرنس میں سفارشات مرتب کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جس کی صدارت کا اعزاز پروفیسر ڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء، پشاور یونیورسٹی کو بخشا گیا اور سیکریٹری کی ذمہ داری ڈاکٹر خالد ظفر اللہ، پرنسپل گورنمنٹ کالج سمندری کو سونپی گئی۔ کمیٹی کے ممبران میں مولانا فضل رحیم، صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان، ڈاکٹر محمود الحسن عارف لاہور، حافظ عبد الرحمٰن مدنی لاہور، ڈاکٹر حافظ محمود اختر لاہور، ڈاکٹر محمد یحیی لاہور، ڈاکٹر ابراہیم محمد ابراہیم لاہور، ڈاکٹر شمس البصر بہاولپور، ڈاکٹر قاری محمد طاہر فیصل آباد، ڈاکٹر عمر حیات فیصل آباد، ڈاکٹر عبدالرشید کراچی، ڈاکٹر ثناء اللہ بھٹو سندھ، ڈاکٹر عبد الخالق سندھ، ڈاکٹر عبدالغنی سندھ، ڈاکٹر انعام الحق کوثر کوئٹہ، ڈاکٹر نور الدین جامی ملتان، ڈاکٹر محمد شریف سیالوی ملتان، ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر، اور بندۂ اس ناچیز کا نام شامل ہیں۔

کانفرنس میں پڑھے جانے والے مقالہ جات اور ارباب علم ودانش سے مجلس مشاورت کی روشنی میں درج ذیل سفارشات مرتب کی گئی ہیں:

☆ تمام تراجم قرآنی کا جامع اشاریہ شائع کیا جائے۔

☆ قرآنی بورڈ کا قیام عمل میں لایا جائے جو کم از کم ۲۰ افراد پر مشتمل ہو اور ہر فرد اپنے فن اور مضمون کا ماہر ہو۔

☆ تراجم کا کام قرآنی بورڈ کی زیر نگرانی عمل میں لایا جائے۔

☆ ہر یونیورسٹی میں قرآن ریسرچ سیل / قرآن چیئر کا قیام عمل میں لایا جائے۔

☆ دنیا بھر میں مروج متنوع قراءت کے ترجمہ وتفسیر قرآن پر اثرات کا جائزہ لینے کے لیے ایم فل / پی ایچ ڈی کی سطح پر کام اس تحقیقی کام کو آگے بڑھایا جائے۔

☆ مارکیٹ میں مطبوعہ قرآن پر پروف ریڈنگ کی مہر ہونے کے باوجود اغلاط کا پایا جانا معروف ہے۔ اس کانفرنس کے ذریعے حکام بالا کو اس کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کی جائے۔

☆ طلباء کی ہر سطح پر قراءت قرآنی کی تصحیح وتجوید کا اہتمام ہونا چاہیے۔ بالخصوص یونیورسٹی کی سطح پر اس اہتمام کی سفارش کی جاتی ہے۔

☆ اسلامیات لازمی میں نصاب قرآنی کا حجم بڑھایا جائے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ ڈاکٹر حمید اللہ کے مشن ''القرآن فی کل لسان'' کو دی اسلامی یونیورسٹی آف بہاولپور آگے بڑھائے۔ اس بارے میں ایک قرآنک ریسرچ سنٹر قائم کیا جائے اور ایک ویب سائٹ جاری کی جائے۔

☆ فری آن لائن تراجم کا بندوبست ہونا چاہیے۔

☆ پاکستانی زبانوں یا لہجوں میں سے جن میں ترجمہ قرآن نہیں ہے، کھوج لگا کر اس زبان میں مستند ترجمے کا اہتمام کیا جائے۔

☆ علوم القرآن پر جامع اشاراتی فہرست مرتب کی جائے۔

☆ جامعات کی سطح پر قرآن کے حوالے سے پراجیکٹ شروع کیے جائیں۔

☆ تراجم وحواشی اور تفاسیر سے غیر متعلقہ غیر مطبوعہ لٹریچر اور تحقیقی مقالہ جات کو شائع کیا جائے تاکہ اس میدان میں کام کرنے والوں کے لیے ان سے استفادہ آسان ہو۔

☆ قرآن وحدیث وسیرت کے شعبہ جات کے طلباء اور اساتذہ کے باہمی مطالعاتی دوروں کا اہتمام کیا جائے۔

☆ جامعات کی سطح پر قرآن کانفرنس کا سالانہ انعقاد یقینی بنایا جائے اور خصوصی طور پر دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور میں ہر سال یہ کانفرنس ضرور منعقد ہو۔

☆ قرآن ریسرچ سکالرز کے درمیان باہمی رابطے کا بندوبست ہو۔ اور تحقیقی کام کے معیار اور ضابطے مقرر ہوں۔

☆ قرآنک سٹڈیز (مطالعات قرآن کریم) میں بی اے آنرز ہونا چاہیے۔

☆ قرآن کے حوالے سے ریفریشر کورسز کا اہتمام ہونا چاہیے۔

☆ کالجز میں داخلہ کے لیے ناظرہ قرآن کی شرط لازم ٹھہرائی جائے۔

☆ ملک میں قائم مختلف قرآن لائبریریوں اور قرآنی محلات کے مخطوطات کی مائیکروفلمز بنا کر قرآن مرکز میں محفوظ کیا جائے۔ اور انٹرنیٹ پر بھی جاری کیا جائے۔

☆ قرآن مجید کے حوالے سے پھیلائی جانے والی بدگمانیوں کا دقیق جائزہ لیا جائے اور ان پر لیکچرز، سیمینارز اور کانفرنسز کا اہتمام کیا جائے۔

☆ دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور بین الاقوامی سطح پر خدمت قرآن کے اداروں سے روابط بڑھائے تاکہ یونیورسٹی عالمی سطح پر اپنے اثرات بڑھا سکے بالخصوص شاہ فہد کمپلیکس مدینہ منورہ سے رابطہ کرکے جو تلاوت کے ساتھ ساتھ ترجمہ کے بارے میں بھی وسیع خدمات انجام دے رہا ہے۔

☆ اس کانفرنس میں پیش کردہ مقالہ جات کی اشاعت جلد از جلد یقینی بنائی جائے۔

تمام معززین ہاؤس نے ان سفارشات کی بھرپور تائید کی اور کانفرنس کے کامیاب انعقاد سے امید کی شمع روشن ہوئی کہ اس میدان میں کئی راہیں کھل سکتی ہیں۔

❀❀❀❀

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ صدارت ”قومی قرآن کانفرنس“

(جناب پروفیسر ڈاکٹر بلال اے۔خان، وائس چانسلر دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور)

آج کی یہ تین روزہ قومی قرآن کانفرنس جس کا انعقاد عالمی رابطہ ادب اسلامی، ہائر ایجوکیشن اسلام آباد اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے تعاون سے ہو رہا ہے۔ سب سے پہلے اس سلسلہ میں پوری ملک کی جامعات سے آئے ہوئے سکالرز، مولانا فضل رحیم، صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان، ڈاکٹر محمود الحسن عارف ڈائریکٹر دائرہ معارف اسلامی لاہور، ڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء پشاور یونیورسٹی، ڈاکٹر ابراہیم محمد ابراہیم جامعہ ازہر مصر، ڈاکٹر عبدالرشید جامعہ کراچی، کراچی، ڈاکٹر انعام الحق کوثر کوئٹہ، ڈاکٹر نور الدین جامی ملتان، حافظ عبدالرحمٰن مدنی، پروفیسر ڈاکٹر محمد یحیٰی کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

بہاولپور کو ایک باقاعدہ ریاست کا درجہ حاصل رہا ہے۔ جس کے پہلے حکمران نواب سر صادق خان اوّل مقرر ہوئے، جن کا تعلق بغداد کے خلفائے عباسیہ سے تھا۔ ریاست کے حکمرانوں نے یہاں کی ترقی اور عوام کی خوش حالی کے لیے بہت سی خدمات انجام دیں، اور ریاست میں مدارس اور سکولز قائم کیے، جو اُن کی علم دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

یہاں کے آخری حکمران نواب سر صادق محمد خان خامس عباسی مرحوم نے جب ریاست کے معاملات سنبھالے تو انہوں نے اپنے اتالیق مولوی غلام حسین صاحب کو وزیر داخلہ اور وزیر تعلیم مقرر فرمایا، اور ساتھ ہی جامعہ ازہر کی طرز پر ایک مثالی درسگاہ کے قیام کا حکم دیا۔ مولوی غلام حسین نے مختلف ممالک کی دینی درسگاہوں کا دورہ کیا، اور اس کی روشنی میں ۲۲ جون ۱۹۲۵ء کو ایک ادارہ جامعہ عباسیہ کے نام سے وجود میں آیا۔ پھر حکومت مغربی پاکستان نے ۱۹۶۴ء میں ایک آرڈیننس کے ذریعے اس کا نام جامعہ عباسیہ سے جامعہ اسلامیہ رکھا۔ پھر حکومت پاکستان نے جدید علوم کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے ۱۹۷۵ء میں جامعہ اسلامیہ کو ایک مکمل یونیورسٹی کا درجہ دے دیا۔

مہمان گرامی!

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا شعبہ علوم اسلامیہ جو جامعہ اسلامیہ اور جامعہ عباسیہ کا حقیقی وارث ہے،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمی کارناموں میں ہمیشہ نمایاں رہا ہے، جس کی جھلک آج اس تین روزہ قومی کانفرنس میں آپ کو نظر آ رہی ہے۔

میں اپنے رفقاء کار جناب پروفیسر ڈاکٹر سلیم طارق خان اوران کی ٹیم پروفیسر ڈاکٹر شمس البصر ، پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر جنہوں نے شبانہ روز محنت سے رابطہ ادب اسلامی اور دائرہ معارف اسلامی کے مشترکہ تعاون سے اس کانفرنس کو منعقد کیا، اُن کا اور آپ لوگوں کا بہت شکر گزار ہوں۔

علمائے اُمت نے مختلف پہلوؤں سے قرآن کریم کی خدمت کی۔ مفسرین کرام نے اپنے اپنے طبعی ذوق کے مطابق قرآن کریم کی تفسیریں لکھیں۔ کسی نے صرف ونحو کے مسائل اس کتاب سے ڈھونڈے، تو کسی نے بلاغت و فلسفہ کی گتھیوں کو سلجھایا۔ کسی نے اعجازِ قرآن کے موضوع پر روشنی ڈالی تو کسی نے مفرداتِ قرآن کو موضوع سخن بنایا۔ کچھ ایسے خوش نصیب بھی تھے کہ جنہوں نے اپنی اپنی زبانوں میں قرآنِ کریم کا ترجمہ کیا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کے دو ذرائع عطا کیے گئے۔ انبیاء کرام جن کا تعلق اللہ تعالیٰ سے تھا۔ اور دوسرا الہامی کتب وصحائف۔ قرآن مجید اس سلسلۂ ہدایت کی آخری کتاب ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں متن کتاب پر تمام صحابہ کا اجماع ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی نقول اسلامی مراکز میں بھیج دیں۔ اور تمام مسلمانوں کا بھی قرآن مجید کی قراءت پر اجماع ہو گیا۔

چنانچہ قرآن کریم اپنی انہی خصوصیات کے لحاظ سے صرف مسلمانوں ہی نہیں غیر مسلموں کے بھی زیر مطالعہ رہتا ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب اپنی ایک تاریخ رکھتے ہیں جن میں اسلام بھی شامل ہے۔ اسلام دنیا کے تمام مذاہب میں جدید ترین مذہب ہے۔ باقی سب اس کے مقابلے میں قدیم ہیں۔ ان تمام مذاہب کی تاریخ بتاتی ہے کہ ان تمام میں ہر لحاظ سے قابل فخر ماضی مسلمانوں کا ہے۔ مسلمانوں نے اپنے ماضی میں انفرادی سطح پر اخلاقی ، مادی اور روحانی سطح پر اور اجتماعی نظام حیات کے حوالے سے ایسا سیاسی، معاشی اور سماجی نظام دنیا کو عطا کیا ہے کہ جس کا عشر عشیر بھی کسی دوسری قوم کی تاریخ میں نہیں ملتا۔ یہ عالی شان اور قابل فخر ماضی صرف اور صرف قرآنی تعلیمات کا نتیجہ تھا۔ اس بنا پر ہم سمجھتے ہیں کہ آج ایک عالمی انسانی معاشرہ تشکیل دینے کے سلسلے میں قرآن ہی کو رہنما بنایا جا سکتا ہے۔ ایسا معاشرہ جو بنی نوع انسان کے لیے کل تک رہنمائی دینے والا مسلمان آج دوسروں سے رہنمائی اس لیے مانگ رہا ہے کہ اس نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی بنیاد پر ایک جدید معاشرہ تعمیر کرنے کے تصور کو بھلا دیا ہے۔ جس کے بارے میں شاعر مشرق نے بھی کہا تھا:

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلمان
اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار

گویا اقبال کے پیغام کے مطابق ہم بنی نوع انسان کے لیے ایک بھرپور محفوظ اور جدید معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں۔

قرآن حکیم کے گزشتہ چودہ صدیوں میں سو سے زیادہ زبانوں میں تراجم ہوئے۔ گزشتہ دو سو سال سے تقریباً ایک ہزار کے قریب اُردو تراجم قرآن ہوئے۔

دنیا میں سب سے پہلا ترجمہ ۲۷۰ھ/۸۸۴ء میں سندھ میں الور کے راجہ کے لیے مقامی زبان میں کیا گیا۔ اوّلین تراجم میں پہلا ترجمہ پطرس طرابلس نے ۵۶۸ھ/۱۱۴۳ء میں لاطینی زبان میں کیا جو مغربی زبان میں قرآن مجید کا سب سے پہلا ترجمہ ہے۔ مطبع کی ایجاد کے بعد سب سے پہلا ترجمہ ہے جو ۱۵۴۳ء بمقام باسل طبع ہوا۔ بعد ازاں فرانس، جرمنی میں انگریزی اور دیگر زبانوں میں تراجم قرآن مجید کیے گئے۔ انگریزی زبان میں ۲۵ سے زیادہ تراجم زیادہ معروف ہیں۔ بقول بابائے اُردو عبدالحق اُردو زبان میں قرآن مجید کا پہلا ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین اور دوسرا شاہ عبدالقادر ہے۔ بعد ازاں چراغ سے چراغ جلتا گیا۔ اور اس میدان میں لوگ آتے گئے قرآن مجید کے تراجم، نثر اور نظم لکھتے گئے۔

دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور کو اعزاز حاصل ہے کہ اس میں سیرت چیئر کا شعبہ قائم ہے جس کی سربراہی کا فریضہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر جیسا انتھک محنتی انسان سرانجام دے رہا ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ سیرت چیئر کے حوالے سے مسلسل کام کر رہی ہے۔ ۲۰۰۰ء، ۲۰۰۴ء، ۲۰۰۷ء میں سیرت چیئر نے سیرت طیبہ کے حوالے سے تین بین الاقوامی کانفرنسز اور ۲۰۰۹ء میں سیریز آف لیکچرز منعقد کرائے۔

میری خواہش تھی کہ فیکلٹی آف اسلامک لرننگ قرآن کریم کے حوالے سے بھی ایک کانفرنس کرائے۔ میری اس خواہش پر ۲۰، ۲۱، ۲۲ اپریل ۲۰۰۸ء میں نہایت خوش اسلوبی سے ایک تین روزہ قومی کانفرنس رابطہ ادب اسلامی اور ہائر ایجوکیشن اسلام آباد نے کرائی جس میں ملک کے طول و عرض سے آنے والے اہل علم نے تراجم قرآن کے حوالے سے مختلف علمی موضوعات پر اپنے قیمتی مقالات پیش کیے۔ ان مقالات میں علاقائی زبانوں میں ہونے والے قرآنِ مجید کے تراجم اور دیگر قرآنی خدمات کا مفصل جائزہ پیش کیا گیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس علمی کام پر مجھے مسرت ہے جو ڈاکٹر سلیم طارق خاں، ڈین فیکلٹی آف اسلامک لرننگ کی سرپرستی میں سرانجام پایا ہے اور جس میں ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر کنوینئر کانفرنس و ڈائریکٹر سیرت چیئر اور ڈاکٹر شمس البصر چیئر مین فلسفہ قانون کی معاونت اس میں حاصل رہی ہے، اور ہم ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد کے بھی مشکور ہیں کہ وہ ہمیشہ ہی ہماری یونیورسٹی کے علمی و مالی معاملات میں تعاون کرتا ہے۔

اس سلسلے میں جن دیگر لوگوں نے کام کیا ہے میں ان سب کا شکر گزار ہوں میری دُعا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس علمی کاوش کو قبول فرمائے اور ہماری اُخروی نجات کا ذریعہ بھی۔

❁❁❁❁

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہم قرآن کے تقاضے اور ترجمہ قرآن حکیم

ڈاکٹر عمر حیات ☆

بعثت محمدی ﷺ کا سب سے بڑا اور زندۂ جاوید معجزہ قرآن ہے جس کی عظمت کا بیان شاید انسان کے بس میں نہیں۔ ہر دور کے مشکوک اور متذبذب ذہن کو یہ صرف قرآن کا چیلنج ہے کہ "وَاِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ"(۱)

سلسلۂ رُشد وہدایت کے مکمل ہونے کے بعد صرف قرآن ہے جو صفتِ لاریب سے متصف ہے "ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ" (۲) گویا ہر لحاظ وہر انداز سے مبنی برحق وصداقت قرآن ہی ہے جو "هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ" (۳) اور "هُدًى لِلنَّاسِ" ہے۔(۴) عالم انسانیت کے لیے صراطِ مستقیم کا راز قرآن میں مضمر ہے "اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ" (۵) یہی قوموں کے عروج وزوال کا معیار ہے۔ "يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ"(۶)

قرآنِ حکیم انسان کی اوّل و آخر ضرورت ہے جس کے بغیر نہ مادی زندگی کے تقاضے کماحقہٗ پورے ہو سکتے ہیں اور نہ ہی رُوحانی زندگی نشو ارتقاء سے ہم کنار ہو سکتی ہے۔ انسان کے حقیقی معنوں میں انسان بن کر رہنے، معاشرے میں صحیح انسانی کردار ادا کرنے اور آخرت میں فلاح یاب ہونے کا انحصار قرآن پر ہے۔ اس لیے اس کا فہم و ادراک انسان پر لازم ہے اور اسلامی زندگی کا تو تصور ہی

☆ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علومِ اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے معنی ہو کے رہ جاتا ہے اگر صحیح معنوں میں کلام اللہ کا پیغام نہ سمجھا جائے۔ قرآن فہمی ہی اصل اسلام فہمی ہے۔

اگرچہ فرما دیا گیا "وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِر" (۷) تحقیق ہم نے قرآن کو سہل کر دیا تاکہ لوگ اِس سے نصیحت حاصل کریں تو کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ قرآن کے سہل اور آسان ہونے سے کیا مراد ہے؟ کیا کوئی بغیر کسی معیار پر پورا اُترے اس کو سمجھ سکتا ہے اور نصیحت حاصل کر سکتا ہے؟ یا فہمِ قرآن کے لیے کوئی باقاعدہ معیار ہونا چاہیے تاکہ اِس کے پیغام کی رُوح تک رسائی ممکن ہے۔

بات یہ ہے کہ قرآن 'الکتاب' ہے، یعنی کتاب خاص ہر لحاظ سے، جس کی آگے پیچھے کوئی مثال نہیں ہوسکتی "فَاتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِثْلِه" کے الفاظ میں قرآن کا چیلنج گزشتہ چودہ صدیوں سے من وعن اپنی جگہ قائم ہے۔

> "قرآن پاک دعویٰ کر رہا ہے کہ تم سب خطیب، شاعر، ادیب، نقاد وغیرہ مِل کر بھی اس قرآن کی سورت جیسی سورت لے آؤ۔ یہ بہت بڑا دعویٰ اور چیلنج ہے جو ڈیڑھ ہزار برس سے نہ صرف عرب دُنیا بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہے۔" (۸)

فصاحتِ عرب جس کی تاب نہ لا سکی، اس کے آگے اور کون ٹھہر سکتا ہے! ربِ کائنات نے عالم انسانیت پر کمالِ لطف وکرم فرماتے ہوئے قرآن کو بایں معنی تو نہایت آسان بنا دیا کہ اس میں کوئی دقیق فلسفیانہ ومنطقیانہ موشگافیاں نہیں، جن میں انسانی عقل اور فہم وشعور اُلجھ کے رہ جائے اور کچھ نہ سمجھ پائے۔

مولانا افتخار احمد بلخی نے اپنے ایک مضمون میں لکھا:

> "قرآن فن مباحثہ وعلم کلام کے قواعد ونظائر سے بھرا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود منطقی اور کلامی طرز واسلوب سے خالی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ منطقی طرزِ استدلال اور کلامی اسلوب برہان اکثر وبیشتر مخاطب کو لاجواب اور ساکت تو کر دیتا ہے لیکن اس کے دِل سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تردّد اور شک کے کانٹے نکال کر انشراحِ واطمینان کی ٹھنڈک نہیں پہنچا تا لیکن دعوتِ حق کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔"(۹)

اسی بات کی صراحت میں سیّد قطب شہیدؒ نے لکھا کہ

"متکلمین صدیوں تک عقیدۂ توحید کے بارے میں ذہنی مباحث میں اُلجھے رہے مگر اس سے کچھ بھی حاصل نہ ہو سکا۔ قرآنِ کریم نے چند سالوں میں جو کچھ کر دِکھایا علم الکلام کے علماء اس کا عشرِ عشیر بھی انجام نہ دے سکے۔"(۱۰)

نزولِ قرآن کا مقصد انسان کو مشقت اور پریشانی میں ڈالنا نہیں تھا بلکہ مناسب سہولت بہم پہنچانا تھا تا کہ بنی نوع انسان کی راہِ عمل آسان ہو اور وہ فلاح سے ہمکنار ہو سکے۔ اسی لیے افصح لسان عربیٔ مبین میں نازل کیا گیا، جس سے عرب بخوبی واقف تھے۔

اُردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کے مقالہ نگار کے بقول:

"بہر حال قرآن مجید کی زبان ہر قبیلے کے لیے قابلِ فہم ہے اور ہر عرب قبیلہ اس کی زبان سے مانوس اور واقف و آشنا ہے۔"(۱۱)

قرآن کا فہم کوئی معمولی بات نہیں۔ بے مثال کلام اور خاص کتاب ہونے کے ناطے اِس کا فہم بھی خاص ہے، جس کے لیے خاص معیار کی ضرورت ہے۔ بڑے زرخیز ذہن کی ضرورت۔ اِس معیار پر سب سے پہلے حضور سیّدِ عالم نبی مکرم رسولِ مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس فائز ہے اور پھر درجہ بدرجہ آپ ﷺ کے اصحابِ کرام رضی اللہ عنہم، انھوں نے جس انداز سے اور جن تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے حاملِ قرآن سے قرآن کا فہم حاصل کیا۔ آج بھی انھی تقاضوں کا لحاظ ناگزیر ہے۔

خلوص ایمان وایقان:

دائرہ اسلام میں داخل ہونے اور قرآنِ حکیم سے استفادہ کرنے کی شرطِ اوّل ایمان ہے۔ یعنی اللہ اور رسول کے دِین کی ہمہ گیر صداقت کو قلب ونظر کی گہرائیوں سے تسلیم کر لینا اور باطل کو رد کر دینا۔ قرآن کا بنیادی مقصد انسان کو ہدایت فراہم کرنا ہے۔ قرآن ان لوگوں کے لیے باعثِ ہدایت ہے جن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اس پر ایمان بھی ہے۔"وَالذین یومنون بما اُنزلَ الیک" (۱۲)

قرآن حکیم میں کم وبیش 16 مقامات پر ایمان لانے کے حوالے سے اَمر کا صیغہ آیا ہے، جس میں بذاتِ خود قرآن پر ایمان لانا بھی شامل ہے۔(۱۳)

ایمان لائے بغیر قرآن کے ساتھ قلبی لگاؤ پیدا نہیں ہوسکتا جس کے بغیر اس کا فہم وادراک بعید از فہم وقیاس اور خارج از اِمکان ہے۔ اگر چہ بڑے بڑے غیر مسلموں نے بھی فہمِ قرآن کے دعوے کیے ہیں تاہم اُن میں سے اگر تو کسی نے نیک نیتی سے قرآن کا فہم حاصل کیا تو اللہ نے اسے سرشار کیا ۔ایسے بہت سے لوگ اسلام قبول کر کے پختہ اہلِ ایمان ثابت ہوئے اور جس نے منفی نکتۂ نظر سے ایسا کیا تو اِس کا فہم اُس کے لیے مزید سرکشی کے ساتھ ساتھ دوسروں کے لیے گمراہ کن پروپیگنڈا ثابت ہوا، گویا حقیقت میں وہ قرآن کو سمجھنے سے قاصر ہی رہا۔ کفار ومشرکین کی قرآنی ہدایت سے محرومی کی وجہ تو بالکل واضح تھی یعنی اُن کا اعلانیہ اور دانستہ کفر وشرک اور اُس سے باز نہ آنے کا عزم جس کے بارے میں "خَتَمَ اللّٰهُ عَلیٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلیٰ سَمْعِهِمْ وَعَلیٰ اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ" کے الفاظ نازل ہوئے۔ لیکن منافقین جنھوں نے مسلمانوں کے لبادے میں قرآن اور حاملِ قرآن کے ساتھ استہزاء کیا اور قرآن کے اصل مفہوم کو اپنی مرضی کے معانی پہنانے کی کوشش کی، اس خودفریبی کے ہاتھوں گمراہی کی دلدل میں دھنس گئے۔

قرآن کہتا ہے:

"قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَالَّذِيْنَ لَايُؤْمِنُوْنَ فِيْ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اُوْلٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ"(۱۴)

طے ہو چکا کہ ایمان کے بغیر ہدایت نہیں۔ فہم وادراک کی توفیق نہیں۔

معیاری ایمان تمسک بالقرآن کا سبب بنتا ہے ،وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان تھا جسے قرآن علامت کے طور پر پیش کرتا ہے اور متقاضی ہے کہ لوگ اُن کی طرح ایمان لائیں۔

صاحب "معارف القرآن" رقم طراز ہیں کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایمانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف کوئی شخص کسی عقیدہ کا نیا مفہوم بنائے اور اُس عقیدہ کا پابند ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو مومن مسلمان بتلائے اور مسلمانوں کے نماز، روزہ میں شریک بھی ہو، مگر جب تک وہ قرآن کے اس بتلائے ہوئے معیار کے مطابق ایمان نہیں لائے گا اُس وقت تک وہ قرآن کی اصطلاح میں مومن نہیں کہلائے گا۔" (۱۵)

فہم قرآن کی ضرورت کا احساس:

کوئی بھی ذی جان بھوک پیاس کے احساس کے بغیر کھانے پینے کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ عصرِ حاضر میں نظریۂ ضرورت اگرچہ کچھ مخصوص حالات و واقعات کی بنا پر متنازعہ حیثیت اختیار کر گیا ہے تاہم بنیادی طور پر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جسمانی بھوک پیاس کی طرح باطنی اور رُوحانی تشنگی کا معاملہ ہے جو سراسر الہامی ہدایت کا متقاضی ہے مگر اِس الہامی صحیفۂ ہدایت یعنی قرآن کا فہم اُسے میسر نہیں آ سکتا جسے اس کی ضرورت کا احساس نہ ہو۔

سیّد مودودی لکھتے ہیں:

"قرآن کی ہدایت کا دروازہ ان سب لوگوں پر بند ہے، جو سرے سے اِس ضرورت ہی کے قائل نہ ہوں کہ انسان کو خدا کی طرف سے ہدایت ملنی چاہیے یا اِس ضرورت کے تو قائل ہوں مگر اس کے لیے وحی و رسالت کی طرف رجوع کرنا غیر ضروری سمجھتے ہوں اور خود کچھ نظریات قائم کر کے انھی کو خدائی ہدایت قرار دے بیٹھیں، یا آسمانی کتابوں کے بھی قائل ہوں مگر صرف اس کتاب یا ان کتابوں پر ایمان لائیں، جنھیں ان کے باپ دادا مانتے چلے آئے ہیں...... ایسے سب لوگوں کو الگ کر کے قرآن اپنا چشمۂ فیض صرف ان لوگوں کے لیے کھولتا ہے جو اپنے آپ کو خدائی ہدایت کا محتاج بھی مانتے ہوں۔" (۱۶)

تقویٰ و تزکیۂ نفس:

قرآنِ حکیم جو رُشد و ہدایت کا سرچشمہ اور حکمت و دانائی کا مصدر و ماخذ ہے۔ اس کا فہم اس بات کا متقاضی ہے کہ انسان تقویٰ و تزکیۂ نفس سے بھی آراستہ ہو کیونکہ یہی اصل ہدایت اور حکمت ہے جو اللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف سے ہے اُسی کے اختیار میں ہے اور یہی سب سے بڑی بھلائی یعنی خیرِ کثیر ہے۔فرمایا گیا:

"مَن یُّوتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْراً کَثِیْراً"(۱۷)

لہٰذا جب تک دل میں تقویٰ نہ ہوگا یعنی اللہ کا خوف، اُس کی جلالتِ شان کا احساس، تب تک حکمت ودانائی، یعنی فہم قرآن حاصل نہ ہوگا۔حضور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"رَأسُ الْحِکْمَۃَ مَخَافَۃُ اللّٰہِ" یعنی حکمت کی بنیاد اللہ کا خوف ہے۔

حقیقت میں تقویٰ عظیم باطنی کیفیت ہے جس سے کسی انسان میں حصولِ حکمت کی اہلیت پیدا ہوتی ہے۔اس کے دِل پر نصیحت کارگر ثابت ہوتی ہے اور وہ کلام اللہ کے فہم سے ہمکنار ہوتا ہے جس سے وہ حق و باطل اور ہدایت وضلالت میں تمیز کرتے ہوئے زندگی کا سفر طے کرتا ہے۔

سیّد مودودیؒ لکھتے ہیں:

''جس شخص کے دِل میں خدا کا خوف اور انجام بد کا اندیشہ ہوگا اُسی کو یہ فکر ہوگی کہ میں غلط راستے پر تو نہیں جا رہا ہوں اور وہی اللہ کے اُس بندے کی نصیحت کو توجہ سے سنے گا جو اُسے ہدایت اور گمراہی کا فرق اور فلاح وسعادت کا راستہ بتا رہا ہو۔''(۱۸)

چنانچہ یہ بالکل ایک اصولی بات قرار پاتی ہے کہ اللہ کے کلام کی تفہیم اور اس سے استفادہ کرنے کے لیے اُس کا خوف بھی لازم ہے۔ جب کہ اللہ کی طرف سے یہ بات فیصل ہو چکی ہے کہ قرآن بالخصوص "ھُدیً لِّلْمُتَّقِیْنَ" ہے۔

فہم قرآن کے لازمی تقاضے کے طور پر اتقاء اثر پذیری اور قبولیتِ حق کی صلاحیت ہے۔مولانا سعید احمد اکبرآبادی نے لکھا ہے کہ

''اِتقاء سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص روحانی اعتبار سے اس بات کی صلاحیت رکھتا ہو کہ کلامِ الٰہی کو سن کر اس کا اثر قبول کر سکے۔''(۱۹)

سعی فہم:

تقاضائے فہم قرآن یہ بھی ہے کہ اِس کے لیے سعی بلیغ سے کام لیا جائے۔ورنہ ایمان واتقاء کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہوئے بھی قرآن سے استفادہ ممکن نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ بھی اصولِ فطرت ہے کہ "لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی" (۲۰) اور کہا جاتا ہے کہ "مَن جَدَّ وَجَدَ" جس نے کوشش کی اُس نے مراد پائی۔

قرآن کہتا ہے:

"اَلَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا" (۲۱) (کوشش نہیں تو کچھ بھی نہیں)

گویا حصولِ مقصد کے لیے جہدِ مسلسل شرطِ لازم ہے۔

اصحابُ النبی نے قرآن کے فہم وادراک کے لیے زندگیاں وقف کر دی تھیں۔ ایمان لانے کے بعد اُن کی ترجیحات کا رُخ ہی بدل گیا اور مقصدِ زندگی صرف اور صرف فہمِ قرآن اور اطاعت رسول ﷺ ہو کے رہ گیا تھا، مکہ مکرمہ میں دارِ ارقم اور مدینۃ النبی میں صفہ حامل قرآن ﷺ کی قائم کردہ وہ درس گاہیں تھیں جہاں سے سب سے پہلے فہمِ قرآن کے چشمے پھوٹے، جن کی فیض رسانیوں نے تمام عالم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اصحابِ کرامؓ نے حامل قرآن ﷺ کی ذاتِ اقدس سے براہِ راست قرآن کا فہم حاصل کیا۔ اس مقصد کے لیے دِن رات ایک کر دیے اور فہم قرآن کی رُوح کو پانے کے لیے سعی بلیغ کا حق ادا کر دیا، وہی تو ہیں جنھوں نے قرآن کو اس کے صحیح تر تناظر میں سمجھا اور اس کے عملی تقاضوں کو مشیتِ ایزدی کے عین مطابق پورا کیا۔ جبھی تو ان کو رضی اللہ عنھم و رضوا عنه (۲۲) کا الہامی سرٹیفکیٹ جاری ہوا۔ ایمان وتقویٰ اور قرآن فہمی کے جس معیار پر وہ فائز تھے، اُمت میں سے کوئی اور نہیں ہوسکتا۔ البتہ ان کو مشعلِ راہ بنا کر اپنے لیے فہم وشعور کی راہوں کو روشن کیا جاسکتا ہے۔

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مطالعۂ قرآن میں تین طریقے استعمال کیے۔ حضور ﷺ سے دریافت کرنا، ایک دوسرے سے دریافت کرنا اور خود غور وفکر کرنا۔" (۲۳)

ذوق عربیت/محاورہ عرب کا رسوخ:

فہمِ قرآن کے لازمی تقاضوں میں سے ذوقِ عربیت بھی ہے۔ قرآنِ حکیم کی زبان (عربی) اپنے الفاظ وتراکیب، معانی ومفہوم، محاورہ واسلوب، زبان وبیان غرض ہر لحاظ سے ممتاز ومنفرد ہے۔ اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اولین مخاطبین عرب تھے جو اس زبان کے نشیب و فراز اور اسرار و رموز سے آشنا تھے۔ ذوقِ عربیت کیا ہے؟ مولانا سعید احمد اکبر آبادی کے بقول:

''یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عربیت سے مراد عربی زبان کی صرف اتنی اِستعداد نہیں ہے کہ کوئی شخص عربی سے اُردو میں یا کسی اور زبان میں ترجمہ کر سکے صرف اتنی اِستعداد سے ایک شخص قرآن کی اجمالی مراد تو سمجھ سکتا ہے لیکن جب تک اس کا ذوق عربیت پختہ نہیں ہوگا، اور امام شافعیؒ کے بقول جب تک اس میں کسی عربی عبارت کو عربی کے ہی اندازِ فہم و تعبیر کے مطابق سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہوگی وہ قرآن مجید کے بلیغ اسلوبِ بیان اور اس کے مخصوص اندازِ تعبیر سے واقف نہیں ہو سکے گا۔'' (۲۴)

یہ تو عربیت کا معاملہ ہے۔ ہر زبان کے حقیقی مفہوم تک رسائی کے لیے یہی قاعدہ ہے۔ مختلف دیگر زبانیں بولنے اور جاننے والے بھی برابر نہیں ہوتے، ایک ہی بات ہوتی ہے مگر ذوق سے عاری شخص پر اُس کا خاطر خواہ اثر نہیں ہوتا جب کہ اگر صاحبِ ذوق اُسے سنتا ہے تو بے اختیار سر دھنتا ہے۔ مثال کے طور پر حکیم مومن خاں مومن کا ایک سادہ سا شعر ہے:

؏ تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

نجانے کتنے لوگوں نے پڑھا اور سنا ہوگا مگر کہتے ہیں کہ جب مرزا غالب نے سنا تو یوں حسرت کا اظہار کیا کہ کاش! مومن یہ ایک شعر مجھے دے دیتے اور اس کے عوض میں میرا پورا دیوان مجھ سے لے لیتے۔

قرآنی سیاق و سباق اور علوم القرآن سے واقفیت:

قرآن حکیم کو سمجھنے کے لیے جملہ امور میں سے اس کے سیاق و سباق سے آگہی بھی اشد ضروری ہے جو فہمِ قرآن کے لازمی تقاضوں میں سے ہے۔ اس کے بغیر مراد اصلی تک رسائی ممکن نہ ہوگی۔

مثال کے طور پر قرآن کہتا ہے ''واذکروا اللّٰہ فی ایام معدودات'' (۲۵)

اب اگر اس جملۂ قرآن کو الگ تھلگ کر کے دیکھا جائے تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس میں اللہ کو یاد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا ایک عمومی حکم دیا گیا ہے، لیکن اگر اِس کے سیاق وسباق کو دیکھا جائے تو اصل مطلب سمجھ میں آ جائے گا کہ اس سے مراد ایام تشریق کے دوران رمی جمار ہے۔ ایسی اور بھی بہت سی مثالیں ہوسکتی ہیں۔

مولانا سعید احمد اکبرآبادی سیاق وسباق کو فہمِ قرآن کی لازمی شرط قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''ایک آیت میں ایک لفظ کو دیکھ کر ہی اس کی تفسیر وتاویل کی جرأت نہ کی جائے بلکہ تمام قرآن مجید کا مطالعہ بنظرِ عمیق کر کے قرآن کی زبان اور اس کے طرزِ ادا وطریقۂ بیان کے ساتھ ایک ایسی مناسبت پیدا کر لی جائے کہ تعیین مراد میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔''(۲۶)

سیاق وسباق سے ہٹ کر قرآن کے الفاظ اور آیات کو سمجھنے کی کوشش کرنا گمراہی پر منتج ہوسکتا ہے۔ فہمِ قرآن کے لیے ذاتی رائے کو کافی سمجھ لینا اور اس کے مطابق چل پڑنا شریعت کے منافی ہے، جس سے احتراز لازم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من تکلّم فی القرآنِ برایة فاصاب فَقَدْ اَخْطَأَ"(۲۷)

(جس نے محض اپنی رائے سے قرآن کے بارے میں کچھ کہا اُس نے غلطی کی اگرچہ اُس کی رائے صحیح بھی ہو۔)

بظاہر یہ بات عجیب سی لگتی ہے کہ حدیث میں صحیح رائے کو بھی مذموم قرار دیا گیا مگر ایسا نہیں ہے، بلکہ اِس سے وہ رائے مراد ہے جو قرآنِ حکیم کے مسلّمہ اصولوں سے متصادم ہو، اگرچہ اس سے کوئی صحیح نتیجے پر پہنچ بھی جائے تو بھی خطا کاری ہے کیونکہ اس نے غلط راستے کا انتخاب کیا جس پر اور لوگ بھی چل سکتے ہیں اور ضروری نہیں کہ ہر کوئی صحیح نتیجے پر ہی پہنچے۔ جسٹس تقی عثمانی لکھتے ہیں:

''تفسیرِ قرآن میں گمراہی کا سب سے پہلا اور سب سے خطرناک سبب یہ ہے کہ انسان اپنی اہلیت وصلاحیت کو دیکھے بغیر قرآنِ کریم کے معاملے میں رائے زنی شروع کر دے، خاص طور پر ہمارے زمانے میں گمراہی کے اس سبب نے بڑی قیامت ڈھائی ہے، یہ غلط

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہمی عام ہوتی جارہی ہے کہ صرف عربی زبان پڑھ لینے کے بعد انسان قرآن مجید کا عالم ہو جاتا ہے اوراس کے بعد جس طرح سمجھ میں آ ئے قرآنِ کریم کی تفسیر کر سکتا ہے۔ حالانکہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ دُنیا کا کوئی بھی علم وفن ایسانہیں ہے جس میں محض زبان دانی کے بل پر مہارت پیدا ہوسکتی ہو۔ آج تک کسی ذی ہوش نے انگریزی زبان پر مکمل عبور رکھنے کے باوجود یہ دعویٰ نہیں کیا ہو گا کہ وہ ڈاکٹر ہو گیا ہے اور میڈیکل سائنس کی کتابیں پڑھ کر دُنیا پر مشقِ ستم کرسکتا ہے۔۔۔ بلکہ اس کے لیے بڑی بڑی درسگاہوں میں کئی کئی امتحانات سے گزرنا ہوتا ہے۔"(۲۸)

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مَقْعَدَهٗ من النار"(۲۹)

(جس نے بغیر علم کے قرآن کے بارے میں گفتگو کی وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے)

تقی عثمانی صاحب قرآن فہمی کے سلسلے میں ضروری علوم کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں "تفسیر قرآن کے لیے صرف عربی زبان کی معمولی واقفیت کام نہیں دے سکتی، بلکہ اس کے لیے علم اصولِ تفسیر، علم حدیث، اصولِ حدیث، اصولِ فقہ، علم فقہ، علم نحو، علم صرف، علم لغت، علم ادب اور علمِ بلاغت میں ماہرانہ بصیرت اوراس کے ساتھ ساتھ طہارت وتقویٰ ضروری ہے۔"(۳۰)

فہم حدیث برائے فہم قرآن:

قرآن کا نزول محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر ہوا۔قرآن نے کہا:

"وَمَايَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىo اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰی"(۳۱)

نیز فرمایا گیا"وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَيْهِمْ"(۳۲)

مزید فرمایا گیا"وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ"(۳۳)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا کام صرف یہ نہیں تھا کہ قرآن کی شکل میں نازل ہونے والے الفاظ ہی کو دوسروں تک پہنچائیں بلکہ مقصدِ بعثت اس سے کہیں آگے تھا، یعنی کتاب وحکمت کی تعلیم و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفہیم، تشریح وتفسیر اور تزکیۂ نفس، جس کا تذکرہ ایک دوسرے مقام پر یوں ہے:

"یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ"(۳۴)

گویا نزولِ قرآن کی طرح رسول ﷺ پر اللہ کی طرف سے فہم قرآن کا نزول بھی ہوا اور آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی قرآنِ حکیم کی بہترین فکری وعملی تفسیر قرار پائی۔ لہٰذا باقی تمام تر لوازمات فہمِ قرآن پورے ہو بھی جائیں فہمِ قرآن کی دولت میسر نہیں آ سکتی اگر اس کے لیے حضور رسالت مآب ﷺ کی حدیث مبارکہ کا فہم حاصل نہ کیا جائے۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ ڈاکٹر سے دوائی تو لے لی جائے مگر اُس کی ہدایت کے مطابق استعمال نہ کی جائے، انجام محتاجِ وضاحت نہیں۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے اپنے مضمون "ہمہ قرآن در شانِ محمد ﷺ" میں لکھا تھا:

"قرآن اور عملی قرآن یعنی حضورِ انور ﷺ کی حیاتِ طیبہ آپس میں لازم وملزوم ہیں، جس نے حضورِ انور ﷺ کو نہیں دیکھا وہ قرآن کو دیکھ لے، لیکن جن لوگوں نے پورے قرآن کو نہیں دیکھا تھا اُن کے لیے حضورِ انور ﷺ ہی کافی تھے۔ ان کی حیاتِ طیبہ کا ایک ایک واقعہ قرآن کی ترجمانی کرتا ہے اور اس کے احکام کی صحیح عملی تصویر پیش کرتا ہے، جس نے ان کو دیکھ کر قرآن پڑھا اُسی نے ہدایت پائی اور جس نے ان کو دیکھے بغیر اس کا مطالعہ کیا وہ ہدایت سے محروم رہا۔"(۳۵)

ترجمۂ قرآنِ حکیم برائے فہمِ قرآن:

فہمِ قرآن کا ایک لازمی تقاضا ترجمۂ قرآن ہے۔ یہ ہر زبان کی مجبوری ہے خواہ وہ کتنی ہی زرخیز اور فصیح وبلیغ کیوں نہ ہو، ترجمے کے بغیر وہ زبان صرف انھی لوگوں کے درمیان مقید ہو کے رہ جائے گی جو اُسے جانتے اور سمجھتے ہوں گے۔ باہر کی دُنیا سے اُس کا رابطہ منقطع رہے گا اور دیگر اقوامِ عالم اس زبان سے استفادہ نہیں کر پائیں گی۔ چنانچہ ایک سے دوسری زبان میں ترجمہ ضروری ہوا اور قرآن کے آفاقی پیغام کے پیشِ نظر ترجمۂ قرآن کو بھی ہمہ گیر اہمیت حاصل ہوئی۔ ترجمہ آرامی الاصل لفظ ہے جو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت پہلے عربی زبان میں داخل ہوا، جس کے معنی سمجھنے اور سمجھانے کے ہیں۔ اس سے اسم فاعل ترجمان ہے۔

فہمِ قرآن کے پس منظر میں ترجمے کی اہمیت اگرچہ عرب وعجم دونوں کے لیے ہے، تاہم یہ اہلِ عجم کی اوّلین اور خاص ضرورت ہے۔ اس کے بغیر ان کے لیے قرآن فہمی کا اور کوئی راستہ نہیں تاوقتیکہ وہ عربی زبان وادب سے مناسب واقفیت پیدا کریں۔

غیر عربی زبان میں ترجمۂ قرآن کا بنیادی سبب تو یقیناً ضرورتِ عجم ہی ہے۔ تاہم اس کے کچھ اور بھی اسباب ہیں۔ ڈاکٹر صالح عبدالحکیم شرف الدین نے اس سلسلے میں بیان کیا ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ الفاظ اور اصطلاحوں کے متروک ہونے کے باعث نئی نئی اصطلاحیں ایجاد ہوتی ہیں ''لہٰذا کئی ترجمے اس لیے بھی لکھے گئے کہ وہ اس لسانی ارتقاء کا ساتھ دے سکیں۔'' ہر دور کا انسانی معاشرہ مخصوص قدروں اور رجحانات کا حامل ہوتا ہے۔ ''لہٰذا ہر عصر میں علماء نے اس چیز کو ضروری سمجھا کہ اپنے زمانے کے تقاضوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے ترجمہ کریں۔'' کچھ ترجموں کی وجہ لوگوں کے ذاتی خیالات کی ترویج بنی تاکہ وہ محض ذاتی طور پر کسی دوسرے کی تائید یا تردید کریں، حصولِ ثواب کی نیت بھی مسلمانوں کے اندر قرآنی تراجم کا باعث بنی۔ بعض تراجم تجارتی مقاصد کے تحت منظرِ عام پر آئے۔'' بعض دُشمنانِ اسلام نے قرآن کو دانستہ مسخ کرنے کی خاطر اس کے غلط ترجمے کر کے چھاپا ہے۔'' (۳۶)

بالخصوص ترجمۂ قرآن مشکل فنون میں سے ہے:

> ''بسا اوقات تو ایک زبان کا لفظ ٹھیٹ اُسی معنی میں دوسری زبان میں ہوتا ہی نہیں...... محاوروں اور کہاوتوں کے ساتھ بھی یہی مشکلات ہوتی ہیں۔ یہ تو سب انسانی تحریر کے بارے میں ہے۔ چہ جائیکہ کلام اللہ! لہٰذا قرآن کا ٹھیٹ ترجمہ تو کوئی انسان کر ہی نہیں سکتا۔ امام ابن قتیبہ لکھتے ہیں کہ قرآنِ کریم کا نزول تمام اسالیب قرآن کے مطابق ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ترجمہ کرنے والا قرآن کا ترجمہ کسی زبان میں کماحقہٗ نہیں کر سکتا۔'' (۳۷)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنِ حکیم کے تراجم دُنیا کی تقریباً ہر معروف زبان میں ہو چکے ہیں۔ اس حوالے سے دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ ''اب تک قرآن کے تقریباً جتنے بھی ترجمے ہوئے وہ تمام غیر عربی علماء کی محنت اور عقیدت کا نتیجہ ہیں۔ اب تک کسی عربی عالم نے سنجیدگی سے قرآن کا ترجمہ کسی بھی زبان میں کرنے کی کوشش نہیں کی۔ غالباً ان کو یہ احساس ہی نہ ہوتا ہو کہ غیر عربی دان کے لیے قرآن سمجھنا کتنا مشکل ہے، یا پھر اس احساس کے ہونے کے باوجود اس لیے نہ کیا ہو کہ خود ان کو اس کی ضرورت نہیں۔ اس کے برعکس غیر مسلم عربوں نے بائبل سمجھنے کی ضرورت محسوس کی، لہٰذا غیر مسلم عالموں نے بائبل کے تراجم عربی میں خوب کیے ہیں۔'' (۳۸)

دعوتِ فکر ہے عرب اہلِ ایمان صاحبانِ علم و دانش کے لیے کہ وہ اپنے مخصوص ذوقِ عربیت کی رُو سے غیر عربی زبانوں میں قرآنِ حکیم کے تراجم کریں اور قرآن کا فہم اپنے عرب پس منظر میں اُجاگر ہو۔

تفسیری تقاضوں کا لحاظ:

قرآن فہمی میں تفسیر و توضیح کا بنیادی کردار ہے۔ لہٰذا مترجم کے لیے ان اوصاف کا حامل ہونا بھی ضروری ہے جن سے قرآن کا مفسر متصف ہوتا ہے۔ اصل میں ترجمہ تفسیر ہی کی ایک شکل ہے۔ دونوں کا مقصد قرآن فہمی ہے۔ دونوں کے تقاضے کم و بیش یکساں ہیں۔ مترجم کو چاہیے کہ وہ علمِ تفسیر کے جملہ اصولوں سے بخوبی واقف ہو ورنہ قرآنی پیغام کی درست ترجمانی ممکن نہ ہو گی۔ ویسے بھی اگر دیکھا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآن فہمی کے تقاضوں کے تحت مضمون ہٰذا میں جن نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے وہی نکات تفسیری تقاضوں کے تحت بھی زیرِ بحث آتے ہیں۔

عصری معاشرتی حالات کی رعایت:

ترجمۃ القرآن کے عنوان کی ضرورت و اہمیت محتاجِ بیان نہیں یہ فہمِ قرآن کا ایک ناگزیر تقاضا ہے کہ زمانے کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے پیشِ نظر غیر عربی زبانوں میں قرآنِ حکیم کے تراجم ہوتے رہیں اور اِس حوالے سے ترجمے کا فن فہمِ قرآن کے حقیقی مقصد سے ہمکنار ہوتا رہے۔

مقصدِ فہمِ قرآن یہ ہے کہ انسانی زندگی میں انقلاب آئے۔ فکری و عملی، انفرادی و اجتماعی انقلاب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ انسان عقائدِ باطلہ سے نجات پا جائے، اُس کے کردار کی اِصلاح ہو جائے اور وہ فی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً کا حق دار قرار پا جائے۔ لہٰذا ترجمے کا معاملہ بہت نازک ہے۔ اس کے لیے نہ صرف یہ کہ عربی زبان وادب اور جس زبان میں ترجمہ کرنا مقصود ہو اُس پر مکمل عبور اور دسترس حاصل ہو بلکہ حدِ درجہ احتیاط، تقویٰ اور علوم الحدیث سے بخوبی آگاہی کی بھی ضرورت ہے۔ من مانے مفاہیم و مطالب پیدا کرنے اور ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے سے گریز لازم ہے۔ مبالغہ آمیزی پر مبنی تراجم عوام الناس میں گمراہی کا باعث بنتے ہیں اور فہمِ قرآن کا حقیقی مقصد فوت ہو کے رہ جاتا ہے۔ آج کا معاشرہ جس موڑ پہ آ پہنچا ہے اور عالمِ اسلام جس مقام پر کھڑا ہے وہاں وقت کے بہت سے نئے تقاضے جنم لے رہے ہیں۔ دہشت گردی اور انتہا پسندی کے الزام کی لپیٹ میں صرف عالمِ اسلام ہی کیوں؟ کیا دہشت گردی کا کوئی جامع معنی و مفہوم متعین ہونا چاہیے یا نہیں؟ آزادئ صحافت کی آڑ میں پیغمبرِ اسلام حضور محسنِ انسانیت ﷺ کے حوالے سے توہینِ رسالت کا بار بار اِرتکاب، ایسے سلگتے ہوئے مسائل ہیں جن کے مؤثر، قطعی اور دوٹوک حل کے لیے غیرت ایمانی، تزکیۂ نفس اور بلند علمی و تحقیقی معیار پر مبنی قرآنی تراجم اور مکالمۂ فطرت کی پکار اور وقت کی آواز بن چکا ہے۔

(وما علینا الا البلاغ)

❀❀❀❀

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی وحوالہ جات

۱: البقرہ: (۲) ۲۳

۲: ایضاً // ۰۲

۳: ایضاً // ۰۲

۴: ایضاً // ۱۸۵

۵: الاسراء (۱۷) ۹

۶: البقرہ: (۲) ۲۶

۷: القمر (۵۴) ۱۷

۸: ملک غلام مرتضیٰ، ڈاکٹر، انوار القرآن (ملک سنز لاہور ۱۹۸۶ء) ۷/۳/۱

۹: افتخار احمد بلخی، مولانا، مضمون بعنوان: قرآن مجید کا طرزِ استدلال، قرآن نمبر، سیارہ ڈائجسٹ (ادارۂ معارف اسلامیہ کراچی، مدیر اعلیٰ: پروفیسر خورشید احمد، نومبر ۱۹۶۹ء) ۳۳۱/۱

۱۰: سیّد قطب شہید، قرآن مجید کا اسلوب بیان، ترجمہ: پروفیسر غلام احمد حریری (طارق اکیڈمی فیصل آباد، جنوری ۱۹۸۳ء، ص ۳۶۱)

۱۱: اُردو دائرہ معارف اسلامیہ (دانش گاہِ پنجاب لاہور) ۱۶/۱/۳۳۳

۱۲: البقرہ: (۲) ۴

۱۳: عبدالباقی، محمد فواد، المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم (دارالحدیث القاہرہ)

۱۴: حٰم سجدہ (۴۱) ۴۴

۱۵: مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ۱۲۸/۱

۱۶: مودودی، تفہیم القرآن ۵۱/۱

۱۷: البقرہ: (۲) ۲۸۹

۱۸: ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ۳۱۵/۶

۱۹: مولانا سعید احمد اکبر آبادی، فہم قرآن (ادارہ اسلامیات لاہور، کراچی جنوری ۱۹۸۲ء) ص: ۴۱

۲۰: النجم (۵۳) ۳۹

۲۱: العنکبوت (۲۹) ۶۹

۲۲: المائدہ (۵) ۱۱۶، التوبہ (۹) ۱۰۰، المجادلہ (۵۸) ۲۲، البینۃ (۹۸) ۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳: سیّد معروف شاہ شیرازی، مضمون بعنوان: قرآن سے صحابہؓ کا طریق استفادہ، قرآن نمبر سیارہ ڈائجسٹ۔

۲۴: سیّد احمد اکبر آبادی، فہم قرآن، ص: ۲۷

۲۵: البقرہ: (۲) ۲۰۳

۲۶: سعید احمد اکبر آبادی، فہم قرآن، ص: ۴۶

۲۷: حافظ ابنِ کثیر، مقدمہ تفسیر ابنِ کثیر

۲۸: محمد تقی عثمانی، علوم القرآن (مکتبہ دار العلوم کراچی، س ن) ص. ۳۵۹

۲۹: حافظ ابنِ کثیر، مقدمہ تفسیر ابنِ کثیر۔

۳۰: محمد تقی عثمانی، علوم القرآن، ص: ۳۶۱

۳۱: النجم (۵۳) ۳ ۳۲: النحل (۱۶) ۴۴ ۳۳: النحل (۱۶) ۶۴

۳۴: آلِ عمران (۳) ۱۶۴، الجمعہ (۶۲) ۲

۳۵: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، مضمون بعنوان: ہمہ قرآن در شانِ محمد ﷺ، رسولِ نمبر ﷺ، نقوش، ۸۹/۱

۳۶: ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین، قرآن حکیم کے اُردو تراجم (قدیمی کتب خانہ کراچی، س۔ن) ص: ۶۷۔۶۹

۳۷: ایضاً // // // ص: ۷۰

۳۸: ایضاً // // // ص: ۷۰۔۷۱

❀❀❀❀

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزول قرآن کے مقاصد کی روشنی میں
ترجمہ قرآن کی مختصر اہمیت

ڈاکٹر زاہدہ شبنم ☆

قرآن کریم کا مرکزی موضوع انسان ہے اور نزول قرآن کریم کے بنیادی مقاصد انسان کی اصلاح، فلاح اور ارتقائے خیر کے ساتھ ساتھ کامیاب ترین انسان محمد رسول اللہ ﷺ کی صداقت بیان کر کے اس کے حق قیادت کی دلیل و برہان بننا ہے۔ ان چاروں مقاصد میں سے اولین مقصد انسانیت کی اصلاح ہے۔ یہ اصلاح انسان کی ذات کے لیے بھی ہے اور انسانوں کے میل جول سے وجود میں آنے والی معاشرتی، معاشی، سیاسی وغیرہ یعنی اجتماعی زندگی کے لیے بھی ہے۔ اصلاح سے مراد روح، عقل اور جسد انسانی تینوں کی درستگی ہے۔

(الف) روح یعنی نفس اور قلب کی اصلاح:

انسانی خواہشات، مرضیات اور خیالات کی اصلاح روحانی اصلاح کہلاتی ہے، انسان مختلف اشیاء، امور، حوادث سے متاثر ہوتا ہے۔ اور ان کے اثرات اس کے نفس اور قلب پر کندہ ہو جاتے ہیں تو اس وقت قرآن مجید یہ حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیتا ہے کہ اپنے معجز نما پیرایۂ بیان اور دلنشین اسلوب کی مدد سے انسان کے قلب اور نفس کو ان اثرات بد سے نکال کر اس کے احساسات لطیفہ کو بیدار کرتا ہے۔ اسے خیالات پاکیزہ عطا کرتا ہے، مرضیات ممدوحہ سے نوازتا اور نیک خواہشات کی آماجگاہ بناتا ہے۔ اور اسی سے انسان محسوس کرتا ہے کہ گویا وہ ایک نئی زندگی میں ہے۔

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ

☆ لیکچرار خواتین کالج یونیورسٹی لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقُلُوبِ ﴾(سورة الرعد آیت نمبر ۲۸).

(ب) عقل یعنی شعور اور فکر کی اصلاح:

غور فکر اور شعور وتصورات کی اصلاح سے عقل درست ہوتی ہے اور روحانی تربیت سے غذا پا کر خود الہامی رہنمائی حاصل کرتی اور دیگر انسانی قوتوں کے لیے رہنما کا کام کرتی ہے۔قرآن کریم نے متعدد مقامات پر اپنی آیات و ہدایات کے ذریعے عقول کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی ہے۔عقائد وتصورات میں پختگی اور قوت استدلال کے اعجاز سے عقل انسانی کی تعمیر واصلاح کے الہامی راستے کھلتے اور سربستہ راز ہائے کائنات منکشف ہوتے جاتے ہیں۔قرآن کریم روح کی اصلاح اس انداز میں کرتا ہے کہ یہ عظیم قوت روح عقل کے راستوں کو منور کر سکے اور تاریک راہوں میں اس کی رہنمائی کر سکے۔روح و عقل کی ذاتی واجتماعی اصلاح کے لیے قرآن کریم ہی کامل اور اساسی نصیحت نامہ ہے جو کہ اصلاح کے لیے صرف دلائل ہی پیش نہیں کرتا، بلکہ اس کے ناصحانہ کردار کو جاندار بنانے کے لیے متاثر کن قوت استدلال کے ساتھ مرعوب کر دینے والا اسلوب بھی رکھتا ہے۔

(ج) اخلاقی وعملی اصلاح

اصلاح کی یہ قسم انسانی جسم کی ظاہری صورت میں ڈھل کر اسے انسانیت کی معراج عطا کرتی ہے اور قرآن کریم نے جسد انسانی کو روحانی اور عقلی قوتوں کے زیر اثر رہنے اور بغاوت سے محفوظ رکھنے کے لیے اسے عبادت ومعاملات اور اخلاق و عادات کا باقاعدہ نظام دیا ہے جسے اختیار کرنے اور اسے عملی زندگی کا حصہ بنانے سے بہترین انسان کی اعلیٰ صورت گری ممکن ہو جاتی ہے۔

(2-3) انسان کو اللہ نے فطری خواہشات واحتیاجات میں فلاح وتعمیر اور ارتقائے خیر کا تصور دیا ہے جس کے حصول کے لیے ہر انسان کسی نہ کسی حد تک جہد مسلسل میں لگا رہتا ہے تا آنکہ وہ اس دنیائے فانی سے کوچ کر جائے۔دنیاوی فنا کے باوجود انسان کی بقا، عدل وانصاف اور اتباع حق وبطلان باطل کے جذبات وخواب (تصورات) عطا کیے، جن کی عملی تعبیر کے لیے انسان مختلف حیلے کرتا ہے،قرآن کریم نے انسان کی ان فطری خواہشات و احتیاجات کو مدنظر رکھا اور اس کو فلاح انسانی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ایک جامع، مربوط اور منظّم نقشہ عطا کیا۔ پھر اس نقشہ میں رنگ بھرنے کے لیے انسانی اصلاح کا نظام دے کر اسے مضبوط، پائیدار اور زندہ بنیاد مہیا کی۔

(4) قرآن کریم جس طرح انسانی ذات و اجتماع کی اصلاح کے لیے مؤثر اسلوب بیان اور معجزانہ پیرائیہ اظہار سے لبریز ہے۔ اسی طرح انسانی فلاح و ارتقائے خیر کے لیے فکر آخرت، جنت وجہنم، جزا وسزا، عدل وانصاف اور معاش ومعاد کی بہترین صورتوں سے آگاہی اور ان کے اختیار کی ترغیب اور دنیا کے کامیاب ترین قائد محمد رسول اللہ ﷺ کے حق قیادت وسیادت وبعثت کی صداقت اور دلیل وبرھان کے طور پر سیرت طیبہ ﷺ کی ضرورت، اہمیت اور اتباع پر اثر آفرین اعجاز کے ساتھ مضبوط قوت استدلال بھی رکھتا ہے۔

نزول قرآن، علوم قرآن، ابلاغ قرآن اور تعلیم قرآن پر کام کرنیوالے ماہرین نے جتنے بھی مقاصد نزول قرآن بیان کیے ہیں وہ ان چاروں کے گرد گھومتے ہیں۔ مولانا مالک کاندھلوی نے بہت سے مقاصد کا تذکرہ کر کے انہیں ۴ اساسی مقاصد کے ذیل کے طور پر بیان کیا ہے، ان کے نزدیک یہ چار اساسی مقاصد یہ ہیں:

(ا) انسان کو مبداء و معاد کی حقیقت سے آگاہ کرنا۔

(ب) آخرت کا تصور اجاگر کرنا اور دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ کرنا۔

(ج) انسان کو حق تعالیٰ کا احسن تقویم بنا کر اسے مسخر کائنات بنانا، پھر خالقیت کی پہچان اور اس کی اطاعت وبندگی پر آمادہ کرنا۔

(د) معاش ومعاد کی اصلاح اور امن عالم کا صرف کتاب ہدایت اور پیغمبر ﷺ کی پیروی میں مضمر ہونے کا بیان۔

ان چاروں اساسات سے ۴ چیزیں ہی سامنے آتی ہیں۔

ا۔ فکر آخرت اور حقیقت مبدا ومعاد سے آگاہی کے ذریعے اصلاح نفس کے ساتھ اجتماعی اصلاح کرنا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ تسخیر کائنات سے فلاح انسانی کا کام لینا۔

۳۔ معاش ومعاد کی اصلاح وارتقائے خیر کے لیے۔

۴۔ محمد رسول ﷺ کی صداقت وامانت کی دلیل و برھان بننا۔

پھر جب ہم گہرائی میں اتر کران امور کا جائزہ لیتے ہیں، تو ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کو دو قوتیں دی گئیں:

ا۔قوت نظریہ

۲۔قوت عملیہ

انہیں دونوں قوتوں کی اصلاح و درستگی اور خرابی پر انسان کی سعادت و شقاوت موقوف ہے، اور انسان ان دونوں قوتوں کی اصلاح اور کمال تربیت کے بغیر مقام سعادت حاصل نہیں کرسکتا۔

ترجمہ قرآن کی اہمیت:

نزول قرآن کے مقاصد کی روشنی میں اگر ہم ترجمہ قرآن کی اہمیت وضرورت کا اندازہ لگانا چاہیں تو مشکل نہیں، کیونکہ عربی زبان کو سمجھنے اوراس پر عبور رکھنے، بلکہ عربی زبان جن تعلیم یافتہ افراد کی مادری زبان ہے، وہ بھی متن قرآن کی تفہیم وتوضیح کے لیے تفسیر کا سہارا پکڑتے ہیں، نہ صرف تفسیر وتوضیحات کا، بلکہ ادق اور مشکل ومشترک الفاظ واحکام کے معانی معلوم کرنا اہل اللغۃ کے لیے ضروری ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید الٰہی کلام ہے جو اپنے اسلوب، ترکیب، تنظیم، احکام اور معانی میں فقید المثال اعجاز کا حامل ہے۔ اس لیے یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ ترجمہ قرآن کی بنیاد عہد رسالت میں ہی پڑگئی تھی۔رسول ﷺ قرآن کے معانی بیان فرمایا کرتے تھے، جیسا کہ بخاری شریف کی کتاب التفسیر میں "وقب" کا معنیٰ بیان کیا گیا ہے، اس طرح بہت سارے دیگر الفاظ کے معانی اور کلمات وتراکیب کے مفاہیم سمجھانے کے بارے میں روایات موجود ہیں۔جیسے "نخرۃ" (النازعات)" عبس" (عبس) "مسفرۃ" (عبس)، "وسق" (الانشقاق)، "سجرت اور "عسعس" (التکویر)" بمصیطر" (الغاشیۃ)" عاملۃ ناصبۃ" (الغاشیۃ)" المطمئنہ" (الفجر)، وغیرہ۔

پھر عہد صحابہؓ میں بھی معانی قرآن کی تفہیم صحابہؓ ایک دوسرے سے کرتے رہے، معانی کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے قرآن کی تفہیم ہی ترجمہ قرآن کی بنیاد ہے۔ پھر قرآن مجید کے معانی ومفاہیم اور دیگر زبانوں میں تراجم کی پسندیدگی اگرچہ مقاصد نزول قرآن کے حصول میں نہایت ضروری ہے لیکن باری تعالیٰ کے ارشادات نے اس اہم ذمہ داری کو ضرورت سے بڑھا کر فرض کفایہ کا درجہ دیا ہے۔

[فلولا نفر من كل فرقة.....](سورة التوبه: ١٢٢)

بعثت رسول ﷺ کا مقصد، تلاوت آیات کے ساتھ تزکیہ نفس اور تعلیم کتاب وحکمت بھی ہے تعلیم کتاب میں معانی وترجمہ بھی شامل ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

☆ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَه فَاِذَا قَرَاْنٰـهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَه]

(سورة القامية:١٩،١٨،١٧)

☆ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ (سورة الجمعه : ٢)

☆ [وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاس الخ](سورة العنكبوت:٤٣)

علما ومفسرین اور مترجمین کے ہاں قرآن کریم کے معانی ومفاہیم معلوم کرنا ہمیشہ محبوب رہا، حتی کہ بعض نے حفظ قرآن پر معانی قرآن کے فہم کو ترجیح دی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول امام السیوطیؒ نے ابن الانباری کے حوالے سے ''الاتقان'' میں نقل کیا ہے:

''بے شک یہ بات مجھے بہت زیادہ پسند ہے کہ قرآن کریم کی کسی آیت کریمہ کی معرفت حاصل کروں بہ نسبت اس کے کہ میں ایک آیت کریمہ حفظ کروں۔''

علامہ سیوطیؒ نے علما کا اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ معانی قرآن کا علم فرض کفایہ ہے، اگرچہ تفسیر قرآن ترجمہ نہیں، لیکن ترجمہ قرآن، قرآن کی بعینہ Translation کی بجائے ترجمانی ہوتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ تفسیر قرآن کے فضائل میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے، وہ سب ترجمانی قرآن کی فضیلت بھی ہے۔ معانی قرآن کا فہم بزرگ ترین علم اور بہترین پیشہ کہلایا۔

ترجمہ قرآن کی اہمیت کا اندازہ مسلم علما کو تو تھا ہی لیکن راسخ العقیدہ مسلم حکمرانوں نے بھی اس کی ضرورت کا احساس کیا، یہی وجہ ہے کہ اس وقت تراجم قرآن مجید کم وبیش ۱۰۳ زبانوں میں شائع ہو چکے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، ترجمہ قرآن مجید کے باقاعدہ مراکز بھی قائم کئے گئے۔ یا پھر بعض مراکز قرآن میں ترجمہ قرآن کے شعبہ جات قائم کیے گئے، اس سلسلے میں مجمع الملک فہد نے ۴۰ زبانوں سے زائد زبانوں میں تراجم قرآن شائع کیے ہیں، ایران کے ''مرکز ترجمہ قرآن بزبان ہائی خارجی'' نے تراجم قرآن میں اغلاط کی نشاندھی کے لیے ۴۰۰۰ مطبوعہ نسخہ ہائے تراجم جمع کیے، جو ۹۵۰ تراجم پر مشتمل ہیں۔

ترجمہ قرآن کے مقاصد:

ترجمہ قرآن کی شرائط پر بحث کرنے سے پہلے قرآن کریم کے مقاصد نزول کا تذکرہ مناسب ہوگا، کیونکہ جب تک مقاصد نزول قرآن کریم سے کما حقہ آگاہی نہ ہو قرآن مجید کے ترجمہ کے مقاصد طے نہیں ہوسکتے، اور کسی بھی چیز کے مقاصد ہی سے اس کی اہمیت وضرورت کا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ مترجم قرآن کے لیے قرآن اور ترجمہ قرآن کے مقاصد کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا اور ان مقاصد کے مطابق ترجمہ قرآن کے تقاضوں اور شرائط کو سمجھنا اور پھر ان شرائط پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے۔

ترجمہ قرآن مجید کے بڑے مقاصد یہ ہیں:

(i) احکام الٰہیہ پر مشتمل کتاب ہدایت کی بلاواسطہ تفسیر وتاویل کرنا اور غیر عربی ''اطاعت شعاروں'' کو اللہ کی مرضی ومنشا سے آگاہی دینا۔

(ii) قرآن کریم کو، جو کہ سیرت رسول اللہ a کی عملی اور کتابی شکل ہے غیر عربی زبان دانوں تک بغیر کسی واسطے کے پہنچانا.

(iii) شریعت اسلامیہ کو فقہی اور ذاتی اختلافات میں قرین رضائے تعالیٰ حکم کا فہم حاصل کرنا۔

(iv) قرآن کریم کے کلمات ومعانی کے پر اثر اعجاز سے غیر عربی افراد کے لیے جس حد تک ممکن ہو استفادہ کی سہولت مہیا کرنا۔

آج بے شمار مسلم وغیر مسلم ایسے ہیں جنہیں اسلام پر عمل کرنے یا اسلام کی حقانیت کو قبول کرنے کی ترغیب صرف قرآن مجید یا اس کے ترجمہ سے حاصل ہوئی، ترجمہ قرآن مجید کے یہ چاروں مقاصد اگرچہ باکمال تو حاصل نہیں ہوسکتے کہ انسانی کاوش نقص سے پاک نہیں اور نہ ہی اثر خیز اعجاز سے مزین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو سکتی ہے، لیکن عام مشاہدہ یہ ہے کہ ترجمہ قرآن حکیم سے ان چاروں مقاصد کے حصول میں بہ نسبت تفسیر وفقہ کے زیادہ سہولت پیدا ہوئی۔ اس وقت مسلمانوں میں بدعات وخرافات کا بازار گرم ہے، عالم کفران بدعات وخرافات کو اسلامیانے کے عمل میں میڈیا کی بھرپور سرپرستی کر رہا ہے، کیونکہ جہاں سے سنت اٹھتی ہے وہاں بدعت آتی ہے، جہاں سے حیا جاتی ہے، وہاں بے حیائی آتی ہے جہاں اللہ کی فرمانبرداری کا جذبہ مفقود ہوتا ہے وہاں شیطان کی دوستی کا راستہ ہموار ہوتا ہے کہ انسانی فطرت میں بمصلحت جذبہ اطاعت، اللہ نے پیدا کر رکھا ہے، اگر یہ جذبہ اطاعت نہ ہوتا تو انسان کسی کی حکمرانی، کسی کی سیادت وقیادت اور کسی بزرگ یا والدین کی فرمانبرداری کرنے سے عاجز ہوتا۔ اگر چہ اس کی ایک حد ہے بہر حال ان بدعات وخرافات کے خاتمے اور سنت کے احیاء سے ہی مسلم معاشرہ دوبارہ سفر ارتقائی پر گامزن ہو سکتا ہے اور اس کے لیے ترجمہ قرآن ایک بہترین ذریعہ ہے، اس دور میں جہاں علما کرام وعظ ونصیحت اور تفسیر وفقہ کی دعوت واشاعت پر انتھک کوشش کرنے کے باوجود عوام میں وہ بیداری اور جذبہ اطاعت الٰہی پیدا نہ کر سکے، وہ فہم قرآن اور ترجمہ قرآن نے بہت جلد اور بخوبی پیدا کر دیا، اسی لیے نو مسلم افراد کی اسلام قبول کرنے کی سرگزشتیں مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے، کہ ان پر سب سے زیادہ اثر ترجمہ قرآن نے ڈالا، بے شمار افراد نے محض اس لیے عربی سیکھی کہ وہ ترجمہ قرآن سے جس کلام معجز اثر سے محظوظ ہوے، اس کے ذوق کی تسکین کے لیے بلا واسطہ ترجمہ عربی متن کے ساتھ قرآن کا مطالعہ کر سکیں۔

مترجمین قرآن بطور حاملین قرآن:

ترجمہ قرآن دراصل ایک بھاری دقیق اور عظیم بار ہے، جو مترجم اپنے کاندھوں پر اٹھاتا ہے، ترجمہ قرآن کے نور ایمان، لسانی اعجاز، فقید المثال رفعت علمی اور عملی ترغیبات کے اچھوتے، منفرد اور متاثر کن اسلوب کو 100% غیر عربی اطاعت شعاروں میں متعارف کروانے کا سفر عظیم ہے۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن حکیم کا ترجمہ، محض ایک زبان سے دوسری زبان میں Translation کا کام نہیں، بلکہ (ذاتی آراء اور انفرادی جھکاؤ کے بغیر) یہ کتاب مجید فرقان حمید کی ترجمانی کی عظیم ذمہ داری ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراصل صاحب ترجمہ۔ اللہ کے بارے میں شہادت دے رہا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ترکیب یا کلمہ سے یہی معنی مراد لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں شہادت دینے والوں کو عالم قرار دیا ہے۔

• ﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَاُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ﴾

(سورة آل عمران:۱۸)

ترجمہ قرآن کی بنیاد:

لہٰذا مترجم کے علم کی بنیاد تفسیر صحیح پر ہے، نہ کہ تفسیر رائے پر، تفسیر رائے بالاتفاق مذموم ہے، جبکہ تفسیر صحیح کی اساس پانچ چیزوں پر رکھی جاتی ہے:

(1) قرآن کریم (سیاق کلام اور دوسرے مقامات کی روشنی میں)

(2) احادیث مبارکہ

(3) اقوال صحابہ

(4) لغت عربیہ

(5) کلام کے معنی کے مقتضی اور شریعت سے ماخوذ رائے سے۔

پانچویں اساس پہلی چار اساسات کے بعد رکھی گئی ہے کیوں کہ مفسر پانچویں اساس پر اپنی تفسیر کی بنیاد رکھنے میں تبھی کامیاب ہوسکتا ہے جب پہلی 4 بنیادوں کو مدنظر رکھے گا، علامہ سیوطیؒ نے پہلی بنیاد کا تذکرہ نہیں کیا، دیگر چار اساسات گنوائی ہیں، لہٰذا علمی شرائط کا تقاضا ہے کہ مترجم اپنے ترجمہ کی بنیاد ان تفاسیر صحیحہ سے حاصل کرے جس کی اساس ان پانچ چیزوں پر ہو۔

ترجمہ قرآن کے تقاضے:

ماہرین علوم قرآن نے تفسیر اور ترجمہ قرآن کے لیے بہت سی شروط کا تذکرہ کیا ہے انہیں قرآن کے وسیع تر معجزات کے پس منظر میں 4 اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1۔ ایمانی شرائط

2۔ علمی شرائط

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔ عملی شرائط

4۔ لسانی شرائط

موضوع میں تقاضے اگر چہ شرائط سے مؤخر ہیں، لیکن میری عاجزانہ رائے میں کسی بھی کام کے تقاضوں سے آگاہی ہی اس کی شرائط کا تعین کرتی ہے، لہٰذا پہلے تقاضوں کا تذکرہ کیا جائے گا پھر شرائط کا۔

1۔ ترجمہ قرآن اصلاح عقائد کے وسیع تر مفاد کے حصول کو یقینی بناتا ہے، لہٰذا اس کا تقاضا ہے کہ قرآن کے بیان کردہ عقائد وایمانیات کا ترجمہ ایسے کلمات و انداز کے ساتھ کیا جائے کہ قاری خطا نہ کھائے۔

2۔ اس کی زبان سادہ، سلیس، رواں اور بے تکلف ہو۔

3۔ ترجمہ قرآن میں معجز اثر کلام کے حقیقی اثرات پیدا کرنے کے لیے عربی الفاظ کو بقدر استطاعت علی حالہ برقرار رکھا جائے۔

4۔ ترجمہ قرآن میں قرآن کریم کے مفہوم و مطلب کو مجروح کرنیوالے ہر پہلو کو نظر انداز کرنا ضروری ہے۔

5۔ وہ دل نشینی، اثر خیزی اور اعجاز آفرینی جو قرآن مجید کے تلاوت کرتے ہوئے محسوس ہوتی اور دلوں کو بیدار کرتی ہے اسے انسانی استطاعت کی کمال مطابقت کے ساتھ برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔

6۔ زبان و بیان ترجمہ میں احکام کی ضرورت اظہار کو ترجیح دی جائے، نہ کہ محاورہ زبان کو۔

7۔ ترجمہ محض لطائف وغرائب کا مجموعہ نہ ہو، بلکہ کتاب ہدایت کے ام العلوم ہونے کی شایان شان ہو۔

8۔ ترجمہ قرآن کا تقاضا ہے کہ مختلف سورتوں اور آیات کے خاص نزول یا پس منظر اور آیات کے زمانی ومکانی تعلق کی سب صورتوں کو پیش نظر رکھا جائے۔

9۔ قرآن مجید اپنے مترجم سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ عہد بعہد لسانی تغیرات وارتقاء سے باخبر ہو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خصوصی طور پر اردو زبان کے مترجم کو، کیونکہ ترجمہ قرآن کا تقاضا ہے کہ عہد بعہد لسانی تغیرات وارتقاء کے مطابق اس میں خوبی وکمال اور آسانی پیدا کی جائے۔

10۔ ترجمہ قرآن کا تقاضا ہے کہ اسے ان نکات کے مطابق ڈھالا جائے، جو قرآن مجید کے مفسّر اول محمد رسول اللہ ﷺ کے تفسیر کے ضمن میں فرمودہ انکشافات، صحابہ کرامؓ کے اقوال تفسیر اور ہدایت یافتہ مفسرین کے علمی اور تفسیری دفاتر میں موجود ہیں۔

11۔ ترجمہ قرآن مجید کا عظیم مقصد نفس اور انسانی فلاح اور ارتقاء خیر ہے، لہٰذا اس کا تقاضا ہے کہ صاحب ترجمہ پہلے اپنی اصلاح کا بھرپور جذبہ رکھتا ہو اور اس پر عمل پیرا ہو، نیز انسانی فلاح اور ارتقائے انسانیت کے افکار اس کے ہاں گنجلک نہ ہوں۔

12۔ ترجمہ قرآن، کلام الٰہی کا ترجمہ ہے نہ کہ کسی گروہ امام یا فقیہ کی کتاب کا، لہٰذا اسے گروہی، فقہی اور ذاتی میلانات کے تعصّبات سے پاک ہونا چاہیے۔

13۔ ترجمہ قرآن کی اساس منقول وماثور معانی پر ہونی چاہیے، اگرچہ منقولات وماثورات پر مکمل انحصار قرآن میں غور وخوض اور قرآن کریم کے معنی اخذ کرنے کو بالکل ترک کرنے کا باعث ہوگا، منقول وماثور معانی پر ترجمہ کی اساس کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ﴾ (سورۃ النساء:۵۹)

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس آیت سے مکمل طور پر یہ مراد لینا درست نہیں، بلکہ آیت کے الفاظ ﴿ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ..... ﴾ سے واضح طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ حکم ان امور یا معانی کے تعین میں ہوگا، جن میں مترجمین کے ہاں اختلاف ہو۔ دوسرا یہ کہ اگر اختلاف نہ بھی ہو اور اس میں قرآن کریم ہی کے کسی دوسرے مقام پر حکم کا اعتبار کیا گیا ہو یا حدیث شریف میں اسکا مطلب بیان کیا گیا ہو تو بھی وہاں انہی معانی پر مشتمل ترجمہ لانا ہوگا، مگر یاد رہے کہ یہ زیادہ تر کلمات مفردہ یا تراکیب میں ہوگا، نہ کہ جملے کی ہیئت میں، کیونکہ کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے اس زبان کا محاورہ جو کہ آیت کریمہ کی بلاواسطہ تفہیم کا حقیقی عکاس ہو، پیش کیا جاتا ہے اور اس میں حروف کی کمی بیشی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مترجمین کے ہاں پائی جاتی ہے۔

ترجمہ قرآن کی شرائط:

ترجمہ قرآن کریم کی اہمیت ، ضرورت اور تقاضوں کے پیش نظر ترجمہ قرآن کی اہلیت کا تعین کرنے کے لیے ماہرین علوم قرآن نے بہت سی شرائط کا تذکرہ علوم القرآن کی کتب میں کیا ہے، جیسا کہ پیچھے بیان کیا گیا ہے کہ ان شرائط کو 4 تقسیمات کی صورت میں زیر بحث لایا جاسکتا ہے۔ وہ یہ ہیں:

1۔ ایمانی شرائط

2۔ علمی شرائط

3۔ عملی شرائط

4۔ لسانی شرائط

ایمانی شرائط:

ترجمہ قرآن کے لیے سب سے پہلی شرط مترجم کے اعتقادات کا صحیح ہونا ہے، تمام علما کا اس بات پر اجماع ہے اور آداب المفسر میں اس کی وضاحت موجود ہے، یہی وجہ ہے کہ گمراہ اور کافر و مستشرق مترجمین یا مفسرین کے ترجمہ وتفسیر کو مسلمانوں کے ہاں درخور اعتنا نہ سمجھا گیا۔ التفسیر والمفسر ون میں ترجمۂ قرآن کی شرائط میں لکھا گیا ہے کہ مترجم قرآن گمراہ کن عقائد وافکار کا حامل نہ ہو۔ عبدالجبار شاکر صاحب نے قرآن کریم کے اردو تراجم کی فہرست سے ایسے ترجموں کو نکال دیا ہے، وہ سر سید احمد خان اور مسٹر غلام احمد پرویز جیسے مترجمین کے ترجموں کو اردو ترجمے کی روایت میں ایک واضح انحراف کی مثال قرار دیتے ہیں۔ علما ومفسرین نے گمراہ کن عقائد اور مضبوط ایمان نہ رکھنے والوں کو تفسیری اہلیت سے عاری قرار دیا ہے، کیونکہ ہر مترجم پر اس کے نظریات وافکار کی گہری چھاپ ہوتی ہے اور اگر مترجم قرآن، ایمانیات واعتقادات میں کمزور ہوگا تو تقوی کا حصول ناممکن ہوگا۔ تقوی ہی تو دیانتداری کی بنیاد اور جڑ ہے، یہ نہ رہا تو یقیناً مترجم اللہ کے کلام کو جن معانی وترجمہ پر دلیل بنا رہا ہے اس میں غلط بیانی کرسکتا ہے، تاکہ اپنے گمراہ عقائد کی اشاعت کے لیے لاعلم عوام اور غیر عربی زبان دانوں کو دھوکہ دیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا سکے۔

1۔ ایمانی شرائط میں سب سے پہلی شرط ارادہ ونیت کی پاکیزگی و درستگی ہے کہ اعمال کا دارومدار، نیت پر ہے.

"اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَاتْ......الخ . " (بخاری)

پاکیزگی نیت کو ایمانی شرائط میں اس لیے، سرفہرست لایا گیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید جو کہ کتاب ایمان ہے میں ایمان بالغیب سے پہلے متقین کا تذکرہ کیا ہے، یہاں متقین سے مراد ظاہر ہے باعمل مومن متقی تو ہو نہیں سکتے، کیونکہ ایمان کے بغیر کوئی شخص متقی اور کتاب ہدایت کا عامل نہیں کہلائے گا۔ لہذا یہاں متقین سے مراد وہی افراد معلوم ہوتے ہیں، جو حق کی قبولیت کی راہ میں اپنی نیت میں کھوٹ پیدا نہیں کرتے اور حق کے راستے پر چلنے کے لیے حیلوں بہانوں کو رکاوٹ نہیں بنانا چاہتے۔ اس شرط کا تقاضا ہے کہ مترجم قرآن ترجمہ قرآن سے پہلے اپنی نیت درست کرے، اسکی نیت اپنے ذاتی افکار وخیالات کی اشاعت نہ ہو، بلکہ محض اللہ کے کلام کا مفہوم غیر عربی عوام تک پہنچانا ہو۔

2۔ مترجم قرآن کے توحید ورسالت کے ساتھ ساتھ کتب سماویہ اور ملائکہ کے بارے میں بھی اعتقادات درست اور اسلام کی تعلیمات کے عین مطابق ہوں اور وہ ان اعتقادات کے تقاضوں سے آشنا ہو، مثلاً توحید پرست مترجم قرآن کا ترجمہ، کسی دینوی غرض کے لیے نہ کرے گا۔ بلکہ محض اللہ کی توحید کو عام کرنے کے لیے کرے گا۔ رسالت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کے احقاق اور مقاصد بعثت کے ساتھ ساتھ رسالت مآب ﷺ کی تشریعی حیثیت کے اثبات، نیز قرآن مجید میں کتب سماویہ اور ملائکہ کے بارے میں جو معلومات دی گئی ہیں ان کی صحیح اور حقیقی ترجمانی کرے گا۔

3۔ تقدیر کے خیر وشر اور آخرت پر ایمان بھی ترجمہ قرآن کے لیے شرط ہے، کیونکہ قرآن حکیم تقدیر اور آخرت پر بحث کرتا ہے۔

4۔ جادو، معجزات اور کرامات کے بارے میں اعتقاد کا درست ہونا بھی ترجمہ قرآن کی شرط ہے، کسی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے شخص کو ترجمہ قرآن کی اہلیت حاصل نہیں ہو سکتی جس کو قرآن کے معجزات وکرامات اور جادو کے متعلق قرآن کے پیش کردہ تصورات کا فہم و ادراک حاصل نہ ہو، کیونکہ قرآن مجید نے ان تصورات پر کھل کر بحث کی ہے، ترجمہ قرآن کی یہ شرط ہے کہ مترجم قرآن کریم کے اس مفہوم پر بقدر استطاعت پورا اترتا ہو جو قرآن کریم نے پیش کیا جس سے مختلف تفسیر بالماثور کرنیوالے علما ومفسرین نے اخذ کیا۔

5۔ ترجمہ قرآن کی خدمت باسعادت سرانجام دینے والے کو ذہنی، نظریاتی اور ذاتی میلانات کے اثر سے پاک ہونا چاہیے۔ ترجمہ قرآن کی ایمانی شرائط کا خلاصہ یہ ہے کہ ترجمہ کی بنیاد پاکیزہ او رایمانیات صحیحہ پر ہو اور پورے قرآن کریم میں کسی ایک مقام پر بھی پیش کردہ ترجمہ اسلام کے دیے ہوے اعتقادات کی روح کے خلاف نہ ہو، ان ایمانی شرائط کا تقاضا یہ ہے کہ مترجم قرآن اپنا حقیقی جائزہ لے اور اگر وہ جمہور امت کے اجماعی عقائد کے خلاف تصورات ونظریات کا حامل ہے، تو وہ ترجمہ قرآن کرنے کی زحمت نہ کرے۔ یہ شرائط علما سے بھی متقاضی ہیں کہ وہ ان شرئط کے خلاف کیے گئے تراجم سے عوام کو آگاہ کریں۔

علمی شرائط:

قرآن مجید ام الکتاب ہے۔ اسے قاضی ابن العربی نے 70,000 علوم وفنون کا مجموعہ قرار دیا ہے، لیکن یہ قاضی صاحب کی اپنی وسعت ذہانت ہے، دیگر ذہانتوں نے اس سے کس قدر فیض پایا، یہ ایک الگ تحقیقی کام ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم ام العلوم کے ساتھ ساتھ اس کا ہر لفظ اپنے مقام پر ایک مخصوص معنوی اہمیت کا حامل ہے، بعض الفاظ کے ایک سے زائد معنی ہیں، یہ سلسلہ محض ذومعنی الفاظ وکلمات کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ بعض کلمات قرآنیہ کے تو بیک وقت بیسیوں مفاہیم او رمعانی ہیں، ان میں سے کسی مقام پر کوئی خاص لفظ کا ترجمہ کیا ہو سکتا ہے۔ اس کا انحصار مترجم کی علمی حیثیت قواعد وضوابط سے گہری واقفیت اور عربی محاوروں سے بھرپور ذہنی مناسبت پر ہے، قرآن مجید کے عربی متن کا ترجمہ ایک مخصوص اور بہترین فنی مہارت کا متقاضی ہے، مترجم کی ذراسی غفلت ترجمہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی غرض ومقصد کو کچھ سے کچھ کر سکتی ہے اور مفہوم ومعانی کو بدل کر رکھ سکتی ہے۔ اس کی مثالیں بھی گمراہ قسم کے مترجمین کے ہاں پائی جاتی ہیں، بہت سے گمراہ قسم کے افراد آج قرآن کریم کے بہت سے ابدی احکام کو اس نبوی دور مسعود سے خاص کر کے احکام اسلام سے جان چھڑانا چاہتے ہیں، مثلاً پاکستان کے دورہ پر آئے ہوئے گمراہ ایجنڈا کے حامل ایک عراقی شخص نے کہا کہ عہد رسالت میں عربی لمبے لمبے لباس (چغہ) پہنتے تھے، لہٰذا برقع کا حکم مسلمان عورت کے لیے نہیں بلکہ وہ تو برقع کی طرح کا لباس اس وقت عربوں میں معروف طریقہ تھا، اس شخص کے مطابق اسی وجہ سے برقع کو عربوں نے مسلمان عورت میں رواج دے دیا۔

جبکہ حدیث شریف میں تو آتا ہے کہ پردے کے حکم کے نزول پر صحابیات نے رات رات ہی میں اپنے پردے کی چادروں کا اہتمام کیا۔ کہاں پردے کے لیے چادروں کا اہتمام کرنا اور کہاں اپنے علاقائی رواج کو ''اسلوب پردہ'' باور کرانا ......! یہ صحابہ کرام پر یقیناً ایک بڑا اتہام ہے جو کہ عہد نزول قرآن کریم میں مسلمان کی شخصی، اجتماعی، ایمانی اور عملی ارتقائی مراحل سے عدم شناسی یا عمداً چشم پوشی کی مثال ہے۔

یہ سب چیزیں اس امر کا تقاضا کرتی ہیں کہ مترجم قرآن کی علمی حیثیت ممتاز ترین ہو، اور اسے علوم قرآنیہ پر عبور حاصل ہو۔ ماہرین نے قرآن مجید کے ترجمہ مجید وتفسیر، مطالعہ اور فہم حاصل کرنے کے لیے بہت سے علوم گنوائے ہیں، مثلاً

1۔ علم بدء الخلق
2۔ علم التوحید
3۔ علم فلسفہ الہیات
4۔ علم المجردات والملائکہ والارواح
5۔ علم الزھد والرقاق
6۔ علم احکام الحلال والحرام
7۔ علم الفرائض والمیراث
8۔ علم المناسک
9 علم القصص
10۔ علم الامثال
11۔ علم المجاز
12۔ علم المحکمات والمتشابہات
13۔ علم التفسیر والاصول
14۔ علم القرات
15۔ علم الرجال

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

16۔علم التصوف	17۔علم الفقہ والاصول	18۔علم الکلام
19۔علم اللغۃ	20۔علم الصرف والنحو	21۔علم البلاغۃ
22۔علم الحدیث والاصول	23۔علم الجدل والخلاف	24۔علم جغرافیہ
25۔علم تاریخ	26۔علم فلسفہ تاریخ	27۔علم فلسفہ طبیعات
28۔علم ریاضی	29۔علم النجوم والافلاک	

ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم نے علوم قرآن میں 11 علوم کو شمار کیا ہے، جن کی مہارت مترجم قرآن کے لیے ازبس ضروری ہے۔

1۔اسباب نزول آیات	2۔تجمیع قرآن	3۔ترتیب قرآن
4۔علم ترجمہ	5۔علم تفسیر	6۔علم الخط والرسم
7۔علم النحو والصرف	8۔تلاوت وتجوید	9۔محکم ومتشابہ
10۔ناسخ ومنسوخ	11۔معرفت سور مکی ومدنی	

شاہ صاحبؒ نے فہم قرآن کے لیے علوم پنجگانہ کا تذکرہ کیا ہے۔

1۔علم الاحکام	2۔علم التذکیر اباالآء اللہ	3۔علم التذکیر باایام اللہ
4۔علم التذکیر	5۔علم المخاصمہ	

جس طرح مفسر قرآن کریم کے لیے علوم پنجگانہ کا علم ضروری ہے یقیناً مترجم قرآن کو بھی ان پنجگانہ علوم پر مہارت حاصل ہونی چاہیے، کہ ترجمہ قرآن کریم ایک بڑی ذمہ داری ہے کیونکہ بہت سے مقامات پر زیر ترجمہ آیت کریمہ کی تفسیر جانے بغیر کلمات کا ترجمہ ممکن نہیں، مثلاً علامہ سیوطی نے تفسیر کے لیے 15 علوم گنوائے ہیں، جس میں انہوں نے پندرھواں علم علم الموھبۃ بتایا ہے یعنی وہ صحیح ذوق اور فہم نیز باطنی نور بصیرت جو انسان کو علم صحیح اور کلام اللہ کی مراد اس کے حقائق اور اغراض ومقاصد کے فہم کی طرح رہنمائی کرے، اسے خالصتاً خداداد کہا جائے تو زیادہ بہتر تعریف ہوگی، علم الموھبۃ اگر چہ اختیاری علوم میں شمار ہوتا ہے، کیونکہ اس علم میں پختگی اور بہتری لانے کے لیے انسانی کاوشوں کو دخل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے ،زہد وتقوی، علمی مشاغل میں فزوں تر دلچسپی، اعمال صالحہ،علمی مذاکروں میں شرکت اورغور وفکر سے اس علم کو جلا ملتی ہے پس یہ اسی حد تک اختیاری ہے نہ کہ اس درخت کی بنیاد یعنی بیج انسان کے اختیار میں ہے۔

غرض یہ کہ مترجم قرآن کو ایسا مجمع البحور ہونا چاہیے،جس کی علمی وسعتیں ان تمام علوم کو کافی حد تک اپنے اندر سموئے ہوئے ہوں جن کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے، آج تک قرآن کریم کا کسی بھی زبان میں کیا گیا ترجمہ، قرآن کریم کا مکمل ترجمان نہیں کہلوا سکا، اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مترجم کسی خاص ذوق کا مالک ہوتا ہے اور کسی خاص علمی دائرہ میں محدود، جبکہ قرآن کریم کسی ایک ذوق کی تسکین کے لیے نہیں، بلکہ ہر ذوق کی تسکین اس میں ہے۔ یہ کتاب مجید، ام العلوم ہے یہی وجہ ہے کہ اس ادب، سلاست،نحوی تراکیب کے اعتبار سے، تفہیم احکام میں لفظی یا با محاورہ ہونے میں، معانی بالماثور کے اعتبار سے،لغوی اعتبار سے، آزاد زبان کے اعتبار سے اور لسانی ارتقاء کے اعتبار سے،سینکڑوں تراجم قرآن کریم صرف بزبان اردو ملتے ہیں۔

عملی شرائط:

تمام ماہرین علوم قرآن کا اس پر اتفاق ہے کہ اعمال صالحہ کا حامل عالم ہی قرآن مجید کا مترجم یا مفسر بن سکتا ہے، ایسا شخص جو اگر چہ کتنا ہی بڑا عالم ،مفکر اور ماہر لسانیات وادیب ہو،لیکن وحی الٰہی پر عمل پیرا نہ ہو تو کلام الٰہی کے اسرار و معارف اس پر منکشف نہیں ہو سکتے اور نہ ہی اسے فہم قرآن کا کوئی حصہ حاصل ہو سکتا ہے، جس کا دل بدعات وخرافات کی گندگی سے بھرا ہوا، کبر ونخوت اور خواہشات نفسانیہ، حب دنیا اور حرص وطمع اور دیگر اخلاق رذیلہ سے وہ اٹا پڑا ہو، اور وہ گناہوں پر اصرار کرتا ہو تو یہ اعمال سوء، فہم قرآن کے حصول میں رکاوٹ ہوں گے۔ وحی الٰہی کے اسرار ورموز ایسے شخص پر ہرگز نہیں کھل سکتے۔سورۃ الاعراف کی ایک آیت کریمہ میں تکبر کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ ﴾

ترجمہ:’’ قرآن کے لیے ایک مترجم کو درج ذیل عملی شرائط پر پورا اترنا ہوگا۔‘‘

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ ترجمہ قرآن کے لیے پہلی عملی شرط قرآن وسنت پر عمل کی نیت اور جذبہ ہے۔

2۔ سنن رسول اللہ ﷺ کے مطابق زندگی ڈھالنا ہے، اس سے بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے لہذا اس شرط پر عمل کرنے سے ترجمہ میں قرآن کا مفہوم حقیقت کے قریب تر کرنے میں مدد ملتی ہے۔

3۔ ترجمہ قرآن بھی تب عمدہ اور معیار مطلوب کے قریب تر ہوگا جب مترجم قرآن کی شخصیت، تقوی اورزہد وخشیت الٰہی کا آئینہ دار ہوگی۔ایک مترجم کہتا ہے۔

''ایک پرہیز گار مسلمان جو زبان عربی پر قادر ہو قرآن کا ترجمہ کما حقہ کرسکتا ہے'' (فکر ونظر ۱/۴۴)

4۔ ترجمہ قرآن کے حسن وخوبی کے لیے ضروری ہے کہ اس کو مسلکی تعصّبات سے بالاتر ہونا چاہیے، اور کلمات واوامر ونواھی میں سنت رسول اللہ ﷺ سے ہی معنوی بصیرت حاصل ہونی چاہیے۔

5۔ رزق حلال، قناعت کا التزام اور حرام امور سے حد درجہ اجتناب، کلام الٰہی کے حکیمانہ اسرار ونکات کے فہم میں حائل رکاوٹ دور کر دیتا ہے۔

6۔ عبادت گزاری اور عبادات واذکار کے مسنون سے آگاہی اور ان پر عمل بھی مترجم کے فہم کو قرآن کریم سے قریب تر کرتا ہے۔

ان عملی شرائط کا تقاضا ہے کہ فہم قرآن کی تحاریک ایسے مترجمین کی حوصلہ افزائی کریں، جو متقی، پرہیز گار اور عبادات واذکار کے مسنون آداب کا خیال رکھیں اور ایسے ترجموں کی حوصلہ شکنی کریں جو بے عمل مترجمین کی طرف سے کیے گئے ہوں.

لسانی شرائط:

قرآن مجید کے ترجمہ کی اصل دقت یہ ہے کہ زبان قرآن کے الہامی اثر کو کسی دوسری زبان میں کیسے منتقل کیا جائے اور اسے کیسے قائم رکھا جائے، اور یہ دقت اس لیے ہے کہ قرآن کریم، کلام الٰہی ہونے کی وجہ سے معجز اثر لغوی سرمایے سے مزین ہے اور غیر اللہ کی زبان میں نہ تو وہ فصاحت وبلاغت ہوتی ہے جو قرآن کا طرہ ہے اور نہ ہی انسان کے پاس قرآن مجید کے کلمات وتراکیب کا الہامی اثر کسی دوسری زبان میں منتقل کرنے کا ملکہ، اور قرآن کریم کا یہ چیلنج ﴿ فاتوا بسورة من مثله ﴾ (البقرہ)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج تک برقرار ہے، نہ صرف یہ کہ قرآن کریم کے مقابلے میں کوئی دوسری کاوش نہیں بلکہ قرآن کریم کی ہی ترجمانی میں کوئی مسلم کاوش بھی اس اس چیلنج کا مقابلہ نہیں کرسکی، مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا یہ مقولہ کسی حد تک اسی مفہوم کو ادا کرتا ہے

Of the great works the Holy Quran is perhapes the least Tranlatable

(دنیا کے تمام عظیم (علمی) کارناموں میں شاید قرآن کریم سب سے کم ترجمے کی گنجائش رکھتا ہے)

میری اس عاجزانہ اور طالب علمانہ رائے کی تائید بلاواسطہ قرآن کریم کا شغف پالنے والے اور ترجمہ قرآن کریم کے ذریعے دعوت وتبلیغ کا منصب سنبھالنے والے افراد علم کی آراء سے بھی ہوتی۔ اسی بنا پر ماہرین نے ترجمہ کی دو اقسام کیں ہیں، (۱) ترجمہ بالمثل، جسے ناممکن قرار دیا گیا ہے۔ (۲) ترجمہ بغیر المثل جو ممکن تو ہے لیکن وہ صرف قرآن کریم کی ترجمانی کرسکتا ہے translation نہیں؟ قرآن مجید کے لسانی تاثر کو اگر چہ کما حقہ کسی دوسری زبان میں نہ تو تخلیق کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کی جمالیاتی رعنائیوں کا ترجمہ کرنا کسی انسان کے بس میں ہے۔ لسانیات میں مہارت کے بغیر یقیناً ترجمہ قرآن کرنا ناممکن ہے۔ تمام ماہرین علما، مفکرین اور اصولیین نے ترجمہ کے لیے لسانیاتی مہارتیں یعنی بلاغت واعجاز وبدیع، استعارات وتشبیہات اور تمثیلات قرآن کریم کے معجز بیاں کو لسانی حیثیت میں بھی کلام معجز ثابت کرتے ہیں۔ اگر ان معجزات کو قرآن کریم سے نکال دیا جائے تو وہ مقدس، معتبر اور عظیم شاہکار تو ہوگا لیکن قرآن نہیں ہوگا۔ یہ بات اس وقت مزید نکھر کر سامنے آتی ہے جب قرآن کریم کے شاہکار تراجم بھی قرآن یا اس کے معیار مطلوب نہ بن سکے اگر چہ ترجمہ قرآن کریم، انسانی کاوش ہونے کی بناء پر لسان معجز سے تہی دست ہی ہوسکتا ہے لیکن مترجم قرآن اپنی لسانیاتی مہارتوں میں بدرجہ اعلی اضافہ کرنے، اپنے ادبی ذوق کی آبیاری کرنے اور جمالیاتی لطافتوں کا فہم حاصل کرنے اور اسے دوسروں تک پہنچانے میں جس قدر کامیاب ہوگا ترجمہ قرآن حکیم اپنے مقاصد کے حصول میں اسی قدر بہتر اور مفید ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم بدیع وبیان (الرحمٰن:۴،۳) اور ترتیب وتالیف کے اس درجہ کمال پر فائز ہے کہ جہاں انسان کا عجز واضح ہوجاتا ہے اور اس میں ہر معنی کو بغیر مبالغہ آرائی کے ٹھیک اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز میں بیان کیا گیا ہے جو اس کے لیے موزوں ترین ہے۔

عبد القادر کے الفاظ میں ''اس (قرآن) میں تو کوئی لفظ اور کوئی کلمہ ایسا نہیں جو اپنی جگہ نگینہ کی طرح نہ جڑا ہو اور جس کے بارے میں کہا جا سکے کہ اگر یہ لفظ یا کلمہ یوں ہوتا تو زیادہ موزوں اور فصیح وبلیغ ہوتا'' قرآن حکیم میں کوئی چیز ادنی درجہ کی نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا مقام ہے، جہاں علم وعمل اور ایمان ولسان کے حوالے سے اس پر انگلی رکھی جا سکے۔ اور کوئی انسان ان صلاحیتوں میں اتنا باکمال نہیں کہ اس پر انگلی نہ رکھی جا سکے۔

اگرچہ لسانی شرائط کا نفاذ سب دیگر شرائط کے حامل ہو جانے کے بعد عمل میں آتا ہے، لیکن درستگی عقائد کے بعد قرآن کریم کے ترجمہ میں سب سے زیادہ اہمیت اسی کو حاصل ہے۔ لسانی اعتبار سے بہترین ترجمہ کا درج ذیل شرائط پر پورا اترنا لازمی ہے۔

1۔ قرآن مجید کے اردو ترجمے میں امکانی حد تک عربی الفاظ کو اسی حالت میں برقرار رکھا جائے۔ اردو زبان میں یہ کام اتنا مشکل نہیں کیونکہ ایک تحقیق کے مطابق 75 فیصد قرآنی الفاظ اردو میں مستعمل ہیں۔

2۔ اردو ترجمہ، عربی متن کے جس قدر قریب ہوگا اپنی ترجمانی کے لحاظ سے اسی قدر کامیاب ہوگا۔

3۔ ترجمہ میں زبان کے تقاضوں کی بجائے مفہوم کی وضاحت کو ترجیح دی جائے۔

4۔ مترجم قرآن، زبان ترجمہ کی سادگی، سلاست، روانی اور سہولت سے آگاہ ہو۔

5۔ اگر کسی ایک عربی لفظ کا ایک سے زیادہ اردو الفاظ میں ترجمہ ہو سکتا ہو تو (۱) عربی متن کے سیاق وسباق (۲) حدیث رسول اللہ ﷺ یا (۳) اقوال صحابہؓ کو مدنظر رکھ کر ترجمہ کیا جائے۔

6۔ قواعد عربی اور انشاء کا لحاظ رکھنا بھی ترجمہ قرآن میں لازم ہے، صرف ونحو کے قواعد پر عبور، ترجمہ کو بہتر بنا سکتا ہے۔

7۔ لغوی مطالب ومفاہیم بھی ترجمہ قرآن میں خاص اہمیت کے حامل ہیں، خصوصاً مختلف مقامات پر ایک جیسے الفاظ وکلمات کا پس منظر سمجھنے کے لیے علم اللغۃ پر مترجم کی مہارت ضروری ہے، لیکن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی مباحث کو آیات کے سیاق وسباق اور احادیث مبارکہ پر ترجیح نہ دی جائے۔

8۔ ترجمہ قرآن کی اہلیت صرف اس شخص کو حاصل ہوسکتی ہے جو بیک وقت دو زبانوں میں مہارت رکھتا ہو۔ ان کے روز مرہ محاوروں، استعمال اور دونوں زبانوں کے اسالیب وثقافت کا مکمل ادراک رکھتا ہو۔

9۔ اردو ترجمہ کے لیے عربی اور اردو کے ساتھ ساتھ فارسی کے ذخیرہ الفاظ وتراکیب پر مہارت بھی ترجمہ میں حسن وخوبی پیدا کردے گی۔ کیونکہ اردو زبان میں فارسی الفاظ کا بڑا ذخیرہ مستعمل ہے۔

قرآن مجید کے ترجمہ کی جن شرائط کا ذکر کیا گیا ہے یہ ترجمہ قرآن کو معیار مطلوب کے قریب تر کرنے میں بڑی حد تک مدد دیں گی۔ ترجمہ قرآن کی شرائط اتنی کڑی اور اٹل قسم کی ہیں کہ ان سے انحراف کر کے یا تو (۱) مترجم گمراہی پھیلانے کا سبب بنے گا۔(۲) مترجم صرف دوسرے مترجمین کی نقل کر سکے گا۔

دونوں صورتوں میں ترجمے کے تقاضے پورے نہ ہوسکیں گے اور جس ترجمہ میں اس کے تقاضے پورے نہ ہوں گے تو وہ ترجمہ قرآن اپنی افادیت کھودے گا۔

❀❀❀❀

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محذوفات کے ساتھ ترجمہ اور اس کی خصوصیات

ڈاکٹر حافظ عبدالستار ☆

ہر کلام میں تاثیر ہے جس کی مقدار کلام کے اچھا یا برا ہونے سے کم وبیش ہوتی رہتی ہے۔ شاعر کا شعر ہو یا کسی ادیب کی نثر، اثر سے خالی نہیں۔ اثر انگیزی کی یہی مقدار شاعر کو اشعر اور ادیب کو ابلغ بناتی ہے دنیا جہان کے تمام کلاموں میں اثر انگیزی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا کلام سب سے بہتر ہے۔ ''آلا إِنَّ أَحْسَنَ الْكَلَامَ كَلَامُ اللّٰهِ''

اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب قرآن مجید اتنی جامع و مانع ہے کہ اس میں رہتی دنیا تک کے تمام علوم سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہیں۔ علم بلاغت کے ماہرین نے قرآن پاک کی اس صفت اعجازی کو مختلف طریقوں سے واضح کرنے کی کوشش کی تو اس میں ''معانی'' ''بیان'' اور ''بدیع'' جیسے فن ایجاد ہوئے جن سے علماء ادب وتفسیر اور مترجمین نے خوب خوب فائدہ اٹھایا۔

علم المعانی میں ''ایجاز'' ''بلاغت'' کی جان ہے اور ''حذف'' ''ایجاز'' کی ریڑھ کی ہڈی۔ اسی سے ''خیر الکلام ماقل و دل'' جیسی صداقتوں کی بھرپور توضیح ہوتی ہے۔ اسی سے علم الاعراب کو چار چاند لگتے ہیں۔ اسی سے فقہی موشگافیاں ہوتی ہیں اور اسی سے علم اللغة کو تحفظ ملتا ہے اور اسی سے ''تفسیر بالآراء'' کا دروازہ کھلتا ہے۔

علم التاریخ شاہد ہے کہ مرور زمانہ اور سیاسی ہنگاموں سے زبانیں بگڑتی ہیں، بدلتی ہیں، ناپید ہوتی ہیں یا پھر زندہ بھی ہیں تو ایسے جمود کا شکار رہیں کہ ان سے کوئی نیا فن ایجاد نہیں ہوسکتا۔ الحمدللہ عربی

☆ ڈیپارٹمنٹ آف سوشل سائنسز، یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینمل سائنسز لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان ان تمام بیماریوں سے بچی ہوئی ہے اور قیامت تک اس کے بچے رہنے کا یقین ہے۔ اس لیے کہ قرآن مجید جو اس کا سہارا ہے۔ وہ ابد الآ آباد تک ہر قسم کے ضعف سے پاک ہے۔ پھر صرف عربی زبان وادب ہی نہیں بلکہ جس زبان میں بھی اس کا ترجمہ ہوا اس زبان کی بقا اور اہمیت کے لئے یہ اعلی ترین ڈکشنری بھی ہے۔

"**لکل شئی ظهر وبطن**" کے مصداق قرآن پاک کی ظاہری اور لفظی تاثیر کے علاوہ اس کی روحانی تاثیر بھی بے حد وحساب ہے، جس طرح روشنی سے اندھیرے چھٹتے ہیں اسی طرح قرآن پاک کے نور سے تمام قسم کی غیر مرئی الائیں بلائیں کافور ہو جاتی ہیں اور ہر قسم کی جسمانی اور روحانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ "**انما القرآن لما قرأله**" کے مصداق یہ تریاق اعظم بھی ہے اور مضبوط ترین ساتھی معاون اور اعلیٰ ترین حصار بھی ہے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے موقع پر سورۂ یٰسین کی یہ آیت تلاوت فرمائی "**وجعلنا من بين ايديهم سدا ومن خلفهم سدا فاغشينا هم فهم لا يبصرون**" تو اعداء الدین ایسے اندھے اور بہرے ہو گئے کہ آپ ﷺ کے گھر سے نکل جانے کی انھیں کانوں کان بھی خبر نہ ہو سکی۔

اس طرح بنو حنیفہ کے نواب کو جب سانپ نے ڈس لیا اور وہ ہر قسم کے علاج و معالجے کے بعد مایوس العلاج ہو چکا تھا تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ام القرآن پڑھ کر دم کیا تو اس کی جان بچ گئی۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے جنگ احزاب کے موقع پر جب سورۃ القمر کی یہ آیت "**سيهزم الجمع و يولون الدبر**" پڑھی تو تیز طوفانی آندھی سے کافروں کے خیمے الٹ پلٹ ہو گئے اور وہ بہت جلد تتر بتر ہو گئے۔ قرآن پاک کی اس معجزانہ تاثیر کو بھانپ کر شعرائے سبعہ معلقات کے آخری شاعر لبید بن ربیعہ جو تمام عرب شعراء کا مسجود وقت کا ملک الشعراء اور عرب کی فصاحت و بلاغت کا مظہر کامل ہوا، اس نے اسلام لانے کے بعد جب شعر کہنا ترک کر دیا تو لوگوں کو ترک شعر پر بڑا تعجب ہوا کسی نے ان سے پوچھا کہ اب آپ شعر نہیں کہتے؟ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ أبعد القرآن؟ کیا قرآن نازل ہو جانے کے بعد بھی اس کے لئے کوئی گنجائش باقی رہ گئی ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر صاحب تدبر قرآن لکھتے ہیں کہ قرآن کے اعجاز بلاغت کے آگے سر فگندگی و سپر اندازی کا یہ اظہار و اعتراف اس عظیم شاعر کی طرف سے ہے جو اپنے زمانے میں عرب کی تمام فصاحت و بلاغت کا نشان وعلم تھا۔ جب وہ اس طرح قرآن کے آگے سربسجود ہو گیا تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ عرب کی تمام فصاحت و بلاغت نے قرآن کی فصاحت و بلاغت کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ اس کے بعد کسی اور کے لئے قرآن کے آگے نگاہیں اونچی کرنے کا کیا امکان باقی رہا؟

اس درجے و مرتبے کے کلام کے زور و اثر اور اس کی خوبیوں اور لطافتوں کا اگر کوئی شخص اندازہ کرنا چاہے تو یہ کام ظاہر ہے کہ وہ اس کے ترجموں اس کی تفسیر اور اس کی لغتوں کے ذریعے سے نہیں کر سکتا بلکہ اس کے لیے اس کو اس زبان کا ذوق پیدا کرنا پڑے گا۔ جس میں وہ کلام ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک کے تراجم بھی وہی زبان موثر عام فہم اور زود دار ہیں جن کے مترجمین کو بیک وقت اپنی زبان اور قرآن کی زبان پر پورا پورا عبور حاصل ہو، جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ قرآن مجید کی جامعیت اور کاملیت میں محذوفات کا بہت بڑا کردار ہے۔ لہٰذا جن مترجمین نے عقل و دانش، حدیث رسول ﷺ اور اقوال صحابہ کے علاوہ آئمہ متقدمین کی آراء اور سائنس کے مشاہداتی اور تجرباتی نتائج کو سامنے رکھ کر ترجمہ کیا اور حواشی پیش کیے وہی قدیم و جدید کے امتزاج کے ساتھ بہترین اور موثر ترین ترجمے ہیں جن میں محذوفات کا خیال نہیں رکھا گیا یا پھر لفظی ترجمہ ہی کیا گیا یا پھر محذوفات کو عقل و فکر اور حدیث رسول ﷺ نیز اقوال صحابہ کو چھوڑ کر ترجمہ کیا گیا وہ نہ صرف غیر موثر ہیں۔ بلکہ شرمندگی اور ندامت کا سبب بھی ہیں صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں اور وہ بھی سید ابوالاعلی مودودی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں سورۃ ص آیت نمبر 31 اور 32 میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿ وو ھبنا لداؤد سلیمن نعم العبد انه اواب اذعرض علیه بالعشی الصافنات الجیاد فقال انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب ردو ھا علّی فطفق مسحا بالسوق والا عنا ق ﴾

''اور داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام کو ہم نے سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام جیسا بیٹا عطا کیا بہترین بندہ کثرت ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف رجوع کرنے والا قابل ذکر ہے۔ وہ موقع جب شام کے وقت اس کے سامنے سدھے ہوئے تیز رو گھوڑے پیش کیے گئے تو اس نے کہا کہ میں اس مال کی محبت اپنے رب کی یاد کی وجہ سے اختیار کی ہے یہاں تک کہ جب وہ گھوڑے نگاہ سے اوجھل ہوگئے تو اس نے حکم دیا کہ انھیں میرے پاس واپس لاؤ پھر لگا ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے۔"

اس ترجمے کے علاوہ جن اکابرین نے گھوڑوں کی گردنیں اور ٹانگیں کاٹنے کا ذکر کیا ہے۔ وہ عقلی اور نقلی لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔ اس طرح جن احباب نے **حتی توارت باالحجاب** میں سورج کو محذوف اور مضمر مانتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔ وہ بھی قرآن، حدیث، اقوال صحابہ اور عقل ودانش کے لحاظ سے غیر صحیح ہے۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے جب اعلیٰ درجے کے اصیل گھوڑوں کا ایک دستہ پیش کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ مال مجھے کچھ اپنی بڑائی کی غرض سے یا اپنے نفس کی خاطر محبوب نہیں ہے بلکہ ان چیزوں سے دلچسپی کو میں اپنے رب کا کلمہ بلند کرنے کے لئے پسند کرتا ہوں پھر انہوں ان گھوڑوں کی دوڑ کرائی یہاں تک کہ وہ نگاہوں سے اوجھل ہوگئے اس کے بعد انہوں نے ان کو واپس طلب فرمایا اور جب وہ آئے تو بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما "**جعل یمسح اعراف الخیل و عراقیبها حبالها**" یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام ان کی گردنوں پر اور ان کی پنڈلیوں پر محبت سے ہاتھ پھیرنے لگے۔ یہی تفسیر ہر لحاظ سے صحیح ہے کیونکہ یہ قرآن مجید کے الفاظ سے مطابقت رکھتی ہے اور مطلب کی تکمیل کے لیے اس میں ایسی کوئی بات بڑھانی نہیں پڑتی جو نہ قرآن میں ہو نہ کسی صحیح حدیث میں اور نہ بنی اسرائیل کی تاریخ میں، اس مشہور واقعہ میں تین طرح کے تراجم صرف محذوفات اور مضمرات کو مانتے ہوئے اپنے اپنے مسلمات کے تحت کیے گئے ہیں، جس کی تصحیح کے لیے درج ذیل شرطیں ملحوظ رکھی جائیں تو اختلاف ختم ہوسکتا ہے۔

1۔ تفسیر اور ترجمہ قرآن کی روشنی میں ہوں ان **القرآن یفسر بعضه بعضا** اس سلسلے میں مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر "**تفسیر القرآن بکلام الرحمن**" بہت مفید ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ تفسیر اور ترجمہ حدیث کی روشنی میں ہو کیونکہ قرآن کے اصل معلم، مفسر اور مترجم صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

3۔ آثار صحابہ کو سامنے رکھا جائے جس کے لئے تفسیر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بڑی جامع ہے۔

4۔ نظریاتی نہیں بلکہ مشاہداتی اور تجرباتی سائنس کو بھی مدنظر رکھا جائے۔

مزید امثلہ برائے استفادہ اساتذہ وعلماء ادب عربی و اسلامیات، پیش خدمت ہیں یہ تمام مثالیں میں اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے بعنوان "ظاهرة الأيجاز بالحذف فى القران الكريم و دراسة سورة البقرة المفصلة" سے لے رہا ہوں جو کہ پورے قران مجید میں سے چیدہ چیدہ مقامات سے ''الأسماء'' اور ''الأفعال'' اور ''الحروف'' کی شکل میں جمع کی ہیں۔

امثلة الأسلوب الإيجازى فى قرآن الكريم:

المحذوفات في الأسماء: حذف المضاف نحو: "و لكن البر من اتقى" (١٩) أى "ذاالبر" أو "بر من اتقى" (١٩) و (الحج أشهر معلومات) (٢٠) أي "اشهر الحج" أو "حج أشهر۔" وله اكثر من ألف مثل في القرآن۔

و حذف المضاف إليه و يكثر فيه "ياء المتكلم" نحو: (رب اغفرلي)۔ (٢١) و في الغايات نحو: (لله الأمر من قبل و من بعد) (٢٢) و مع كل و بعض مثل: (و كلا آيتنا حكما و علما) (٢٣) و (فضلنا بعضهم على بعض) (٢٤)

و حذف المبتدأ في جواب الاستفهام نحو: (و ما أدراك ما هية، نار حاميه) (٢٥)

و بعد فاء الجواب نحو: (من عمل صالحا فلنفسه و من أساء فعليها) (٢٦) و بعدالقول نحو: (و قالوا أساطير الاولين) (٢٧) و غير ذلك نحو: (لم يلبثوا إلا ساعة من نهار بلاغ) (٢٨)

(**و حذف الخبر نحو**: أكلها دائم و ظلها) (٢٩) و حذف الموصوف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثل: (و عندهم قاصرات الطرف عين) (٣٠) و حذف الصفة نحو: (يأخذ كل سفينة غصباً) (٣١) أي صحيحة بدليل (أعيبها) و المعطوف عليه مثل: (أن اضرب بعصاك البحر فانفلق) (٣٢) أي فضرب فانفلق و المعطوف مع العاطف مثل: (لا يستوى منكم من أنفق من قبل الفتح و قاتل۔ (٣٣) أي و من أنفق بعده۔

و البدل مثل: و لا تقولوا لما تصف ألسنتكم الكذب) (٣٤) أى تصفه و الحال القولية مثل: (يدخلون عليهم من كل باب سلام) (٣٥) أى قائلين "سلام" و المنادي نحو: (ياليت قومى يعلمون) (٣٦)۔ و العائد نحو: (أهذ الذي بعث الله رسولا) (٣٧) و (إتقوا يوما لا تجزى نفس عن نفس شيئا) (٣٨) و منصوص "نعم" مثل: (إنا و جدناه صابراً نعم العبد (٣٩) و الموصول نحو: (بالذي أنزل ألينا و أنزل إليكم) (٤٠) أي و الذي انزل إليكم لأنه غيره و لذلك أعيد في قوله: (قولوا آمنا بالله و ما أنزل ألينا و ما أنزل إلى إبراهيم) (٤١)۔ ثم المفعول به و هو كثير جدا، إن يكون للبيان بعد الإبهام في فعل المشيئة الشرطي نحو: (و لو شاء لهداكم) و للتعميم نحو: (و الله يدعوا إلى دارالسلام) (٤٢) أي ذاتك والغير ذلك نحو: (كلوا واشربوا) (٤٣) و للهيئة نحو: (أرني أنظر اليك) (٤٤) أي ذاتك والغير ذلك نحو: (كلا سوف تعلمون ثم كلا سوف تعلمون) (٤٥) أي عاقبة أمركم۔

المحذوفات في الأفعال: ما جاء في الفعل المفسر بنفسه نحو: (و إن أحد من المشركين إستجارك) (٤٦) و الواقع في جواب الاستفهام نحو: (و قيل للذين اتقوا ماذا أنزل ربكم قالوا خيرا) (٤٧)، و حين التحذير و الإغراء نحو: (ناقة الله و سقياها) (٤٨) أي إحذروها و الذموا سقياها و إذا كان قولا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حو: (و إذ يرفع إبراهيم القواعد من البيت و إسماعيل ربنا تقبل منا) (٤٩) أي يقولان و غير ذلك مثل: (إنتهوا خيرلكم) (٥٠) أي و اتقوا (يكون) خيرلكم۔

المحذوفات في الحروف: ما يكون بحذف الجار و يطرد مع "أن" و "إن" نحو: (يمنون عليك أن أسلموا) (٥١) و يقل مع غيرهما نحو: (و لا تعزموا عقدة النكاح) (٥٢) أي عليها كما يقل فى الوصول الحرفي نحو: (و من آياته يريكم البرق) (٥٣) أي أن يريكم و في العاطف نحو: (وجوه يومئذ ناعمة) (٥٤) أي و وجوه بالعطف على "وجوه يومئذ خاشعة" قبلها، و في فاء الجواب نحو: (إن ترك خير "ن" الوصية) (٥٥) أي فالوصية و هو كثير في ياء النداء نحو: (يوسف أعرض عن هذا) (٥٦) و في "لا" النافية مع المضارع الواقع جواباً لقسم نحو: (تالله تفتأ تذكر يوسف) (٥٧) و في "قد" مع الماضي الواقع حلاً نحو: (أنؤمن واتبعك الأرذلون) (٥٨)

و منها فى أكثر من كلمة مما ليس جملة حذف المتضايفين: نحو: (فقبضت قبضة من أثر الرسول) (٥٩) أي من أثر حافر فرس الرسول، و معفولي باب "ظن" نحو: (أين شركائى الذين كنتم تزعمون) (٦٠) و أداة الشرط و فعلها نحو: (فاتبعوني يحببكم اللّٰه) (٦١) أي "إن تتبعوني" و مما هو جملة حذف الجواب نحو: (و إذا قيل لهم اتقوا) (٦٢) إلى آخر الآية أي أعرضوا و يكثر هذا حين قصد الإبهام لتذهب النفس في تصور الجواب كل مذهب۔ كقوله تعالى في أهل الجنة: (حتى إذا جاؤها و فتحت أبوابها) و في أهل النار: (و لو ترى إذ و قفوا على النار) (٦٤) و قد تكون في جمل لا جملة كقوله تعالى: (فآرسلون، يوسف أيها الصديق) (٦٥) إذ "تقدير فارسلون" إلى يوسف لأستعبره الرؤيا فأرسله فأتاه فقال له يوسف۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و كل هذا الأنواع من الحذف تسمى إختزالا و يسمى الحذف إقتطاعا إذا و قع في بعض حروف الكلمة تخفيفا۔ اعتمادا على الشهرة و كثرة الدور أن كحذف نون تكن "في قوله تعالى: (و لم تك شيئا) (٦٦) و همزة "أنا" في قوله: (أنا أدعوكم إلى العزيز الغفار)۔ (٦٧)

و هنالك نوعان آخران من الحذف البديع جاء ا في القران الكريم هما "الإكتفاء و الإحتباك"، فالأول أن يكتفي بذكر أحد المتلازمين عن الأخر مثل (سرابيل تقيكم الحر) (٦٨) أي "والبرد" و آثر الحر بالذكر لأنه أنسب لبلاد العرب فضل على تقدم ما يتعلق بالبرد و دونه في قوله: "والأنعام" خلقها لكم فيها د فء) (٦٩) و منه: (بيدك الخير) أي "والشر" (الذين يؤمنون بالغيب) (٧٠) أي و "الشهادة" و "رب المشارق أي" و المغارب" و "أن إمرؤا هلك ليس له و لد "أي و لا "والد" بدليل أفي للأخت النصف و لا يكون لها إلا مع فقد الأب و كل مذكور له فضل على المتروك۔ و الثاني وهو "الإحتباك" ان يكون في أصل الكلام متقابلان فيحذف من كليهما مقابل اعتمادا على نظيره كقوله تعالى: (و أدخل يدك في جبيك تخرج بيضاء من غير سوء) (٧١) إذا لمعنى و إدخل يدك في جيبك غير بيضاء و أخرجها تخرج بيضاء من غير سوء، و مثله: (قل إن افتريته فعلى إجرامى و أنا بريء مما تجرمون) (٧٢) فالمحذوف و انتم براء و عليكم إجرامكم و أنا بريء، و كذا "و يعذب المنافقين أن شاء أو يتوب عليهم" أي إن شاء فلا يتوب عليهم أو يتوب عليهم فلا يعذبهم، و (فلا تقربو هن حتى يطهرن فإذا تطهرن فأتوهن) أي حتى يطهرن من الدم فإذا تطهرن بالماء فأتوهن۔ إلىٰ كذا۔

محذوفات کے ترجمہ کی واضح خصوصیات کو جاننے کے لیے بامحاورہ جتنے تراجم ہیں، ان سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً: مولانا فتح محمد جالندھریؒ کا ترجمہ ''فتح المجید'' حضرۃ العلام امین احسن اصلاحی کی تفسیر ''تدبر قرآن'' سے ترجمہ، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تفسیر ''تفہیم القران'' سے ترجمہ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی ترجمہ اور علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ کا ''اشرف الحواشی'' میں ترجمۃ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ثنائی سے ترجمہ، نیز ڈاکٹر طاہر القادری کی تفسیر ''عرفان القرآن'' سے ترجمہ سے مکمل فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ آخر میں التماس ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے حبیب علیہ اسلام کے الفاظ میں دعا بھی کرتے رہنا چاہیے تا کہ قرآن کریم سے پورا پورا مستفید ہوا جائے۔

"اللهم انى عبدك وابن عبدك وابن امتك فى قبضتك ناضيتى بيدك ماض فى حكمك ، عدل فى قضاء ك اسئلك بكل اسم هولك سميت به نفسك اوانزلته فى كتابك او علمته احدا من خلقك او استاثرت به فى مكنون الغيب عندك ، ان تجعل القرآن ربيع قلوبنا و جلاء همومنا و غمومنا . "

پہلے اپنی کمزوری کا اظہار پھر اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفات کا اقرار اور پھر یہ درخواست کہ اے اللہ! قرآن کو ہمارے دلوں کی بہار بنا دے اور ہمارے غم اور پریشانیوں کا مداوا بنا دے۔

((آمين يا رب العالمين .))

❁❁❁❁

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات من القرآن

۱۹۔القرآن ۱۸۹/۲۔
۲۰۔القرآن ۱۹۷/۲۔
۲۱۔القرآن ۲۸/۷۲۔
۲۲۔القرآن ۴/۳۰۔
۲۳۔القرآن ۷۹/۲۱۔
۲۴۔القرآن ۲۵۳/۲۔
۲۵۔القرآن ۱۱،۱۰/۱۰۱۔
۲۶۔القرآن ۴۶/۱۴۔
۲۷۔القرآن ۲۴/۱۶۔
۲۸۔القرآن ۲۸/۱۰۔
۲۹۔القرآن ۲۵/۱۳۔
۳۰۔القرآن ۴۸/۲۷۔
۳۱۔القرآن ۷۹/۱۸۔
۳۲۔القرآن ۶۳/۲۶۔
۳۳۔القرآن ۱۰/۵۷۔
۳۴۔القرآن ۱۱۶/۱۶۔
۳۵۔القرآن ۲۴،۲۳/۱۳۔
۳۶۔القرآن ۲۶/۳۶۔
۳۷۔القرآن ۴۱/۲۵۔
۳۸۔القرآن ۴۸/۲۔
۳۹۔القرآن ۴۴/۳۸۔
۴۰۔القرآن ۴۶/۲۹۔
۴۱۔القرآن ۱۳۶/۲۔
۴۲۔القرآن ۲۵/۱۰۔
۴۳۔القرآن ۶۰/۲۔
۴۴۔القرآن ۱۴۳/۷۔
۴۵۔القرآن ۴،۳/۱۰۲۔
۴۶۔القرآن ۶/۹۔
۴۷۔القرآن ۳۰/۱۶۔
۴۸۔القرآن ۱۳/۹۱۔
۴۹۔القرآن ۱۲۷/۲۔
۵۰۔القرآن ۱۷۱/۴۔
۵۱۔القرآن ۱۷/۴۹۔
۵۲۔القرآن ۲۳۵/۲۔
۵۳۔القرآن ۲۴/۳۰۔
۵۴۔القرآن ۸/۸۸۔
۵۵۔القرآن ۱۸۱/۲۔
۵۶۔القرآن ۲۹/۱۲۔
۵۷۔القرآن ۸۵/۲۱۔
۵۸۔القرآن ۱۱۱/۲۶۔
۵۹۔القرآن ۹۶/۲۰۔
۶۰۔القرآن ۲۲/۶۔
۶۱۔القرآن ۳۱/۳۔
۶۲۔القرآن ۳۰/۱۶۔
۶۳۔القرآن ۷۳/۴۔
۶۴۔القرآن ۲۷/۶۔
۶۵۔القرآن ۴۶،۴۵/۱۲
۶۶۔القرآن ۹/۱۹۔
۶۷۔القرآن ۴۲/۴۔
۶۸۔القرآن ۸۱/۱۶۔
۶۹۔القرآن ۵/۱۶۔
۷۰۔القرآن ۳/۲۔
۷۱۔القرآن ۱۲/۲۷۔
۷۲۔القرآن ۳۵/۱۱۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناسخ ومنسوخ کے اطلاقی پہلو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں
تراجم قرآن پر ناسخ ومنسوخ کا اثر

پروفیسر ڈاکٹر شمس البصر ☆

ناسخ ومنسوخ ایک اہم بحث ہے نہ صرف قرآن کریم اور حدیث رسول ﷺ کے حوالے سے بلکہ انبیائے سابقہ علیہم السلام کی تعلیمات کے حوالے سے بھی زیر نظر مقالہ میں اگرچہ اس کے تمام پہلوؤں سے بحث ممکن نہیں، لیکن کوشش کی جائے گی کہ اس سے متعلق ان چیدہ چیدہ پہلوؤں کو سامنے لایا جائے جو اسلامی تعلیمات کا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اکرم ﷺ تک طریقہ چلا آرہا ہے۔

یہ تو ہم سب کو معلوم ہے کہ اسلامی تعلیمات سے روشناسی کا آغاز پہلے انسان اور پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا۔ وقت کی تبدیلی کے ساتھ مختلف اوقات میں پیغمبر آتے رہے اور وقت اور حالات کے تقاضوں کے مطابق الٰہی احکامات (اوامر ونواہی) لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ تعلیمات کا یہ سلسلہ آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اختتام پذیر ہوا۔ رسول اکرم ﷺ دوسرے رسولوں کی طرح الٰہی احکامات دو طریقوں سے حاصل کرتے رہے، یعنی وحی جلی اور وحی خفی کے ذریعہ سے۔ ایک کو قرآن کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور دوسرے کو سنت رسول ﷺ کے نام سے۔ خالق حقیقی کا لوگوں تک تعلیمات پہنچانے کا مقصد یہ تھا کہ ان کو دنیاوی امور سے نمٹنے کے لیے صحیح راہنمائی فراہم کی جائے یا وہ معلومات فراہم کردی جائیں جو ان کی کامیابی کی ضامن ہوں۔

ہمارے ہاں اکثر لوگ جب اسلام کے آغاز کی بات کرتے ہیں تو قبل از اسلام اور بعد از اسلام

☆ چیئرمین شعبہ قانون، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ جس سے عام آدمی کو یہ تاثر ملتا ہے کہ گویا رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل کا زمانہ قبل از اسلام کا زمانہ تھا اور اسلام کا آغاز رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہوا۔ حقیقت میں بات اس طرح نہیں، فی نفسہٖ ایسا سمجھنا غلط دکھائی دیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کو صرف رسول اکرم ﷺ نے لوگوں تک نہیں پہنچایا بلکہ ان سے قبل تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے ان تعلیمات کا پرچار کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیائے کرام علیہم السلام لوگوں تک الٰہی تعلیمات پہنچاتے رہے۔ جو کچھ لوگوں تک ان سب نے پہنچایا۔ وہی دراصل اسلام ہے اس حوالے سے اسلام کو رسول اللہ ﷺ تک محدود کرنا غیر مناسب دکھائی دیتا ہے۔ اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ قبل از اسلام کی اصطلاح فی نفسہٖ نہ صرف غلط ہے بلکہ لوگوں کو اس قسم کا تأثر دینا بھی غلط ہے۔

اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات کا مآخذ ایک ہی ہے انبیائے کرام علیہم السلام زمانے کے بعد کے باوجود ایک دوسرے کی تائید کرتے رہے ہیں۔ وہ اپنے ماننے والوں کے اوپر لازم کرتے رہے کہ وہ اپنے سے اگلی اور پچھلی تعلیمات اور پیغمبروں کو دل کی گہرائی کے ساتھ تسلیم کریں اور انہیں اور ان کی تعلیمات کو اپنے ایمان کا جزو سمجھیں رسول اکرم ﷺ نے بھی اپنے ماننے والوں کو یہی تعلیم دی۔ ایمانیات میں پہلی کتابوں ورپیغمبروں کو اسی طرح لازم کیا جس طرح اپنے آپ پر اور اپنی لائی ہوئی کتاب پر ایمان کو لازم کیا۔ قرآن کریم کا پیغمبروں سے متعلق ارشاد ہے:

﴿ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ﴾ (۱)

(ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے)

وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ تمام ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں، ان کی تعلیمات بھی ایک ہیں۔ اس کا واضح مقصد یہ ہے کہ چونکہ ان تعلیمات کا صدور اللہ کی ذات سے ہوتا ہے اس وجہ سے عمومی طور پر اس میں تبدیلی کی ضرورت بہت کم آتی ہے۔ قانون کا ایک اہم قاعدہ ہے اور وہ یہ کہ قانون لوگوں کے لیے ہوتا ہے لوگ قانون کے لیے نہیں ہوتے، الٰہی قانون میں اس بات کی گنجائش ہوتی ہے کہ جب انسان کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت بدل جائے یا وقتی حالات بدل جائیں تو قانون میں اسی حد تک تبدیلی ناگزیر ہوتی ہے۔ اسلامی قانون نے اس تبدیلی کی گنجائش ہمیشہ سے رکھی۔ چاہے وہ کسی بھی پیغمبر کے دور میں ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کی راہنمائی کے لیے جو قوانین وقتاً فوقتاً بھیجے ان میں اس بات کی گنجائش رکھی گئی کہ جب بھی وقت اور حالات تبدیل ہوں گے قانون اس کے ساتھ تبدیل ہوتا رہے گا۔ ضرورت سے پہلے یا بلاضرورت تبدیلی نہ تو ممکن تھی اور نہ کبھی ہوئی۔ البتہ ہر قسم کی تبدیلی ضرورت اور حالات کے تابع رہی ہے۔ یہ شریعتوں کے اندر بھی تھی اور باہر بھی، اس قسم کی تبدیلی قانون کے اطلاق کے لیے ضروری بھی ہوتی ہے۔ سنت اللہ کے مطابق پیغمبر کو مبعوث اس وقت کیا جاتا ہے جب معاشرہ کو نئے ضابطوں کی ضرورت ہوتی ہے یا تو لوگ تعلیمات بھلا چکے ہوتے ہیں تو ضرورت ہوتی ہے کہ انہیں تعلیمات ازسرنو دیئے جائیں۔ یا وقت اور حالات کی وجہ سے قانون لوگوں پر گراں گزرتا ہے تو اس میں تخفیف اور ترمیم کردی جاتی ہے اسی تخفیف اور ترمیم کو لوگوں تک پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔ اسی مقصد کے لیے پیغمبر بھیجا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے حوالے سے فرمایا ارشاد ہے:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ (۲)

(درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہیں میں سے ایک ایسا پیغمبر اُٹھایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (۳)

(پس آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے) جو اس پیغمبر نبی امّی ﷺ کی پیروی اختیار کریں جس کا ذکر انہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے بدی سے روکتا ہے ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔اور ان پر سے وہ بوجھ اُتارتا ہے جو اُن پر لدے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔ لہٰذا جو لوگ اس پر ایمان لائیں اور اس کی حمایت اور نصرت کریں اور روشنی کی پیروی اختیار کریں جو اس کے ساتھ نازل کی گئی ہے، وہی فلاح پانے والے ہیں)

پیغمبر کے بنیادی فرائض میں معروف کا حکم دینا، منکر سے روکنا، پاک اشیاء کو حلال اور ناپاک کو حرام قرار دینا، کتاب وحکمت کی تعلیم دینا، اپنے ماننے والوں سے بے جا بوجھ ہٹانا، یا اگر غیر ضروری امور میں گھرے ہوئے ہوں تو ان سے ان کو نکالنا شامل ہے۔

مجموعی طور پر ان تمام تعلیمات کا مقصد انسان کو اس کی ضرورت کے مطابق راہنمائی فراہم کرنا ہے ان میں نہ تو ہر وقت تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی ہر پیغمبر کلی طور پر دوسرے پیغمبر کی تعلیمات کی تنسیخ کے لیے مبعوث ہوتا ہے۔ اسی حوالے سے یہ نظریہ بالکل غلط ٹھہرتا ہے کہ ہر پیغمبر جو شریعت لائے اسی شریعت نے پچھلی شریعتوں کو کلی طور پر منسوخ کیا، بلکہ بات اس کے برعکس ہے۔ ہر پیغمبر اپنے سابقہ پیغمبروں کی تعلیمات کی تصدیق کرتا ہے اور ان پر ایمان کو اپنے ماننے والوں کے لیے لازم قرار دیتا ہے۔ اگر کلی تنسیخ کا طریقہ مان لیا جائے تو سمجھا یہ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کا قانون تجرباتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ حکیم ،علیم اور دانا ہے اس کے دیے ہوئے قانون میں یہ صورت ممکن نہیں۔ انبیاء کی تعلیمات بنی نوع کے مسائل کا حل ہوتی ہیں وہ انسانی زندگی کے جملہ امور میں راہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ اور یہ تعلیمات عقائد، معاملات، اخلاقیات ،عبادات ،عقوبات اور دوسرے متعلقہ امور کا مجموعہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہیں۔

اگر یہ فرض کیا جائے کہ ہر پیغمبر کی شریعت نے دوسرے پیغمبر کی شریعت/تعلیمات/احکامات کو منسوخ کیا تو لامحالہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے عقائد/معاملات، اخلاقیات، عقوبات اور عبادات سب کچھ کو منسوخ کیا جبکہ ایسا ہرگز ممکن نہیں۔ ہمیں رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات سے اندازہ ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ خود بھی پچھلی شریعتوں کے احکامات کے اس وقت تک پابند تھے۔ جب تک کسی حکم سے متعلق واضح تنسیخی حکم نہ آ جاتا۔ وحی کا طریقہ بھی یہی ہوتا تھا کہ یا تو پچھلے احکامات کی توثیق ہوتی تھی جیسے "کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ"[۴] (تم پر روزے اسی طرح فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پچھلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے)۔ یا پھر نئے احکامات متعارف کرائے جاتے تھے۔ اس قسم کے قوانین کا تعلق وقت اور حالات کے ساتھ ہوتا تھا۔ رسول پچھلی شریعتوں کے پابند ہوتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کی اس قسم کی پابندی کا کئی جگہوں سے معلوم ہوتا ہے۔ تحویل قبلہ سے متعلق حکم کو لیجیے، قرآن کریم میں بیت المقدس کی طرف رُخ کرنے کا کہیں بھی تذکرہ نہیں، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوائل میں مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کریں۔ حالانکہ ان کی اپنی خواہش تھی کہ ان کا قبلہ بیت اللہ ٹھہر جائے۔ قبلہ کی تبدیلی کے لیے ان کی بے تابی کا تذکرہ قرآن کریم نے تبدیلی قبلہ کے حکم میں کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار حاصل نہیں تھا کہ پچھلی شریعت میں مقرر کردہ قبلہ از خود تبدیل کریں۔ اپنے آپ کو پچھلی شریعت کا پابند سمجھتے رہے اور بیت المقدس کی طرف رُخ کرتے ہوئے نماز ادا کرتے رہے۔ یہ پابندی اس وقت تک برقرار رہی جب تک تبدیلی قبلہ کا باقاعدہ حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبلہ تبدیل کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی اس خواہش کا تذکرہ بھی فرمایا۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿ قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبۡلَةً تَرۡضٰهَا فَوَلِّ وَجۡهَكَ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ﴾(۴)

(ہم آپ کا بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھانا دیکھ رہے ہیں۔ سو ہم آپ کا قبلہ وہی بدل دیں گے جو آپ کو پسند ہے۔ پس آپ (نماز میں) اپنا رُخ مسجد حرام کی طرف موڑ دیں جہاں کہیں بھی تم ہوں اپنے رُخ اسی (مسجد حرام کی) طرف کریں۔

نبی اکرم ﷺ تحویل قبلہ کے لیے مصروف دعا رہتے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے انتظار میں آپ ﷺ کی نگاہیں آسمان کی طرف بار بار اٹھتی رہتیں۔ ایک روز سرورِ عالم ﷺ بشر بن البراء بن معرور کی والدہ کی ملاقات کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے ان کا گھر بنی سلمہ کے محلّہ میں تھا۔ بشر کی والدہ نے دوپہر کے کھانے کا اہتمام بھی کیا۔ اسی اثنا میں نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حسب معمول بیت المقدس کی طرف رُخ انور کر کے نماز ظہر پڑھنی شروع کی۔ جب دو رکعتیں پڑھ چکے تو جبرئیل امین حاضر ہوئے اور اشارہ کیا کہ آپ کعبہ شریف کی طرف روئے انور پھیر کر بقیہ نماز مکمل کریں۔ حکم الٰہی ملتے ہی نبی اکرم ﷺ نے نماز کی حالت میں ہی اپنا رخ کعبہ مشرفہ کی طرف پھیر لیا اور آپ کی اقتدا میں میں تمام نمازیوں نے بھی بلا تامل اپنے منہ بیت المقدس سے پھیر کر کعبۃ اللہ کی طرف کر لیے۔ کیونکہ مدینہ طیبہ سے بیت المقدس جانب شمال ہے اور کعبہ شریف اس کے بالمقابل جانب جنوب ہے۔ اس لیے اس تبدیلی کا نتیجہ یہ ہوا کہ پیچھے جہاں مستورات نماز ادا کر رہی تھیں، وہاں مرد آ کر کھڑے ہو گئے اور ان کی جگہ مستورات آ کر کھڑی ہو گئیں، اسی لیے یہ مسجد، مسجد قبلتین کے نام سے مشہور ہوئی۔(۶)

جنگ بدر کا واقعہ بھی اس حوالے سے خاصی اہمیت کا حامل ہے۔ تاریخ میں یہ بات مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انتہائی بے سروسامانی کے باوجود جنگ میں حصّہ لیا۔ جنگ میں شریک صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد ۳۱۳ تھی۔ جنگی سامان نہ ہونے کے برابر تھا۔ اس کے باوجود اپنے سے کئی گنا زیادہ دشمن کا مقابلہ کر کے جب کامیابی سے ہم کنار ہوئے تو قیدی بھی ہاتھ آئے اور مالِ غنیمت بھی۔ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قیدیوں اور مالِ غنیمت کے سلسلے میں مشورہ کیا۔ حضرت ابو بکر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدیقؓ نے مشورہ دیا کہ وہ رشتہ دار افراد ہیں، ان سے فدیہ لیں۔ اسی طرح ہم کافروں کے مقابلے میں طاقتور ہو جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کی رائے پر فیصلہ دیا۔ پچھلی شریعتوں میں مالِ غنیمت اور قیدیوں کے بارے میں احکامات رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلے سے بالکل مختلف تھے۔ پچھلی شریعتوں میں مالِ غنیمت کو جلایا جاتا تھا اور قیدیوں کو قتل کرنا ہوتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ کو چاہیے تھا کہ پچھلی شریعت کے مطابق فیصلہ کرتے۔ مالِ غنیمت کو جلاتے اور قیدیوں کو قتل کرتے۔ لیکن فیصلہ اس سے مختلف ہوا یعنی مالِ غنیمت کو صحابہ کرام میں تقسیم فرمایا اور قیدیوں سے فدیہ لے کر رخصت کیا جس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے تنبیہہ آئی۔ نبی کریم ﷺ اور حضرت صدیقِ اکبرؓ عتابِ ربانی سن کر رو پڑے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رونے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

((ابکی للذی عرض علی اصحابك من اخذ هم الفداء لقد عرض علی عذاب هم ادنی من هذه الشجرة .)) (۷)

(تیرے ساتھیوں پر فدیہ لینے کی وجہ سے منجانب اللہ جو عذاب پیش کیا گیا اس کی وجہ سے روتا ہوں، میرے سامنے ان کا عذاب اس درخت کے قریب پیش کیا گیا)

اس سے مقصود فقط تنبیہہ تھی بعد میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اس وقت عذاب آتا تو سوائے عمر کے کوئی نہ بچتا اور ایک روایت میں ہے کہ اور سوائے سعد بن معاذ کے۔ (۸)

رسول اللہ ﷺ کو جو تنبیہہ کی گئی اس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح سے ہے:

﴿ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ٥ لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾ (۹)

(نبی کے لیے یہ شایانِ شان نہیں کہ اس کے قیدی رہیں جب تک وہ زمین میں اچھی طرح خون ریزی نہ کر لے، تم لوگ دنیا کے اسباب چاہتے ہو اور اللہ آخرت کو چاہتا ہے اگر اللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حکم پہلے سے نہ ہو چکا ہوتا تو جو حکم تم نے اختیار کیا ہے اس کے سلسلے میں تم پر کوئی سخت سزا نازل ہوتی)

اس پورے واقعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں کو پچھلی شریعتوں کے احکامات کی نوعیت کو سمجھانے کے سلسلے میں ان کی تربیت مقصود تھی، ان کو بتانا یہ تھا کہ پچھلی شریعتوں کو اس وقت تک نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ جب تک ان سے متعلق باقاعدہ تنسیخ کا حکم نازل نہ ہو۔ حکم پر عمل درآمد اسی شریعت میں اسی طرح ہوگی جس طرح پچھلی شریعت میں ہوتی رہی۔ رسول اکرم ﷺ پچھلی شریعتوں کے احکام کے پابند تھے اور یہی وہ ربط ہے جو موجودہ شریعت کا دوسری شرائع کے ساتھ ہے۔ اسلامی قوانین کے درمیان نہ ٹوٹنے والا واضح رشتہ ہے جو ہمیشہ سے قائم ہے۔

ایک اور اہم مسئلہ شادی شدہ زانی یا زانیہ کی سزا کا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے شادی شدہ زانی اور زانیہ کو سزائے رجم دی۔ چوں کہ یہ سزا رسول اکرم ﷺ نے دی اس وجہ سے لوگ کبھی حدیث کی قرآن پر سبقت کی بات کرتے ہیں اور کبھی نادانی میں یہ کہا جاتا ہے کہ رجم کی سزا سے متعلق قرآنی حکم نازل ہوا تھا۔ مٹھی بھر کچھ لوگ اس سزا سے انکار بھی کرتے ہیں یا پھر اسے حد کی سزا نہیں مانتے، حالانکہ قرآن کریم میں نہ ہونے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ یہ حکم خداوند تعالیٰ کی جانب سے نہیں۔ اس سے پہلے میں نے حوالہ دیا کہ بیت المقدس کے قبلۂ اوّل ہونے کا تذکرہ قرآن کریم میں نہیں۔ اس کے باوجود ہم اسے قبلہ اوّل مانتے ہیں۔ اسلامی احکامات ہم صرف قرآن کریم سے حاصل نہیں کرتے بلکہ دیگر انبیائے کرام سے بھی۔ تمام پیغمبروں کی تعلیمات اسلام کا حصّہ ہیں، یہ الگ بات ہے کہ ان تعلیمات کی توثیق یا تو خود قرآن کریم کرتا ہے یا پھر رسول اکرم ﷺ کی ذات سے اس کو توثیق ہوتی ہے۔ قرآن کریم ان ہدایات کی پیروی کا باقاعدہ حکم دیتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے: "فبھداھم اقتدہ" [10] (اے پیغمبر) ان کی ہدایت کی پیروی کر۔ رجم کے معاملہ کو اگر دوسرے زاویے سے دیکھا جائے تو قرآنِ کریم میں زانی اور زانیہ کی سزا کا تذکرہ ہے جس میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی کوئی تخصیص نہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد خداوندی ہے:

﴿ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (۱۱)

(زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملے میں تم کو دامن گیر نہ ہو اگر تم اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور اُن کو سزا دیتے وقت اہلِ ایمان کا ایک گروہ موجود رہے)

اگر یہ مان لیا جائے کہ رجم کی سزا اسلامی نہیں اور اسلامی ہونے کے لیے یہ سزا بھی قرآن میں ہونی چاہیے تو پھر رسول اللہ ﷺ کے سزائے رجم کے اجراء کا یہ مطلب لیا جائے گا کہ گویا رسول اکرم ﷺ نے الٰہی حکم کی خلاف ورزی کی۔ حالانکہ رسول ایسا کر ہی نہیں سکتے تھے۔ جبکہ قرآن کا ارشاد ہے:

﴿ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ﴾ (۱۲)

(کہ ان کے درمیان اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ کیجیے حق آ جانے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی مت کیجیے۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول ﷺ اپنے فرائض منصبی کے حوالے سے قانون کے اصل منبع اور مرجع کی نشاندہی کرتے ہیں قانون کے اطلاق کا سارا procedure قرآن کریم خود واضح کرتا ہے۔ یہاں "فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ" (۱۳) سے صرف قرآن کریم مراد نہیں بلکہ موجودہ شریعت اور پچھلی شریعتوں کے وہ تمام احکامات مراد ہیں جن کی تنسیخ نہیں ہوئی۔ سزائے رجم کی تنسیخ کی اگر ضرورت ہوتی تو اس شریعت میں ہو جاتی جو کہ نہیں ہوئی۔ حکم برقرار رہ گیا اور رسول اکرم ﷺ نے اس حکم کو زندہ فرمایا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی شدہ زانیوں سے متعلق قانون پچھلی شریعت میں موجود تھا۔ رسول اکرم ﷺ اس قانون کے پابند تھے اور وہ پہلے سے رائج قانون کی خلاف ورزی کر نہیں سکتے تھے۔ پہلے سے مقررہ سزا کو رسول اکرم ﷺ نے نافذ فرمایا، اس کا تذکرہ توریت میں آج بھی موجود ہے۔

''اگر تیرے درمیان تیسری بستیوں میں......کہیں کوئی مرد یا عورت ملے جس نے...... یہ بدکاری کی ہو...... اگر یہ ٹھیک ہو اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے......تو اس مرد یا عورت کو جس نے یہ برا کام کیا ہو باہر پھاٹکوں پر نکال لے جانا اور ان کو ایسا سنگسار کرنا کہ وہ مر جائیں۔'' (۱۴)

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ شریعت میں زنا سے متعلق حکم سورۃ النور کی آیت ''اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِی فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِأَةَ جَلْدَةٍ'' (۱۵) کہ زانیہ اور زانی ہر ایک کو سو سو کوڑوں کی سزا دو۔ اس سزا کو رسول اکرم ﷺ نے غیر شادی شدہ تک محدود کر دیا۔

ناسخ و منسوخ سے متعلق یہ غلط فہمی نہ صرف شریعت محمدیہ اور دوسری شرائع کے اس گہرے ربط اور تعلق سے متعلق پائی جاتی ہے بلکہ قرآن کریم کے اندر بھی بعض لوگ اس فلسفے کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ناسخ و منسوخ کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہر جگہ اس کے اطلاق کی جگہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالی جائے۔

مثلاً: سورۃ نساء کی درج ذیل آیت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ سورۃ النور کی ایک ''اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِی'' سے منسوخ ہوئی ہے۔ سورۃ نساء میں ہے: ''وَ الّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا'' (۱۶) (تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کی مرتکب ہوں ان پر اپنے میں سے چار آدمیوں کی گواہی لو اگر چار آدمی گواہی دے دیں تو ان کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ ان کو موت آئے یا اللہ ان کا کوئی راستہ نکال لے) اور دوسری آیت ''وَ الَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَ اَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا'' (۱۷) (اور تم میں سے جو دو اس فعل کا ارتکاب کریں ان کو اذیت ناک سزا دو پس اگر وہ توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں تو انہیں چھوڑ دو کہ اللہ بہت توبہ کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے) حقیقت یہ ہے النور کی آیت ''اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِی'' زنا سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق ہے اور اس کا ان دونوں آیات کے ساتھ وہ تعلق نہیں جو بتایا جا رہا ہے۔

سورۂ نساء کی یہ درج بالا آیات فحش کاموں سے متعلق ہیں۔ "وَ الّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَۃَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ" میں کہیں بھی زنا کا تذکرہ نہیں اور نہ اس میں مرد کا تذکرہ ہے بلکہ یہ عورتوں تک محدود ہے "اللّٰتی" جمع ہے "التی" کا اور یہ صیغہ مونث کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مفسرین کی اکثریت نے کہا ہے کہ یہ زنا سے متعلق ابتدائی احکامات ہیں اور ان کو سورۃ النور کی مذکورہ آیت نے منسوخ کر دیا ہے جبکہ بعض مفسرین ان آیات کی سورۃ النور کی آیت سے تنسیخ کے قائل نہیں، یہ رائے زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے اور حقیقت سے قریب تر بھی۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ شارع حقیقی ایک فحاشی کا تذکرہ کر لے۔ اس کے لیے سزا تجویز کرے اور دوسرے قریب تر امور کو نظر انداز کرے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں آیات کا زنا سے کوئی تعلق نہیں پہلی آیت "وَ الّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَۃَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ"[۱۸] کا تعلق مساحقت Lesbianism سے ہے جس کے لیے قرآن کریم نے عمر قید کی سزا تجویز کی ہے۔ جبکہ دوسری آیت "وَ الَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْکُمْ" کا تعلق غیر فطری کاموں (sodomy) سے ہے۔ غیر فطری کام کے ارتکاب والوں کے لیے قرآن اذیت ناک سزا تجویز کرتا ہے۔ اس میں "یَاْتِیٰنِهَا" میں "ھا" کی ضمیر "فاحشہ" کی طرف راجح ہے۔ جس سے غیر فطری عمل مراد ہے۔

اس کی طرف سورۃ النمل کی آیت میں اشارہ بھی موجود ہے: ارشاد خداوندی ہے "وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَۃَ" [۱۹] اور جب لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کیا تم بے حیائی کے کام کرتے ہو۔"

یہاں بے حیائی سے غیر فطری (sodomy) کام مراد ہے، جو دو افراد کے فعل بد کو کہتے ہیں۔

جہاں تک "اللّٰتی" اور "واللذان" کا تعلق ہے۔ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ زنا سے متعلق یہ ابتدائی احکام ہیں تو "واللذان" سے مقصد پورا ہو جاتا ہے اور "واللتی" کا یہاں لانا بے کار معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلی آیت میں بلاشرکت غیرے عورتیں مراد ہیں اور دوسری آیت "واللذان" میں عورتوں کا احتمال ہو سکتا ہے لیکن مجاہدؒ کے اس قول سے کہ "نزلت فی الرجلین اذا فعلا" کہ یہ دو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افراد کے فعل بد سے متعلق نازل ہوئی۔'' دونوں کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ اگر ناسخ و منسوخ کے بے جا استعمال سے صرف نظر کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تینوں آیات فحاشی کے امور سے متعلق ہیں۔ ایک کا تعلق نا fornication کے ساتھ ہے، دوسری کا تعلق مساحقت Lesbionism کے ساتھ ہے اور جبکہ تیسری کا تعلق غیر فطری عمل یا sodomy سے ہے۔

وراثت سے متعلق مندرجہ ذیل آیت کو لیجئے۔ اس کے بارے میں اکثریت کی یہ رائے ہے کہ درج ذیل آیت کی تنسیخ سورۂ نساء کی آیت ''يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ'' [۲۰] سے ہوئی۔ ارشاد ربانی ہے: ''كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَ نِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ'' [۲۱] (تم پر فرض ہے کہ جب تم میں سے کسی پر موت واقع ہو اگر اس نے ترکہ چھوڑا ہو تو وہ وصیت کرے والدین اور اقربین کے لیے معروف طریقے سے یہ متقین کے اوپر حق ہے)

یہ ایک اور غلط فہمی ہے جو ناسخ اور منسوخ کی بنیاد پر پیدا ہوئی ہے۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ آیت میراث کا تعلق ان رشتہ داروں سے ہے جو وراثت کے حق دار یا اہل قرار پاتے ہیں جبکہ مذکورہ آیت کا تعلق ان رشتہ داروں سے ہے جو وراثت پانے کی کسی بھی وجہ سے اہل قرار نہیں پاتے۔

لازمی بات ہے کہ غیر مسلم والدین اور اقربا یا محروم ولاوارث افراد سورۂ نساء کی آیات کے تحت وراثت نہیں پا سکتے لیکن سورۂ بقرہ کی آیت ۱۸۰ کے تحت متوفی اور متوفیہ کو اسلام پابند کرتا ہے کہ وہ اپنی حیات میں اپنے محروم قریبی رشتہ داروں کے لیے وصیت کریں اور یہ وہ پہلو ہے جس سے کسی بھی صورت میں انکار ممکن نہیں، مثلاً: والدین اگر غیر مسلم ہوں تو کیا اس مذکورہ آیت کا اطلاق ان کے حوالے سے نہیں ہوگا جبکہ قرآن کی دوسری آیات ''وبالوالدین احسانا'' (والدین کے ساتھ احسان کرو) کا حکم دیتی ہیں۔ والدین اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے۔ یہی آیت ان کو اپنا حق بھی دلاتی ہے اور اولاد کو پابند بھی کرتی ہے کہ ان کے ساتھ اسلامی تعلیمات کے تحت اچھا برتاؤ کریں۔ مولانا عبید اللہ سندھی فرماتے ہیں کہ اگر ایک مسلم صاحب جائیداد کی ماں بدستور اپنے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب پر قائم ہے تو وہ بطور وصیت اسے اپنی جائیداد کا حصّہ دے سکتا ہے۔[۲۲]

درج بالا موضوع تحقیق طلب ہے اور تقاضا کرتا ہے کہ اسی حوالے سے قرآن کریم اور سنت رسول کے ان پہلوؤں کو تلاش کیا جائے جہاں قرآنی احکامات سے ناسخ ومنسوخ کے غیر ضروری اطلاق کی وجہ سے استفادہ نہیں ہوسکتا۔ قرآن کریم اور سنت رسول کیا ایسے احکام بھی ہیں جن کا اطلاق ایک فرد پر ہوتا ہے اور دوسرے پر نہیں، یعنی ان میں عمومیت نہیں ہوتی۔ انفرادی احکام سے استفادہ کی صورت میں فرائض اور حقوق اور معاشرتی مسائل کے حل میں آسانی پیدا ہوگی۔ یہی قرآن کا مقصود ہے۔ اگر کسی مسئلے کا حل قرآن میں پہلے سے موجود ہو تو ہم اس مسئلے کے حل کے لیے کسی اور کی رائے کی طرف کیوں رجوع کریں گے؟۔

مولانا عبیداللہ سندھی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: **قیل هذه الآية منسوخة باية الميراث وهو غلط**"[۲۳] کہ اس آیت کے بارے میں کہا جاتا کہ آیت میراث نے اسے منسوخ کیا ہے جبکہ یہ غلط ہے۔ پوتے اور نواسے یقینی طور پر اقرباء میں سے ہوتے ہیں اگر وہ کسی حالت میں قریب تر کی وجہ سے محروم ہوتے ہیں تو ان کا حق بنتا ہے کہ ان کے حقوق کا تحفظ کیا جائے اور ان کو محرومی سے بچایا جائے۔ یہی آیت ان کو حق دلوانے میں معاون ہوسکتی ہے۔ اگر آج ہم اس آیت پر عمل درآمد کریں تو پوتوں اور نواسوں کو وراثت میں شریک کرنے کا مسئلہ ہمیشہ اور احسن طریقے سے حل ہوسکتا ہے۔

اس طرح بیوہ اور طلاق شدہ عورتوں سے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

﴿ وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴾[۲۴]

(اور جو لوگ مر جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ وصیت کریں اپنی بیویوں کے واسطے ایک سال خرچ کے واسطے گھر سے نہ نکالتے ہوئے پھر اگر وہ بیویاں اپنے آپ نکل جائیں تو تم پر کچھ گناہ نہیں جو وہ اپنے حوالے سے معروف طریقے سے کریں۔ اور اللہ زبردست

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت والا ہے۔ پرہیزگاروں کے اوپر لازم ہے کہ وہ طلاق شدہ عورتوں کو معروف طریقے سے خرچ دیں)

اس آیت کے بارے میں بھی کہا گیا ہے کہ اسے "وَ الَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَ یَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا "(۲۵) نے منسوخ کر دیا ہے۔

مولانا عبیداللہ سندھی فرماتے ہیں کہ یہ احکام احسان کے درجے کے ہیں۔ اس آیت سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ پرہیزگار حضرات کے لیے یہ اختیار کرنا بہتر ہے۔ یہ حکم استحباب کے دائرے میں آتا ہے کہ مرنے والا بیواؤں کو ایک سال تک گھر میں رہنے دے اور ان کا خرچ بھی دیں لیکن اگر وہ اچھے طریقے سے خود نکلیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔(۲۶)

علمائے متقدمین نے نسخ کے مفہوم کو وسیع جان کر قرآن کریم میں زیادہ منسوخ آیات کی نشاندہی کی۔ جبکہ ان کے مقابلے میں متاخرین نے اسے محدود کر دیا۔ متاخرین علماء میں سے علامہ جلال الدین سیوطی نے قرآن کریم میں اُنیس آیات کو منسوخ بتایا ہے جبکہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ان میں سے صرف پانچ کو منسوخ قرار دیا ہے۔ ناسخ و منسوخ کے تصور سے مفر نہیں وقت اور حالات کا ساتھ دینے والے قانون کے لیے یہ ناگزیر اور مبنی بر حکمت بھی ہے۔

قرآن کریم کا نزول تدریجی طور پر ہوا۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی قرآن کریم کی روشنی میں جہاں جہاں راہنمائی فرمائی اس میں بھی اسی حکمت کو پیش نظر رکھا۔ زمانے اور لوگوں کے حالات بدلنے کے ساتھ ساتھ قانون میں بھی لچک رکھی گئی یا پھر بالکل مختلف قوانین بھی دیے گئے۔ بعض اصول ایسے دیے گئے جو قانون کے ظاہر پر عمل کے بجائے باطن پر عمل کے نشان دہی کرتے رہے۔ مثلاً: ضرورت کے وقت حرام چیز کا مباح ہونا یا مثال کے طور پر کسی چیز کو حرام قرار دیا گیا اور ساتھ یہ بھی کہا گیا۔

فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ (۲۷) یعنی جو اضطرار میں ہوا اور باغی نہ ہو اور نہ تجاوز کرنے والا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ قانون کا عمومی مقصد یہ تھا کہ جب قانون سے مقصد حاصل نہیں ہوتا ہو اور ضرورت ہو تو تبدیلی ناگزیر ہوگی۔ بعض جگہ یہ تبدیلی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمایاں ہوتی ہے اور بعض جگہ وضاحت طلب، منسوخ شدہ آیات کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان پر عمل روک دیا گیا ہے۔ حالات اگر تقاضا کرتے ہیں تو ان سے استفادہ آج بھی ممکن ہے اور مستحسن بھی۔

وما علینا الاّ البلاغ

❁❁❁❁

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی وحوالہ جات

۱۔ القرآن ۲:۲۸۵۔
۲۔ القرآن ۳:۱۶۴۔
۳۔ القرآن ۷:۱۵۷۔
۴۔ القرآن ۲:۱۸۳۔
۵۔ القرآن ۲:۱۴۴۔
۶۔ الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی (ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ لاہور) ص ۴۱۳۔
۷۔ مسلم، الجامع الصحیح (نور محمد کتب خانہ، کراچی) ۲/۹۳۔
۸۔ زرقانی، شرح مواہب (دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان) ۱/۴۴۲۔
۹۔ القرآن ۸:۶۷-۶۸۔
۱۰۔ القرآن ۶:۹۰۔
۱۱۔ القرآن ۲:۲۴۔
۱۲۔ القرآن ۵:۴۸۱۔
۱۳۔ ایضاً۔
۱۴۔ کتاب مقدس استثنا، باب ۱۲۔
۱۵۔ القرآن ۲:۲۴
۱۶۔ القرآن ۴:۱۵۔
۱۷۔ القرآن ۴:۱۶۔
۱۸۔ القرآن ۴:۱۵۔
۱۹۔ القرآن ۲۷:۵۴۔
۲۰۔ القرآن ۴:۱۱۔
۲۱۔ القرآن ۲:۱۸۰۔
۲۲۔ سندھی، عبید اللہ، امام، المقام المحمود، (ناشر غلام مصطفیٰ قاسمی، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، صدر حیدر آباد) ۱/۱۲۲۔
۲۳۔ ایضاً۔
۲۴۔ القرآن ۲:۲۴۰۔
۲۵۔ القرآن ۲:۲۳۴۔
۲۶۔ المقام المحمود، ۱/۱۲۸۔
۲۷۔ القرآن ۲/۱۷۳۔

❀❀❀❀

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ قرآن حکیم
آغاز وارتقا اور مشکلات ومسائل

ڈاکٹر محمود الحسن عارف ☆

ترجمہ کے لفظی معنی ...... کسی مصنف کے خیالات کو اپنی زبان کا جامہ پہنانے اور اُسے اپنے الفاظ وکلمات کے سانچے میں اس طرح ڈھالنے کے ہیں کہ ترجمہ اور تالیف میں کچھ فرق معلوم نہ ہو(۱)۔

دنیا میں ترجمے کی روایت کا آغاز کب اور کیسے ہوا...... یہ ایک سربستہ راز ہے...... اور اب تک اُسے منکشف نہیں کیا جاسکا...... اور غالباً ... مستقبل قریب میں بھی ایسا ممکن نظر نہیں آتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی اساس انسانی ضرورت پر ہے اور انسانی ضرورت اس وقت پیدا ہوگئی تھی، جب حضرت انسان نے...... اپنے قدموں کے ساتھ اس ''دھرتی'' کو آباد کیا تھا اور انسانوں کو ایک دوسرے کی بات سمجھنے کی ضرورت پیش آئی تھی۔

قرآن کریم میں انسانی رنگتوں اور زبانوں یا بولیوں کے اختلاف کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں شمار کیا گیا ہے(۱)۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کی...... دنیا میں آبادکاری کے کچھ ہی عرصے کے بعد ...... جب انسانوں کی بولیوں میں یہ اختلاف اور تنوّع پیدا ہوا، تو انہیں...... ایک دوسرے کے قریب آنے اور ایک دوسرے کی بات کو سمجھنے کے لیے.....ترجمے کی ضرورت پیش آئی ہوگی، اور یوں قدیم زمانے سے ہی ترجمے کی ابتدا ہوگئی تھی،...پھر ...رفتہ رفتہ دو باتوں نے اس تحریک کو مزید طاقت اور قوت عطا کی: ان میں سے پہلی بات دنیا میں بڑی بڑی بادشاہتوں کا قیام اور دوسری بڑے آسمانی

☆ صدر شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذاہب کا نزول تھا، ان دونوں ضرورتوں کے تحت...... ترجمے کی روایت میں پختگی اور باقاعدگی پیدا ہوئی اور یوں ترجمے نے...دنیا میں...ایک اہم ادبی صنف کے طور پر اپنے قدم مضبوطی سے جما لیے۔

پھر جب تہذیبوں اور مذاہب نے...ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں سفر کرنا شروع کیا، تو ترجمے کی اس روایت کو مزید شہ ملی، جس کا سبب یہ تھا کہ تہذیبوں کو اپنی وضاحت اور مذہبی کتابوں کو تبلیغ اور دعوت کے لیے تراجم کی ضرورت تھی، اسی لیے...... یہ روایت دن بدن پختہ سے پختہ تر ہوتی چلی گئی، حتیٰ کہ دنیا میں بہت سی کتابوں کے تراجم رہ گئے اور ان کی ''اصل'' دنیا کے اندھیروں میں کہیں گم ہو گئی... اس سلسلے میں سب سے نمایاں مثال تورات اور انجیل کی ہے،...ان دونوں کتب کی اصل...صدیوں پہلے...ناپید ہوگئی تھی اور دنیا صدیوں سے...ان کے ترجمے پر اکتفا کر رہی ہے۔ (۳)

۲- اسلامی دور میں ترجمے کی روایت کا آغاز

پھر جب آنحضور ﷺ دنیا میں...پیغمبر امن و سلامتی...بن کر تشریف لائے اور دنیا میں علم و ادب کے ایک نئے اور وسیع جہان نے جنم لیا...تو اس وقت عرب دنیا تحریر و کتابت کے ساتھ ساتھ، ترجمے کی اس پختہ روایت سے بھی آگاہ تھی، پھر اسلام کو...تہذیبی اور علمی طور پر، ایسی سرزمین ملی تھی...جو اسلامی تہذیب و تمدن اور دعوت و اصلاح کو قبول کرنے اور اُسے نشوونما دینے کے لیے موزوں ترین بھی تھی اور پوری طرح تیار اور مستعد بھی تھی۔ اسی لیے...مسلمانوں کے ہاں...ترجمے کی روایت کی ابتدا بالکل ابتدائی دور سے ہوگئی تھی...اور مسلمان شروع سے ہی اس فن کی اہمیت اور نزاکت سے واقف و آگاہ ہو گئے تھے۔

ترجمہ کی روایت کو آگے بڑھانے کے لیے دوسری زبانوں کے الفاظ و کلمات سے آگاہی ضروری ہے...اور اس بات پر بہت سے مفسرین کا اتفاق ہے کہ قرآن حکیم میں ... دوسری یا اجنبی زبانوں کے...دو چار نہیں، بلکہ بیسیوں الفاظ و کلمات استعمال ہوئے ہیں...جن میں سابق انبیاء علیھم السلام سے لے کر... پرانی قوموں...تہذیبوں اور قدیم مقامات تک کے نام شامل ہیں،...جس سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں ''ترجمے'' کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے(۴)۔

جہاں تک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کا تعلق ہے، تو اس بات پر تمام سیرت نگاروں کا اتفاق ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عرب کی مختلف بولیوں سے واقف اور آگاہ تھے اور آپ اپنے پاس آنے والے وفود سے خود انہی کی زبان میں گفتگو فرمایا کرتے تھے(۵)۔

اسی طرح آپ دوسری زبانوں کے الفاظ وکلمات کا بھی علم رکھتے تھے، چنانچہ...ایک لڑکی...سے، جو اپنے والدین کے ہمراہ حبشہ میں رہکر آئی تھی...آپ فرماتے...سنہ(۶)...جو حبشی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی حسنۃ کے ہیں...یہ دوسری زبانوں میں جزوی ترجمے کی مثال ہے۔

آنحضور ﷺ نے ۶ھ میں، صلح حدیبیہ کے بعد، عرب اور بیرون عرب کے مختلف حکمرانوں کو خطوط تحریر کیے، جن میں آپ قرآن حکیم خصوصاً سورۂ آل عمران کی آیت ۶۴: کا حوالہ دیا کرتے تھے...ان تمام خطوط کا...حکمران اپنی زبانوں میں ترجمہ کروا کر سنتے تھے، ایک ایسے ہی خط اور اس کے ترجمہ کا ذکر...صحیح البخاری میں بھی ملتا ہے(۷)۔جس میں یہ بھی ذکر ہے کہ بوزنطی حکمران ہرقل نے جناب ابوسفیان اور اس کے ہمراہیوں کو بھی اپنے دربار میں طلب کیا...اور اپنے ترجمان یا مترجم کے ذریعے...ان سے گفتگو کی...اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ ہرقل کا مترجم...اس کی باتوں کو عربی میں ترجمہ کر کے، ابوسفیان اور اس کے ہمراہیوں کو بھی بتاتا تھا، یہ عہد نبوی میں...غیر عربی میں قرآن حکیم اور سیرت طیبہ کے جزوی ترجمہ یا ابتدائی ترجمہ کی ایک مثال ہے(۸)۔

علاوہ ازیں دوسری زبانوں کو علوم اسلامیہ سے مالا مال کرنے اور اسلام کی ترجمانی کے لیے مکہ مکرمہ میں، ابتداء سے ہی ... دوسرے ممالک اور دوسری زبانوں سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرامؓ موجود تھے...جن میں سے بطور مثال...حضرت بلال حبشی، حضرت صہیب رومی، اور حضرت سلمان فارسیؓ کا ذکر کیا جا سکتا ہے...یہ صحابہ کرامؓ مختلف قوموں کی نمائندگی کرتے تھے...اور یقیناً...اسلام کی اشاعت کے زمانے میں، ان قوموں کے افراد کے لیے...ترجمہ اور ان کی تعلیم وتدریس کا ذریعہ بنے رہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں فارسی زبان میں...ترجمہ کرنے کے حوالے سے، شہرت رکھنے والی شخصیت حضرت سلمان فارسی کی ہے، جو فارس کے رہنے والے تھے اور جن کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے اہل فارس کے مطالبے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سورۂ فاتحہ کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا تھا(۸)، جبکہ یہودیوں کی زبان (سریانی) سیکھنے اور اس میں ترجمہ کرنے کے لیے حضرت زید بن ثابت کا نام کسی وضاحت کا محتاج نہیں ہے، جن کے متعلق روایت یہ ہے کہ انہوں نے...آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر...یہودیوں کی زبان سیکھی تھی اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے، یہودیوں کے خطوط کا جواب تحریر کرتے تھے، اس طرح سریانی زبان میں...سرکاری طور پر ترجمہ کرنے کی پہلی مثال ہے(۹)... اور ''ترجمہ'' کی اس روایت کو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سرپرستی حاصل رہی۔ اس طرح عہد نبوی اور عہد خلافت راشدہ میں، مسلمانوں کا دوسری زبانوں سے شغف اور ان زبانوں میں...ترجمہ کرنے کی روایت کا آغاز ہوا، جو ''ترجمہ'' کی اہمیت اور اس کی بہتر مستقبل کی نشاندہی کرتا ہے۔

۲- دور تابعین:

تابعین کے دور میں...جب اسلام کی تعلیمات کا غلغلہ...اکناف عالم تک جا پہنچا، تو ''ترجمہ'' کے حوالے سے...عہد صحابہ سے چلی آنے والی یہ روایت مزید مستحکم ہوگئی...امام محمد بن اسماعیل البخاری (م:۲۵۶ھ) اور امام مسلم بن الحجاج القشیری نے اپنی اپنی کتب میں کتاب التفسیر کے نام سے جو عنوان پیش کیے ہیں، ان میں متعدد صحابہ کرامؓ اور تابعین کے حوالے سے، مختلف قرآنی آیات کا مفہوم آسان عربی الفاظ میں بیان کیا گیا ہے، جو ترجمہ قرآن ہی کی ایک صورت ہے، اس کے علاوہ قرآن حکیم کی ابتدائی دور کی تمام عربی تفاسیر میں یہی انداز اور یہی اسلوب اختیار کیا گیا ہے، جو قرآن مجید کے ترجمہ کرنے کے جواز کی مستند ترین دلیل ہے۔

اموی دور میں...خالد بن یزید بن معاویہ نے سرکاری سرپرستی میں...''یونانی اور دوسری زبانوں کی کتب کا ترجمہ...عربی میں، شروع کروایا......تصویر کا دوسرا رخ بھی یقیناً اتنا ہی شاندار اور تابناک ہوگا، یعنی عربی کتب کا دوسری زبانوں میں ترجمہ...اگرچہ...اس کی..کوئی دستاویزی شہادت دستیاب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے، غالباً قرآن کریم اور دوسری اسلامی تعلیمات کے...عجمی زبانوں میں ترجمہ...کی ابتدا بھی اسی دور میں ہوئی ہوگی، جس کا اندازہ ہمیں ...نامور محقق، اپنے اور بعد کے ادوار کے لیے...یکساں مقتدر شخصیت امام ابوحنیفہ (۸۰-۱۵۰ء)...کے فارسی زبان میں ترجمہ کے متعلق، ان کے موقف سے ہوتا ہے کہ انہوں نے اذان، خطبہ جمعہ...حتی کہ سورۂ فاتحہ سمیت نماز میں قرآن حکیم کی فارسی زبان تلاوت کی بھی اجازت دے دی تھی۔ انہوں نے یہ اجازت دونوں صورتوں میں دی، خواہ اُسے عربی زبان اچھی طرح آتی ہو، یا نہ آتی ہو....جبکہ ان کے شاگردوں نے صرف اُس صورت میں اجازت دی، جب اُسے عربی اچھی طرح نہ آتی ہو،...امام ابوبکر الکاسانی فرماتے ہیں:

ثم الجواز کمایثبت بالقراءة بالعربیة یثبت بالقراء ة بالفارسیه عندابی حنیفه سواء کان یحسن العربیه اولایحسن(۱۰).

یہ الگ بات ہے کہ جمہور فقہا، ان کے اس موقف سے متفق نہ ہوسکے، تاہم...ان کے اس بارے میں...موقف سے اس بات کا ضرور پتہ چلتا ہے کہ اس زمانے میں قرآن حکیم کے ترجمہ کی ...روایت خصوصاً فارسی زبان میں کس قدر مستحکم اور متداول ہوچکی تھی۔

دوسری صدی ہجری اور تیسری صدی ہجری میں...''ترجمہ'' باقاعدہ ایک اہم ترین شعبہ بن چکا تھا اور المامون العباسی (۹۹ھ/۸۱۳/ ۳۱۹ھ/۸۳۳ء) کے قائم کردہ دارالحکمت...کو اسلامی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل رہی اور ان تراجم کی بدولت مسلمانوں میں یونانی علوم و افکار کی اشاعت ہوئی اور مختلف قسم کی فکری اور عقلی بحثیں شروع ہوئیں، جہاں تک قرآن حکیم کا تعلق ہے، تو اس دور میں یقیناً دوسری زبانیں بھی اس کے مکمل تراجم سے مستفید ہوئیں۔

۳-برصغیر پاک و ہند میں ترجمے کی روایت کا ارتقاء

جہاں تک برعظیم پاک و ہند میں ....قرآن حکیم کے تراجم کی روایت کا تعلق ہے، تو....اس کی ابتدا... بہت پہلے ہوچکی تھی جس کی ضرورت یہاں دعوت و تبلیغ اسلام کے سلسلے میں پیش آئی تھی، معروف روایت کی رُو سے قرآن کریم کا اولین ترجمہ...سندھی زبان میں ہوا، یہ ترجمہ تیسری صدی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجری میں ایک عراقی عالم نے کیا... جو سندھ میں رہ کر سندھی زبان سیکھ چکا تھا اور یہ ترجمہ راجہ مہروک بن رائق کی ترغیب سے، مسلمانوں کے مقامی دارالحکومت منصورہ کے حاکم عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز... کے ایما پر... ہوا۔ یہ بھی مروی ہے کہ اس راجہ... نے جب سورۂ یسٰین کی آیت "قال من یحیی العظام وھی رمیم"... کا ترجمہ سنا تو وہ اپنے تخت سے اترا اور زار و قطار رونے لگا، لیکن یہ ترجمہ مرورِ ایام سے... ضائع ہو گیا اور محفوظ نہ رہ سکا[۱۲]۔

تاہم پورے ہندوستان میں پھیلے ہوئے... مسلمانوں کی سب سے زیادہ مقبول زبان اردو میں اس سے پہلے نامکمل ترجموں کی مثالیں ضرور موجود تھیں.... اور ایک ترجمہ ایسا بھی ہوا، جو مکمل قرآن کا ترجمہ تھا، مگر اُسے شائع کرنے کی نوبت نہ آسکی، مگر پورے قرآن کے ترجمہ کا باقاعدہ آغاز شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے.... صاحبزادوں شاہ رفیع الدین دھلوی اور شاہ عبدالقادر دہلویؒ کے تراجم ہائے قرآن سے ہوا۔

ہندوستان میں، اس نیک اور اہم ترین کام کی ابتدا میں تاخیر کی بڑی وجہ یہ تھی کہ یہاں یہ خیال تقویت پا چکا تھا کہ عوام الناس کی اسلام کی بنیادی اور اساسی کتب تک رسائی نہیں ہونی چاہیے، اس لیے کہ ان میں ان کتابوں کو سمجھنے کی اہلیت نہیں ہے، ان کتابوں کو سمجھنا... علما اور ماہرین کا کام ہے اور یہ بھی خیال تھا کہ قرآن کریم کا ترجمہ کرنا... درست بھی نہیں ہے۔

تاہم اللہ تعالیٰ نے .... شاہ ولی اللہ محدث دھلویؒ کو اس زمانے کے لیے مجدد بنا کر بھیجا، تو انہوں نے اپنے مجددانہ کارناموں کے ذریعے "قرآن و سنۃ" کو مرکزی اہمیت دی.... قرآن مجید... کے تراجم کو عام کرنے اور اس کے فہم کو آسان بنانے کے لیے... انہوں نے... آسان فارسی میں، قرآن کریم کا ترجمہ کیا۔ انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے... ان کے صاحبزادے... شاہ رفیع الدین نے ۱۷۷۶ء میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا، اس ترجمے کو اہل علم نے لفظی بامحاورہ اور دشوار قرار دیا ہے، تاہم شاہ عبدالقادر کا ترجمہ جو ۱۷۹۰ء میں ہوا، اپنے پیش رو ترجمے کے مقابلے میں فہم، صفائی اور اختصار کے لحاظ سے کافی بہتر ہے[۱۳]۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دونوں بزرگوں میں سے شاہ رفیع الدین کے ترجمۂ قرآن کے بجائے شاہ عبدالقادر دہلوی کے ترجمہ قرآن کو زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی، اور سچ یہ ہے کہ شاہ عبدالقادر دھلوی کا ترجمۂ قرآن، ہر پہلو اور ہر لحاظ سے بہتر ہے، اس ترجمۂ قرآن نے ...قرآن فہمی کے علاوہ خود اردو زبان کی ترویج و اشاعت میں جو کردار ادا کیا...وہ محتاج تعارف نہیں، اردو کے ایک فاضل نقاد نے بجا طور پر لکھا ہے:

> ''اردو زبان جو آج ہر لحاظ سے ہمارے کلچر اور علوم کی زبان ہے، ایسی عظمت اور وسعت حاصل نہ کرسکتی، اگر اُسے فورٹ ولیم کالج، برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی اور شاہ عبدالقادر کے ترجمے کی حمایت حاصل نہ ہوتی۔''اگر ہم اردو شاعری کی زبان کا مقابلہ شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کی نثر سے کریں، تو ہمیں ترجمے کی خوب صورتی اور تاثیر واضح طور پر نظر آئے گی (۱۴)

خود شاہ عبدالقادر دھلوی کو اپنے اس کارنامے پر فخر تھا، چنانچہ انہوں نے ...اپنے ترجمہ کے اختتام پر، درج ذیل شعر تحریر کیا ہے:

روز قیامت ہر کسی باخویش دارد نامۃ
من نیز حاضر می شوم تفسیر قرآن دربغل(۱۵)

شاہ صاحب کے بعد ...قرآن کریم کے ترجمہ کی تحریک نے ... پوری طاقت اور قوت حاصل کرلی اور اردو میں ترجمہ کی روایت ...دنیا کی بہت سی قدیم زبانوں میں ترجموں کی تحریک سے آگے نکل گئی، ...اس وقت تک بلا مبالغہ قرآن کریم کے نظم و نثر میں سیکڑوں تراجم ہو چکے ہیں، مگر یہ سلسلہ کسی طرح رکتا نظر نہیں آتا اور ... ہر سال کئی کئی نئے تراجم منظر عام پر آرہے ہیں۔

(ب) مشکلات و مسائل:

قرآن حکیم کے ترجمہ کے ارتقاء پر مختصر تمہید کے بعد، اب ہم اپنے موضوع کے دوسرے حصے کی طرف آتے ہیں...جو ''ترجمہ کی مشکلات اور اس کے مسائل'' سے متعلق ہے۔

''ترجمہ'' قرآن بظاہر تو بڑا آسان اور سادہ سا کام ہے، اور بہت سے لوگوں نے اُسے ...حد سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ سھل، بلکہ.....تماشا بنا رکھا ہے، حالانکہ یہ کانٹوں کا بیج ہے اور پل صراط کے اوپر سے گزرنا ہے، جو بلاشبہ ...بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے......ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملہ...خوب سمجھ کر منتخب کرنا پڑتا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ ترجمہ... مصنف کے خیالات کی اپنی زبان میں عکاسی کا نام ہے(۱۶)۔

ماہرین کے نزدیک ترجمہ کرتے وقت مصنف کے خیالات کی پابندی تو فرض ہے، مگر اس کے الفاظ ومحاورات اور اس کے اسلوب بیان کی تقلید ضروری نہیں۔

• جب اس اصول کا اطلاق قرآن حکیم پر کیا جاتا ہے تو یہاں صورت حال اور بھی نازک نظر آتی ہے، یہاں مترجم... کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ اُسے دونوں زبانوں یعنی عربی اس زبان پر جس میں وہ ترجمہ کر رہا ہے، عبور کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کے معانی پر بھی عبور ہونا چاہیے۔

قرآن حکیم ...کوئی عام سی کتاب نہیں ہے، یہ تو ربّ العالمین کا اتارا ہوا سب سے زیادہ مقدس اور سب سے زیادہ متبرک کلام ہے، جو اپنے الفاظ وکلمات اور اپنے مضامین و معانی کے لحاظ سے دنیا میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثال معجزہ ہے...

پھر...اپنے مضامین اور اپنے موضوعات کے پہلو سے اس میں بے حد تنوع اور وسعت پائی جاتی ہے، چنانچہ اس میں تذکیر بایام اللہ کے سلسلے میں سابق انبیاء علیھم السلام، ان کی امتوں کے قصے اور واقعات مذکور ہیں، جو علم التاریخ اور اثریات کا ایک حصہ ہے... اس میں انسانی زندگی میں بنیادی تبدیلیاں لانے اور تذکیر باحکام اللہ کے سلسلے میں، بہت سے احکام بیان ہوئے ہیں ...جو علم القانون، علم الفقہ اور علم المیراث ... کا موضوع ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی صفات، فرشتوں، اور آسمانی کتب پر ایمان لانے کا تذکرہ ہے، جو علم العقائد اور ماوراء الطبیعات کے مباحث سے متعلق ہیں،... پھر اس میں تذکیر بآلاء اللہ کے ضمن میں ...جنت، دوزخ، جزاء وسزا، آخرت، قیامت اور حشر ونشر کے بے شمار واقعات مذکور ہیں، جن کا تعلق علم القیامت یا اگلی زندگی سے ہے۔

مزید براں...اس کے اسالیب بیان میں بڑی وسعت اور بڑی گہرائی پائی جاتی ہے، اس میں قدیم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہاوتیں ضرب الامثال اور روز مرہ محاورے اور عمدہ اور بے مثل ترکیبیں ہیں، جن کا تعلق لغت، اشتقاق، علم البدیع، علم البیان، سے ہے...تو اس طرح...قرآن حکیم کے مترجم کا...ان تمام علوم وفنون اور ان موضوعات سے واقف سے ہونا ضروری ہے، تاکہ وہ قرآن حکیم کو پہلے خود سمجھ سکے اور پھر دوسروں کو سمجھا سکے۔

پھر مترجم کو اس زبان میں مہارت ہونی چاہیے، جس میں وہ ترجمہ کر رہا ہے اور بہت بیش بہا افتادہ اور متنوع اسالیب سے واقف ہونا ضروری ہے تاکہ ہر قسم کے اسلوب کے لیے کوئی متبادل اسلوب اختیار کر سکے (۱۷)۔ اس لیے ...کوئی عام ادیب، یا عام شخص اس کا ترجمہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا...

• پھر جہاں تک ترجمہ کی ''حقیقت'' اور اس کی ماہیت کا تعلق ہے، تو اوپر شاہ عبدالقادر دھلویؒ کے متعلق یہ گزر چکا ہے کہ انہوں نے اُسے تفسیر قرآن، قرار دیا ہے اور یہ بات درست ہے اس لیے کہ ترجمہ قرآن دراصل ''قرآن حکیم'' کی...چھوٹے پیمانے پر تفسیر کا دوسرا نام ہے، وجہ یہ ہے کہ ...''مترجم'' قرآن کریم کو اپنے الفاظ میں سمجھاتا ہے، اور اس طرح گویا، اس کی توضیح وتشریح کرنے کا بیڑہ اٹھاتا ہے، اس طرح دیکھا جائے، تو مترجم مختصر، مگر جامع ترین اسلوب میں، الفاظ وکلمات کی توضیح کرتا ہے، اس لیے یہ ہر کس وناکس کے بس کی بات نہیں ہے...دوسری طرف قرآن حکیم کی تفسیر کو مختصر ترین الفاظ میں ادا کرنے اور بیان کرنے کے لیے، زبان و بیان پر جو قدرت اور عبور ہونا چاہیے، وہ محتاج تعارف نہیں،....چنانچہ حاجی احمد فخری...لکھتے ہیں:

> ''روزانہ بول چال میں اپنا ماضی الضمیر ادا کر دینا اور معمولی چھپی چھپائی لکھ لینا اور بات سے اور ادیبانہ انداز سے اپنا مطلب بیان کرنا اور اس میں کشش اور گہرائی پیدا کر کے ناظرین کے دلوں پر اثر کرنا اور بات ہے، اس باب میں اہل زبان اور بیگانہ زبان ولسان، نیم تعلیم یافتہ اور فارغ التحصیل سب برابر ہیں، جب تک کوئی شخص متواتر اور پے در پے زبان کی نزاکتوں پر غور نہیں کرتا اور جب تک اپنے خیالات مختلف اور گوناگوں انداز سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پبلک کے سامنے پیش کرنے کی مشق ومزاولت بہم نہیں پہنچاتا، اس وقت تک وہ ترجمہ اور تصنیف وتالیف کی ذمہ داریوں سے سبک دوش نہیں ہوسکتا۔ (۱۸)

ترجمہ کی اسی علمی اور فنی مشکل کی بنا پر امت کا اس اصولی طور پر اس بات کا اتفاق ہے کہ ..."قرآن حکیم کا کسی اور زبان میں ترجمہ ممکن نہیں ہے"...

غالباً اس سے مراد یہ ہے کہ چونکہ قرآن حکیم کے تمام الفاظ منصوص اور وحی الٰہی سے نازل شدہ ہیں...اوران الفاظ اوران کے معانی کو...دنیا کی کسی اور زبان میں ٹھیک ٹھیک اور مکمل طور پر ادا کرنا ممکن نہیں ہے، "اصل اور ترجمہ" میں... عام طور پر جو فرق ہوتا ہے... یہاں اس میں... وحی کے الفاظ کی نزاکت... اور حساسیت کو بھی شامل کرلیا جائے، تو بات آسانی سے سمجھ آ سکتی ہے۔

۲- ترجمہ تصنیف ہے یا محض نقل:

یہاں اس امر کا جائزہ لینا بھی مناسب ہوگا... کہ ماہرین کے نزدیک ترجمہ محض نقل یا کاپی نہیں ہے، بلکہ ترجمہ... مترجم کی ایک مستقل تصنیف ہے، اس لیے ایک کامیاب اور ایک قابل تقلید مترجم وہی ہوتا ہے، جس میں مصنف بننے اور تصنیف کرنے کی صلاحیت مضمر ہوتی ہے اور ترجمہ کی گوناگوں ذمہ داریوں سے وہی شخص عہدہ برا ہوسکتا ہے، جس نے انداز بیان پر اس درجے قدرت حاصل کرلی ہو کہ جس مطلب کو جس پہلو سے چاہے ادا کرسکے"، اس لیے... ایسے لوگ اوران کے تراجم ہی قبولیت اور شہرت حاصل نہیں کرسکتے، جو لوگ بذاتِ خود اس میدان میں پیچھے ہوں۔

ایک مثالی اور معیاری ترجمے کی خصوصیت یہ ہونی چاہیے کہ وہ دیکھنے میں کسی طرح بھی ترجمہ نظر نہ آئے، بلکہ وہ ایک اورجنل تصنیف دکھائی دے۔... اسی لیے مترجم کے متعلق کہا گیا ہے:

"ترجمہ کرنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں، یہ ایک تحقیقی کام ہے، اچھے مترجم کی خصوصیات میں بہت سے امور شامل ہیں، مثلاً فن پاروں اور ادبی تخلیقوں، صاحب طرز ادیبوں اور مصنفوں کی کتب کا مطالعہ، زبان کی گرامر، الفاظ، روزمرہ استعارات وکنایات، تشبیہات، ضرب الامثال اوران زبانوں سے واقفیت جن سے اردو کی تشکیل عمل میں آئی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس میں زبان کا مزاج، رنگ ڈھنگ اور اسلوب پیرایۂ بیان بھی شامل ہے"[19]۔

اختصار کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ مترجم کے لیے تین باتیں ضروری ہیں:

۱- وہ اس زبان پر، جس سے ترجمہ کر دیا ہے اور اس زبان پر، جس میں وہ ترجمہ کر رہا ہے، کامل عبور اور قدرت رکھتا ہو۔

۲- اُسے زیر ترجمہ کے کتاب کے موضوع یا مضمون سے اگر پوری نہیں، تو کم از کم اس کے مبادیات سے واقفیت ضرور ہو۔

۳- اس کا طرز تحریر اور پیرایۂ بیان ایسا ہو کہ بات اصل مضمون میں بیان کی گئی ہے اُسے اچھی طرح سمجھ کر اس کے مفہوم کو صحیح طور پر اس طرح اپنی زبان میں منتقل کر سکے کہ قاری ترجمہ شدہ مواد کا مطالعہ کرتے وقت کسی ابہام کا شکار نہ ہونے پائے اور جو بات اصل مضمون میں بیان کی گئی ہے، اس تک قاری کے ذہن کی رسائی ہو جائے، یعنی خود صاحب اسلوب ادیب ہو[20]۔

۳- موزوں الفاظ کا استعمال

اچھے ترجموں کے لیے موزوں الفاظ کا استعمال ضروری بھی ہے مترادفات سے کام تو لیا جاسکتا ہے، لیکن ان میں سے صرف ایک لفظ ہی موزوں ترین ہوسکتا ہے، لہٰذا اچھا مترجم وہی ہے جو موقع کی مناسبت سے موزوں ترین لفظ کا انتخاب کرے، ایسا صرف اسی وقت ممکن ہے، جب مختلف لغات مترجم کے زیر مطالعہ رہیں، تاکہ وہ حسب ضرورت اپنے مطلب کا لفظ چن سکے۔ اور علمی اصطلاح کا ترجمہ اسی طرح کی اصطلاح میں کرے[21]۔

مترادفات کے استعمال کے ضمن میں اصولاً یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے، کہ ہر زبان کے الفاظ میں ایک اضافی وزن ہوتا ہے، بظاہر اکثر الفاظ ہم معنی نظر آتے ہیں اور ایک ہی لفظ کے کئی کئی معنی ہوتے ہیں، لیکن گہری نظر ڈالنے سے، ان الفاظ یا معانی میں نازک امتیازات قائم کیے جاسکتے ہیں، بلکہ اکثر یہ امتیازات پہلے سے موجود ہوتے ہیں، مثلاً ذیل کے الفاظ اردو میں بظاہر ہم معنی ہیں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عریاں، برہنہ، ننگا۔

لیکن ان کے محل استعمال پر غور کرنے سے واضح ہوگا کہ ان میں باہم کافی فرق موجود ہے، لفظ برہنہ... میں حقیقت اتنی بے نقاب نہیں ہے، جتنی کہ لفظ ننگا میں ہے اور لفظ عریاں میں اس سے بھی کم ہے... چنانچہ اگر کسی بچے کے لیے...لفظ ننگا استعمال کیا جائے..تو بالکل بجا ہوگا...اور اگر...اس کے لیے برہنہ یا عریاں لفظ استعمال کیا جائے..تو اس میں ..معنوی لحاظ سے کسی قدر عدم مطابقت پائی جاتی ہے اسی طرح اگر کسی مرد یا خاتون کا ذکر ہو تو اس کے لیے برہنہ یا عریاں کا لفظ...زیادہ موزوں اور برمحل ہوگا(۲۲)۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ بظاہر مترادف نظر آنے والے الفاظ...مترادف نہیں ہوتے اوران کے مابین کسی حد تک فرق پایا جاتا ہے، اس لیے مترجم کو مترادف الفاظ کے استعمال میں محتاط ہونا چاہیے۔

۴-اردو اور دوسری زبانوں کی کم مائگی:

پھر جیسا کہ یہ بات معلوم و مسلم ہے کہ عربی زبان ''ام الالسنہ'' ہے، اور شاید دنیا کی یہ واحد زبان ہے، جو نازک سے نازک اور مشکل سے مشکل معانی کو انتہائی جامعیت کے ساتھ ادا کرسکتی ہے، جبکہ اس کے مقابلے میں دوسری زبانیں، کافی فاصلے پر کھڑی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اسی بنا پر، دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنے والے حضرات کے لیے....قرآن حکیم کے بعض الفاظ اور بعض کلمات کے ضمن میں بے حد دقت پیش آتی ہے اور ایسے مقامات پر، اچھے اور کمزور ترجموں....اور دوسروں کی نقل اور روایت پر مبنی ترجموں میں فرق و امتیاز محسوس کیا جاسکتا ہے۔

اس کی وضاحت کے لیے درج ذیل مثالوں کا ذکر کیا جاسکتا ہے:

ا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ سے خشیت اور اس سے ڈرنے اور خوف کھانے کے لیے...کئی الفاظ و کلمات کا استعمال کیا گیا ہے، جن میں خوف، تقویٰ، خشیت اور خضوع وغیرہ کے الفاظ شامل ہیں، مگر اردو زبان میں، ان مختلف الفاظ کے مفہوم کو ادا کرنے کے لیے...صرف ڈرنے یا خوف کھانے کے الفاظ موجود ہیں، اسی لیے..مختلف لوگوں نے...ان الفاظ کے جو معانی کیے ہیں، ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تفصیل درج ذیل ہے:

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ راہ بتلاتی ہے ڈرنے والوں کو/ خدا سے ڈرنے والوں کے لیے رہنما ہے/ راہ بتلاتی ہے ڈرنے والوں کو/ ہدایت ہے پرہیز گار لوگوں کے لیے (۲۳)۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ/ تا کہ تم اس کے عذاب سے بچو/ تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ/ تمہارے بچنے کی توقع اسی صورت میں ہوسکتی ہے (۲۴)۔

وَاِيَّایَ فَاتَّقُوْنِ اور مجھ ہی سے بچتے رہو/ اور مجھی سے خوف رکھو/ اور مجھ ہی سے بچتے رہو/ اور میرے غضب سے بچو (۲۵)۔

یہاں... تینوں جگہ ایک ہی لفظ کا ترجمہ تین مختلف الفاظ سے کیا گیا ہے، مگر حق یہ ہے کہ ان الفاظ سے لفظ تقویٰ کا صحیح مفہوم ادا نہیں ہوتا، اس لیے کہ تقوٰی یا اتقاء... اللہ تعالیٰ سے ڈر کر... کسی غلط کام، غلط عقیدے، یا گناہ کو چھوڑ دینا ہے،... مگر اردو میں... اس کا ٹھیک ٹھیک کوئی متبادل لفظ موجود نہیں ہے۔ اسی طرح ایک اور آیت کا مفہوم ملاحظہ ہو:

اللہ یستھزئ بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون ....

اللہ ہنسی کرتا ہے، ان سے اور ترقی دیتا ہے ان کو ان کی سرکشی میں اور حالت یہ ہے کہ وہ عقل کے اندھے ہیں/ ان منافقوں سے خدا ہنسی کرتا ہے، اور انہیں مہلت دیے جاتا ہے، کہ شرارت و سرکشی میں پڑے بہک رہے ہیں۔

/ اللہ ہنسی کرتا ہے، ان سے اور ترقی دیتا ہے ان کو سرکشی میں اور حالت یہ ہے کہ یہ عقل کے اندھے ہیں۔

/ اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے وہ ان کی رسی دراز کیے جاتا ہے اور یہ اپنی سرکشی میں اندھوں کی طرح بھٹکتے جاتے ہیں۔

/ جبکہ اللہ مذاق کر رہا ہے ان سے کہ مہلت دیئے جا رہا ہے انہیں اور وہ اپنی سرکشی میں اندھوں کی طرح بھٹک رہے ہیں (۲۶)۔

18727

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے واضح ہوتا ہے کہ استہزاء اور ''عـمـہ'' کی تشریح کے لیے.... مترجمین قرآن کے الفاظ مختلف ہیں۔

اسی طرح رب ، رحمان، خشیت، خضوع، عبادت، تشابہہ، خِداع، استہزاء، استدراک، نفاق، کفر، شرک، ایمان، یقین، عین الیقین، حق الیقین ، ہدایت، ضلالت اور فتنہ وغیرہ کے الفاظ ایسے ہیں، جس کی بنا پر یا تو ان الفاظ کو من وعن ادا کرنے کی ضرورت ہے یا پھر حواشی میں ان کی توضیح وتشریح لازمی ہے۔

۵- ترجمہ قرآن کی نزاکت وحساسیت:

جیسا کہ اوپر بیان ہوا، قرآن حکیم کا ترجمہ کرنا، دراصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی عنوان سے اترنے وحی الٰہی کو اپنی زبان میں منتقل کرنا اور الفاظ وحی کی مراد کو اپنے الفاظ میں بیان کرنا ہے، اس لیے... یہ کام مشکل ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی نازک اور حساس بھی ہے، اور چونکہ مقاصد کے لحاظ سے قرآن کریم کا ترجمہ... ''تفسیر قرآن'' ہی کا ایک حصہ ہے... گویا... مترجم قرآن، کلام مجید کو سمجھ کر، اس کا مفہوم مختصر ترین الفاظ میں یا اس کا مضمون اپنی زبان میں ادا کرتا ہے، اسی لیے ...اس پر... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مبارکہ بھی صادق آتی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

من قال فی القراٰن برایه فلیتیبوا مقعده من النار(۲۷)

''جس نے قرآن مجید کے متعلق کوئی بات اپنی طرف سے کی، تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔''

لہٰذا باقی کتب کے معاملے میں... قرآن حکیم کا ترجمہ ایک مذہبی اور دینی پہلو بھی رکھتا ہے ... اسی لیے... دنیا کی دوسری کتب کے مقابلے میں... قرآن حکیم کا ترجمہ زیادہ نزاکت اور حساسیت رکھتا ہے، اور اگر قرآن کریم کے الفاظ کی ترجمانی کرتے وقت یا اس کا معنی ومفہوم بیان کرتے وقت، اس کی تعبیر وتوضیح میں ذرا سی بھی غلطی ہوجائے تو اسے اس غلطی کا خمیازہ بھگتنا ہوگا، بشرطیکہ اس غلطی میں اس کی دانستہ سوچ کا عمل دخل ہو، اگر اُس نے دانستہ طور پر ایسی غلطی نہ کی ہو، پھر بھی اس کام کرنے پر جس کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں اہلیت موجود نہ تھی، اس کا مواخذہ ہونا لازمی ہے، پھر دوسری کتب اور قرآن حکیم کے ترجمہ میں ایک بنیادی فرق یہ بھی ہے کہ قرآن حکیم کا ترجمہ ایک مذہبی اور دینی پہلو بھی رکھتا ہے، اس لیے ترجمہ کرتے وقت ترجمہ کے الفاظ وکلمات پر بار بار اور گہرے غور وفکر اور خوب صورت اور موزوں ترین الفاظ کے انتخاب کی ضرورت ہوتی ہے، مبادا محض کسی ایک لفظ یا محض کسی ایک جملے کی بنا پر، اس کی ساری محنت اور ساری ریاضت پر پانی پھر جائے۔

اسی لیے ...اس میدان میں ...بڑے بڑے ادیب بھی بعض اوقات مات کھا جاتے ہیں، مثال کے طور پر...اردو کے ایک اعلیٰ درجہ کے ادیب نے قرآن مجید کی آیت ''اسریٰ بعبدہ''، کا ترجمہ ...''سٹک گئے'' سے کیا ہے جس پر ہمیشہ علمائے کرام نے ...ہمیشہ ناپسندیدگی کا اظہار کیا... کہ یہ لفظ..نہ تو اللہ کی شان کے مطابق ہے اور نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و بزرگی کے ساتھ زیب دیتا ہے۔

پھر دوسری کتب اور قرآن حکیم کے ترجمہ میں ایک اور بنیادی فرق یہ ہے کہ دوسری کتب کا ترجمہ مصنف اور مترجم کا ذاتی اور انفرادی معاملہ تصور ہوتا ہے...مگر قرآن حکیم کا ترجمہ ''مترجم'' کا ذاتی معاملہ نہیں ہے، بلکہ یہ پوری امت مسلمہ کا معاملہ ہے اس لیے کہ ''قرآن حکیم'' امت مسلمہ کی مذہبی اور دینی کتاب ہے اور اس کے نامناسب اور غلط سلط ترجمہ کا مطلب ...معانی قرآن میں تحریف والحاد کی کوشش ہے۔ جس کی امت مسلمہ کسی طرح بھی اجازت نہیں دے سکتی، اسی لیے قرآن حکیم کا ترجمہ...مسلمانوں کا اجتماعی معاملہ بھی ہے اور اس پر بحثیت مجموعی ''امت مسلمہ'' کو نظر اور چیک رکھنے کی ضرورت بھی ہے اور اس سلسلے میں ...تمام مکاتب فکر کے علما اور عربی اور علوم اسلامیہ کے ماہرین پر مشتمل کسی بورڈ کی ضرورت ہے...یہ کام ''قرآن بورڈ'' سے بھی لیا جاسکتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک اور خطرناک رجحان کی طرف بھی اشارہ کرنا مناسب ہوگا...بعض فرقہ وارانہ... اور گروہی مسالک کو تحفظ دینے کے لیے...قرآن کریم کے ترجموں میں حسب ضرورت اور حسب منشا ..تبدیلی شروع کردی گئی ہے، جو ایک خطرناک رجحان ہے اور کسی طرح بھی اللہ تعالیٰ کے کلام کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ایسا رویہ زیب نہیں دیتا۔ مسلکی اختلاف اپنی جگہ، لیکن قرآن حکیم ...کی عظمت و تقدیس ایسی شے ہے کہ اس سے اپنے مطلب کا مفہوم پیدا کرنے کے لیے لفظوں میں ردّوبدل کرنا ''خطرناک ترین'' اور حساس ترین معاملہ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ اب قرآن مجید کے تراجم میں بھی...اپنے اپنے مسلک کے تراجم پر انحصار اور اعتماد کیا جارہا ہے۔ اس خطرناک رجحان کو ختم کرنے کے لیے ملک کے اعلیٰ ترین مذہبی قیادت کو بڑے تحمل کے ساتھ غور وفکر کرنے اور کوئی متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح اس سے بھی زیادہ ایک ''خطرناک مسئلہ'' ہماری توجہ کا محتاج ہے...کچھ عرصے سے قرآن حکیم اور اس کے ترجمہ کو ایک ''مذاق'' اور ایک کھیل بنا دیا گیا ہے...بہت سے ریٹائرڈ خواتین و حضرات ریٹائرمنٹ کے بعد...ترجمہ قرآن کے نام سے، قرآن حکیم کو تختہ، مشق بنالیتے ہیں، حالانکہ انہیں نہ تو عربی زبان پر عبور حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی اردو زبان و ادب اور اس کے اسالیب بیان پر قدرت حاصل ہوتی ہے...یہ لوگ قرآن کریم کے دو چار ترجمہ سامنے رکھتے ہیں...اور ان کو ملا کر...ایک نیا ترجمہ تشکیل دینے کی کوشش کرتے ہیں اور چونکہ ہر مترجم...کا اپنا اسلوب اور اپنا اپنا انداز ہے، اسی لیے اس طریقے سے جو ترجمہ تشکیل پذیر ہوتا ہے۔ وہ بے حد عجیب وغریب شکل اختیار کر لیتا ہے اور اکثر ایک معمولی ترجمہ قرآن کے معیار پر بھی پورا نہیں اترتا۔ رجحان کو ختم کرنے کے لیے بھی ملک میں، کسی ایسے ادارے کی ضرورت ہے، جس کی تصدیق کے بغیر کوئی ترجمۂ قرآن اشاعت پذیر نہ ہوسکے۔

❀❀❀❀

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات وحواشی

(۱) ڈاکٹر نثار احمد قریشی، ترجمہ، روایت اور فن، مقتدرہ قومی زبان، ص ۳۔

(۲) القرآن، ۲۲/۳۰: اور اس کی نشانیوں میں سے ہے، آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا جدا جدا ہونا۔

(۳) دیکھیے: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۶/۷۰۳ تا ۷۱۳۔

(۴) دیکھیے السیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، سہیل اکیڈمی، لاہور، ۱/۱۲۵: فیما وقع بغیر لغۃ العرب،

(۵) الادب العربی و تاریخہ، ۱/۳۴ و بعد۔

(۶) البخاری، ۳/۱۲۵، باب ۲۱۔

(۷) البخاری، کتاب بدؤ الوحی، حدیث، ۵۔

(۸) السرخسی، المبسوط، مطبوعہ بیروت، دارالمعرفۃ، ۲/۱:۳۷۔

(۹) روایت کے الفاظ یہ ہیں: فقال تعلم کتاب یهود فانی لم ماآمنهم علیٰ کتابی ففعلت مامضی لی نصف شهر حتی حذقته (الاصابہ، مطبوعہ احیاء التراث العربی، بیروت، ۱/۵۶۱، عدد، ۲۸۸)۔

(۱۰) دیکھیے البخاری، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر۔

(۱۱) ابوبکر الکاسانی، بدائع الصنائع، مؤسسہ التاریخ العربی، بیروت، ۱۹۹۷ء، ص ۲۹۷۔

(۱۲) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ قاسمی، نور القرآن، (مقدمہ)، مطبوعہ ۱۴۰۱ھ، ص ۳۔

(۱۳) ڈاکٹر نثار احمد قریشی، ترجمہ روایت اور فن، مطبوعہ مقتدرہ قومی زبان، ص ۳۔

(۱۴) جیلانی کامران، تنقید کا نیا پس منظر، مکتبہ ادب جدید، پٹیالہ گراؤنڈ لاہور، ۱۹۶۴ء، ص ۶۳۔

(۱۵) شاہ عبدالقادر دہلوی، ترجمۂ قرآن۔

(۱۶) حاجی فخری، دور تراجم، ''سہ ماہی رسالہ اردو، انجمن ترقی اردو (دکن)، اکتوبر ۱۹۲۹ء، ص ۵۹۳ و بعد۔

(۱۷) ماہنامہ کتاب لاہور، جون ۱۹۸۳ء، ص ۲۱، ۲۲۔

(۱۸) ایضاً، ص ۴۲، ۴۳۔

(۱۹) ایضاً، ص ۴۳-۴۴۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز اردو نامہ لاہور مارچ ۱۹۸۳ (سالنامہ)ص ۳۱،-۴۲،مشمولہ در ترجمہ روایت فن،ص ۸۸۔

(۲۰ ترجمہ کے اصول و معیار، اردو نامہ لاہو مارچ ۱۹۸۳، سالنامہ،ص ۳۱-۴۲۔

(۲۱ ایضا،ص ۹۰-۹۱

(۲۲ ماہ نو، کراچی، ستمبر ۱۹۵۰ء،ص ۱۹-۲۲۔

(۲۳ دیکھیے علی الترتیب، ترجمہ مولانا محمود حسن شائع کردہ جامعہ اشرفیہ لاہور/ فتح الحمید، مولانا فتح محمد جالندھری/ معارف القرآن، مفتی محمد شفیع/تفہیم القرآن، مولانا مودودی۔

(۲۴ ایضاً۔

(۲۵ ایضاً۔

(۲۶ ترجمہ مولانا محمود حسن/ فتح الحمید/ معارف القرآن/تفہیم القرآن/ اردو ترجمہ سید شبیر احمد۔

(۲۷ الترمذی، الجامع السنن۔

❁❁❁❁

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اردو ترجمۂ قرآن اور لسانی ارتقاء

ڈاکٹر محمد عبداللہ ☆

اردو زبان- آغاز وارتقاء:

اردو زبان برصغیر پاک و ہند بلکہ جنوبی ایشیاء میں نہ صرف اظہار و بیان کا ایک اہم ذریعہ ہے بلکہ اسلامی تہذیب اور ادبِ اسلامی کا بہترین سرمایہ ہے۔ جس تیزی کے ساتھ اس کے ادب میں اشاعت و توسیع ہورہی ہے اس امر کا قوی امکان ہے کہ اس کا شمار بھی بین الاقوامی زبانوں میں ہونے لگے۔

ساخت کے اعتبار سے اردو ایک مخلوط قسم کی زبان ہے۔ اس کا ذخیرۂ الفاظ نحوی، صرفی قواعد، آوازیں مختلف زبانوں سے مستعار لی گئی ہیں۔ چنانچہ افعال کا طریقہ انسلاک تو مقامی ہے لیکن بہت سے اسماء باہر سے آئے ہیں۔ اصوات میں مقامی اور غیر مقامی زبانوں سے استفادہ کیا گیا ہے لیکن ان سب کا مایہ خمیر اس طرح تیار کیا گیا ہے کہ یہ زبان اب اپنی ایک آزاد اور خود مختار حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے بولنے والے دنیا کے بہت سے حصوں میں موجود ہیں۔ اس کی داخلی خوبی یہ ہے کہ یہ زبان شگفتہ اور لچک دار ہے اور فصاحت و بلاغت میں بھی اس کا انداز مختلف ہے۔ عربوں کا ہندوستان کے ساتھ اولین رابطہ تجارت کی شکل میں ہوا جو زمانہ قدیم سے قائم ہے۔ تاہم ۷۱۲ء میں سندھ کی فتح سے عربوں کا باقاعدہ اختلاط ہوا۔ مسلمانوں کی آبادیاں اولین طور پر سندھ میں قائم ہوئیں اور پھر یہ اثرات ملتان تک آئے۔ دسویں صدی عیسوی میں سلطان محمود غزنویؒ کی آمد سے فتوحات کا دائرہ وسطِ ہند تک پہنچ گیا۔ یہ واضح رہے کہ باہر سے آنے والے جتنے بھی فاتحین ہیں ان کی فوجیں بہت سی اقوام اور

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبانوں کی حامل ہوتی تھیں۔ عربی، فارسی، ترکی، افغانی اور وسط ایشیا تک باشندے اپنی زبانوں کے ساتھ لشکر میں شامل ہوتے تھے۔ سلطان مسعود غزنوی کے دور میں لاہور اسلامی ثقافت کا مرکز قرار پایا جبکہ سید علی ہجویری بھی غزنی سے لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ سلطان قطب الدین ایبک نے دہلی کو جب اپنا پایۂ تخت بنایا تو نہ صرف اسلامی سلطنت کی وسعتوں میں اضافہ ہوا بلکہ اردو زبان کا ارتقاء بھی ہونے لگا۔ خلجیوں اور تغلق کے دور میں اردو زبان نے شمال و جنوب کا سفر اختیار کیا۔ اردوزبان کے ارتقاء میں جہاں بیرون ہند سے آنے والے لشکروں نے نمایاں حصہ لیاں وہاں علمائے کرام، جنہوں نے بیرون ہند سے آکر اس خطہ کو اسلام کی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور عوام الناس سے رابطہ کے لیے مقامی زبانوں کو سیکھا، نا قابل فراموش حصہ ہے۔(۱)

زبان کوئی بھی ہو وہ فوری طور پر وجود میں نہیں آجاتی بلکہ اس کی تشکیل میں صدیاں لگتی ہیں۔ یہی معاملہ اردو زبان کے ساتھ بھی ہے۔ اردو ترکی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی لشکر یا لشکری زبان کے ہیں۔ چنانچہ محمد حسین آزاد نے ''آب حیات'' میں لکھا ہے۔

''اردوئے شاہی اور دربار میں ملے جلے الفاظ زیادہ بولتے تھے وہاں کی بولی کا نام اردو ہوگیا۔''(۲)

سرسید احمد خان نے لکھا ہے،''جو زبان شاہی بازاروں میں مروج تھی اسی کو اردو کہتے ہیں۔''

مولانا محمد حسین آزاد نے 'آب حیات' میں اردو کا آغاز وارتقاء مغل بادشاہ شاہ جہان کے دور کو قرار دیا ہے جبکہ میرامن دہلوی نے 'باغ و بہار' کے دیباچہ میں بادشاہ اکبر کے دور کو اردو کا آغاز قرار دیا ہے۔ جب اطراف واکناف سے اہل علم اس کے دربار میں جمع ہوئے۔ جبکہ سرسید کے خیال میں اردو کا ہیولیٰ خلجی سلاطین کے عہد میں تیار ہوگیا تھا لیکن اس ہیولے نے زبان کی شکل شاہ جہانی عہد میں اختیار کی۔(۳)

یہ سب آراء اپنی جگہ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اردو زبان کی بتد، ترویج وتشکیل میں مسلمانوں کا عمل دخل سب سے زیادہ ہے۔ یہ مقامی لوگوں اور مختلف زبانوں کے اختلاط سے پیدا ہوئی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ ''اردو کا ہیولیٰ سندھ کے علاقے میں تیار ہوا ہوگا کیونکہ مسلمان سب سے پہلے سندھ میں آئے۔ یہیں ان کی زبانوں عربی اور فارسی کا ہندی زبانوں سے ارتباط و اختلاط شروع ہوا، لہٰذا یہ ایک واضح اور یقینی امر ہے کہ اردو کا اصل مولد سندھ ہے۔''(۴)

ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

> ''مسلمانوں کے ساتھ یہ زبان جہاں پہنچی وہاں علاقائی اثرات کو جذب کر کے اپنی شکل بناتی رہی۔ اس کا ہیولیٰ سندھ اور ملتان میں تیار ہوا، پھر یہ لسانی عمل سرحد اور پنجاب میں ہوا، جہاں سے تقریباً دو صدی بعد دہلی پہنچا اور وہاں کی زبانوں کو جذب کر کے اور ان میں جذب ہو کر سارے برعظیم میں پھیل گیا۔''(۵)

اردو نام کب پڑا؟

دنیا کی بیشتر زبانیں علاقائی نسبت سے موسوم ہوتی ہیں، جیسے ترکی، چینی، افغانی وغیرہ۔ ابتدائی طور پر ہندوستان میں بولی جانے والی زبان کو 'ہندی یا ہندوی، ہی کہا گیا۔ امیر خسرو نے مسعود کو ہندوی شاعر شمار کیا ہے اور اپنی شاعری میں عربی، فارسی اور ہندی کو الگ زبانیں لکھا ہے۔ اکبر کے دور تک اردوئے معلیٰ کا لفظ رواج پا چکا تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں مرکب طور پر ''اردو بیگی، قاضی اردو اور اردو بازار وغیرہ کی تراکیب مستعمل تھیں۔

زبان کے معنوں میں اردوئے معلیٰ کی ترکیب خان آرزو نے استعمال کی۔ میر محمد عطاء حسین خان نے بھی یہ لفظ اردو زبان کے معنیٰ میں استعمال کیا ہے۔ پنجاب کے شاعر مراد شاہ لاہوری کا یہ اعزاز ہے کہ اس نے نامۂ مراد میں ۱۷۸۸ء میں مندرجہ ذیل شعر لکھا جس میں لفظ اردو، زبان کے معنی میں آتا ہے۔ ع

وہ اردو کیا ہے، یہ ہندی زباں ہے
کہ جس کا قائل اب سارا جہاں ہے (۶)

اردو زبان میں لچک اور وسعت:

جیسا کہ سطور بالا میں واضح کیا گیا ہے کہ اردو زبان مختلف اقوام اور زبانوں کے اختلاط سے وجود

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آئی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس میں بے انتہا لچک اور وسعت پائی جاتی ہے ۔ یہی اس کا لسانی ارتقاء ہے جو اب بھی جاری ہے۔

اردو زبان میں آوازوں کی خاصی بڑی تعداد موجود ہے ۔اس زبان کے نظامِ تہجیؔ نے آریائی اور سامی دونوں خاندانوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔اس زبان کے حروف زیادہ سے زیادہ آوازوں کو ادا کرنے پر قادر ہیں۔اس میں ایسی آوازیں بھی موجود ہیں جو دنیا کی متعدد دوسری زبانوں میں موجود نہیں۔اس کا اجمال حسب ذیل ہے۔

سنسکرت اور ہندی کے الفاظ: ڈ، ٹ، ڑ، بھ، تھ، ٹھ، کھ، جھ، دھ

فارسی کے خاص الفاظ: پ، گ، ژ

عربی کے خاص الفاظ: ث، خ، ذ، ر، ص، ض، ط، ظ، غ

چنانچہ اردو کا رسم الخط صوری اعتبار سے ربط ملت کا تصور پیش کرتا ہے۔اس میں ایک حرف تجریدی صورت میں دوسرے حروف سے مل جاتا ہے اور پورا جملہ چھوٹے بڑے الفاظ ،'ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز' کی تصویر پیش کرتے ہیں۔(۷)

خاندانِ ولی اللہ کا برعظیم پر احسان:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، جن کی دینی خدمات کے کئی پہلو ہیں۔تاہم بندہ کے خیال میں شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کا باشندگان برعظیم پر یہ احسان عظیم ہے کہ انہوں نے رجوع الی القرآن کی خاموش تحریک برپا کی۔جس کے نتیجے میں عوام الناس کی توجہ قرآن حکیم کے مفہوم و معنی کی طرف منتقل ہوئی۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ کا فارسی زبان میں قرآن حکیم کا ترجمہ کرنا جو ان کے خیال میں اس وقت کی سرکاری اور عوامی زبان تھی ایک اہم کارنامہ ہے ۔ یہ کس قدر مشکل اور کٹھن کام تھا، اس کا اندازہ اس دور کے حالات سے ہوسکتا ہے کہ علماء نے یہ فتویٰ دے رکھا تھا کہ قرآن حکیم کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنا کتاب عظیم کی سخت بے حرمتی ہے ۔(۸) حقیقت یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ کے مذکورہ اقدام سے برعظیم میں قرآن فہمی، کا باب کھلا۔مولانا عبدالماجد دریا بادی لکھتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ترجمہ کی راہ ہندوستان میں اگر شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کے خاندان والوں نے نہ کھول دی ہوتی تو آج خدا معلوم کتنی دشواریوں کا سامنا ہوتا۔''(۹)

پھر لسانی اعتبار سے یہ وہ دور ہے جب فارسی کی جگہ اردو لے رہی تھی۔ اور جب اٹھارہویں صدی عیسوی میں اردو زبان کی تشکیل کے ابتدائی مراحل طے ہوگئے تو یہ ایک عوامی زبان کی حیثیت اختیار کر چکی تھی۔ ایسے میں شاہ ولی اللہ کے دو بیٹوں کا ترجمہ قرآن کی طرف متوجہ ہونا کسی تائید غیبی سے کم نہ تھا۔ شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادر کا اردو زبان میں تحت اللفظ اور با محاورہ ترجمہ کرنا صرف اس خطہ کے مسلمانوں پر احسان عظیم نہیں تھا بلکہ اردو زبان و ادب کی بھی بہت بڑی خدمت تھی۔ حقیقتاً برعظیم پاک و ہند میں اردو زبان میں یہ دونوں ترجمے سنگ میل اور نقشِ اول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آنے والے ترجمہ نگاروں نے ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور زبان و محاورہ کی نوک پلک کو سنوارا ہے۔

لسانی ارتقاء سے مراد:

زبان کوئی بھی ہو ارتقاء اور تغیر پذیری کا عمل مسلسل جاری رہتا ہے۔ زبانوں کی تشکیل میں تحرک و تکلم، بنیادی عامل ہے۔ اگر زبان میں تحرک و تکلم رک جائے تو جمود طاری ہو جاتا ہے اور زبان بالآخر اپنا وجود کھو دیتی ہے۔

لسانی ارتقاء سے مراد الفاظ اور جملوں کی ساخت میں تبدیلی، مترادف الفاظ، تراکیب اور محاورات کا استعمال، وقت کے ساتھ کچھ الفاظ کا متروک ہونا، نئے الفاظ کا شامل ہونا، پھر معنی و مفہوم میں لسانی تبدیلی بھی اس میں شامل ہے۔ لسانی ارتقاء کے متعدد محرکات و اسباب ہو سکتے ہیں۔ محاورۂ زبان، رسم و رواج، نقل مکانی، دوسری اقوام اور زبانوں سے اختلاط، معاشرتی رویے، معاشی ترقی، ذرائع رسل و رسائل، علمی ترقی اور سب سے بڑھ کر تغیر پذیر حالات بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

مقالہ کا منہج:

ہمارا موضوع چونکہ ترجمہ قرآن میں لسانی ارتقاء کا جائزہ لینا ہے، اس لیے ہم نے کسی ایک یا خاص تفسیر کو بنیاد نہیں بنایا، بلکہ ارتقاء کے ان پہلوؤں کو مدنظر رکھا ہے جو ہمیں اردو تراجم قرآن کے سوا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسو سال کے ادب میں نظر آتے ہیں۔ ان تراجم سے نمونے لے کر لسانی ارتقاء کے متعدد پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

ا۔ زبان پر ماحول وعلاقائی اثرات:

ہر زبان ارتقاء کے نتیجے میں کچھ خصوصیات کی حامل بن جاتی ہے۔ اس پر علاقائی اثرات بھی ہوتے ہیں اور تہذیبی اور معاشرتی بھی۔ ہر زمانے اور ہر علاقے کا ادیب اپنے ماحول اور روایات سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ لسانی ارتقاء کے نتیجے میں محاورات کی تبدیلی بھی ترجمہ پر اثر انداز ہوتی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

﴿ سُبْحَانَ الَّذِيْ أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَى الَّذِيْ بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُo ﴾

(بنی اسرائیل ۷ : ۱)

شاہ عبدالقادر کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے:

''پاک ذات ہے، جو لے گیا اپنے بندے کو راتی رات، ادب والی مسجد سے پرلی مسجد تک، جس میں ہم نے خوبیاں رکھی ہیں۔ کہ دکھادیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے۔ وہی ہے سنتا دیکھتا'' (۱۰)

راتی رات، ادب والی مسجد، پرلی مسجد، اس دور کا محاورہ ہے جو جدید اردو ادب میں مفقود نظر آتا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے:

وہ پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ (محمد) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔ لے گیا تا کہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلاویں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں۔ (۱۱)

مولوی ڈپٹی نذیر احمد نے یعمھون کا ترجمہ ٹامک ٹوئیاں مارنے سے کیا ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اندھا آدمی نکلنے کے لیے اٹکل سے کبھی ادھر جاتا ہے اور کبھی ادھر۔ دلی کی زبان میں مستعمل ہے۔ اگرچہ مولانا اشرف علی تھانوی نے ڈپٹی نذیر کے ترجمہ پر بعض پہلوؤں سے گرفت کی ہے تاہم دلی کی خاص ٹکسالی زبان کو انھوں نے اپنے ترجمے میں استعمال کیا ہے۔

﴿ وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ ﴾ (۱۲)

شاہ عبدالقادر کا ترجمہ دیکھیے۔

''قسم اترتے دن کی، مقرر انسان پر ٹوٹا ہے۔ مگر جو یقین لائے اور کیے بھلے کام، اور آپس میں تقید کیا سچے دین کا اور آپس میں تقید کیا سہار کا۔'' (۱۳)

جبکہ شاہ رفیع الدین کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''قسم ہے عصر کی، تحقیق آدمی البتہ بیچ زیاں کے ہے، مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں، ساتھ حق کے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں، ساتھ صبر کے۔'' (ص:٦٨٥)

ان تراجم میں اترتے دن، ٹوٹا، زیاں، تقید، اور سہار اس دور کے خاص الفاظ ہیں جو اب اردو محاورہ میں مستعمل نہیں ہیں۔ اسی طرح اس آیت کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

﴿ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ۝ ﴾

(حم السجدة : ٢٦)

ترجمہ شاہ عبدالقادر:

''اور کہنے لگے منکر، نہ کان دھرو اس قرآن کے سننے کو، اور بک بک کرو، اس کے پڑھنے میں شاید تم غالب ہو۔'' (۱۴)

اس ترجمہ میں دو محاورے، کان دھرنا اور بک بک کرنا شاہ رفیع الدین نے بھی یہ محاورۂ استعمال کیا ہے۔ اگرچہ یاوہ گوئی کے لیے بک بک کرنا اب بھی استعمال ہوتا ہے لیکن مہذب گفتگو کے لیے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب متروک ہے۔

آیت کا ترجمہ دیکھیے:

﴿ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴾ (الشعراء : ۸۰)

ترجمہ شاہ عبدالقادر: ''جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی چنگا کرتا ہے۔'' (۱۵)

چنگا اب اردو زبان میں کم استعمال ہوتا ہے، تاہم یہ مقامی ادب کی اصطلاح ہے۔ بعد کے اردو تراجم میں یہ لفظ نہیں ہے۔

۲۔ ادبی چاشنی:

ادب کسی بھی زبان کا ہو، جب تک اس میں فصاحت و بلاغت نہ ہو، اہل زبان اس سے لطف اندوز نہیں ہو سکتے، اہل عرب کو قرآن پاک نے یونہی تو نہیں چیلنج کیا۔

﴿ وَإِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ وَادْعُوْا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ٥ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوْا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ٥ ﴾ (البقرة ۲ : ۲۳۔۲٤)

ادب کے اس تقاضے کے پیش نظر ہمیں اردو ترجمہ میں پورے تسلسل کے ساتھ یہ روح کارفرما نظر آتی ہے۔ اگر ادبی چاشنی نہ ہو، ادب بے کیف اور بے مزہ ہو جاتا ہے۔ لسانی ارتقاء کے اس پہلو پر چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔

قرآن حکیم میں جہاں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کا تذکرہ کیا وہاں ان کے لیے اچھے ٹھکانوں کی خوشخبری دی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلاً ٥ خَالِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلاً٥ ﴾ (الكهف ۱۸ : ۱۰۷۔۱۰۸)

شاہ عبدالقادر اس کا ترجمہ لکھتے ہیں: جو لوگ یقین لائے ہیں، اور کیے ہیں بھلے کام، ان کو ہیں ٹھنڈی چھاؤں کے باغ، مہمانی، رہا کریں، ان میں، نہ چاہیں وہاں سے جگہ بدلنی۔'' (۱۶)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھیے سوا دو سو سال پہلے کے ادب میں اب بھی تازگی ہے۔ مولانا مودودی کا ترجمہ ملاحظہ ہو: ''البتہ وہ لوگ جو ایمان لائے، اور جنھوں نے نیک عمل کیے، ان کی میزبانی کے لیے فردوس کے باغ ہوں گے، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور کبھی اس جگہ سے نکل کر کہیں جانے کو ان کا جی نہ چاہے گا۔''(۱۷)

﴿ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ ﴾ (الاحزاب ۳۳: ۵۶۔۵۷)

مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر پر، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔ بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے۔ ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''(۱۹)

پیر کرم شاہ الازہری کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں، اس نبی مکرم پر، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب و محبت سے) سلام عرض کیا کرو۔ بے شک جو لوگ ایذا پہنچاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے محروم کر دیتا ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اس نے تیار کر رکھا ہے اُن کے لیے رسوا کن عذاب۔''(۲۰)

شاہ عبدالقادر نے یا ایھا المزمل کا ترجمہ کیا ہے: اے جھرمٹ مارنے والے!

اسی طرح فاذا فرغتَ فانصَبْ والیٰ ربلک فارْغَبْ کا (الانشرح: ۷۔۸) ترجمہ کرتے ہیں:

''پھر جب تو فارغ ہو تو محنت کر، اور اپنے رب کی طرف دل لگا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھیے اردو ترجمہ میں ادبی چاشنی اول سے آخر تک برقرار ہے۔

۳۔ الفاظ کی معنویت:

ترجمہ ایک فن ہے۔ اس فن کے لیے ہر دو زبانوں میں مہارت ضروری ہے۔ کامیاب مترجم وہ ہے جو قاری کو ان الفاظ کے قریب تر لے جائے جس زبان سے ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ اردو میں یہ کاوشیں ہمیں ہر زمانہ میں ملتی ہیں۔ لسانی ارتقاء کے نتیجے میں اس میں بھی تبدیلی نظر آتی ہے۔

آیت ''أجیب دعوۃ الداع (البقرۃ:۱۸۶) کا ترجمہ شاہ عبدالقادر نے یوں کیا ہے۔ ''پہنچتا ہوں پکارنے والے کی پکار کو'' (۲۱)

مولانا فتح محمد جالندھریؒ نے ترجمہ کیا ہے۔ ''جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔'' (۲۲)

مولانا مودودیؒ ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ ''پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے، میں اس کی پکار سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔'' (۲۳)

اسی طرح آیت؛

﴿ وَيَضَعُ عَنۡهُمۡ إِصۡرَهُمۡ وَٱلۡأَغۡلَٰلَ ٱلَّتِي كَانَتۡ عَلَيۡهِمۡ ﴾

(الاعراف: ۱۵۷)

شاہ عبدالقادر نے ترجمہ کیا ہے: ''اور اتارتا ہے، ان سے بوجھ، ان کے اور پھانسیاں جو ان پر تھیں۔'' (۲۴)

شیخ الہند مولانا محمود الحسن کا ترجمہ یہ ہے: ''اور اتارتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں جو ان پر تھیں۔'' (۲۵)

۴۔ الفاظ میں تبدیلی:

لسانی ارتقاء کے نتیجے میں جہاں الفاظ کی کلی تبدیلی ہوتی ہے وہاں جزوی تبدیلی بھی ہوتی ہے۔ اردو ترجمہ میں اس کی متعدد مثالیں مل سکتی ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ رفیع الدین دہلوی نے آیات

﴿ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ٥ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ٥ ﴾ (البقرة: ۵۲-۵۳)

کا ترجمہ کیا ہے، ''تو کہ تم شکر کرو اور تو کہ تم راہ پاؤ۔'' (۲۶) اب یہ لفظ اردو ادب میں تا کہ سے بدل گیا ہے چنانچہ مولانا محمود الحسنؒ اور مولانا مودودیؒ نے تا کہ سے ترجمہ کیا ہے۔اسی طرح شاہ رفیع الدین نے جہاں بھی فی کا ترجمہ کیا بیچ کے لفظ سے کیا ہے۔لفظی ترجمہ کا تقاضا بھی یہی ہے، جبکہ دیگر مترجمین نے فی کا ترجمہ ''میں'' سے کیا ہے۔اسی طرح شاہ عبدالقادر نے:

﴿ وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ ﴾ (طه: ۱۸)

کا ترجمہ کیا ہے۔''اور میرے اس میں کِتّے کام ہیں اور۔'' (۲۷) بہت سے مقامات پر کِتّی، کِتّا اور کِتّے کے الفاظ بھی استعمال کیے ہیں۔مگر اب تراجم میں کتنے، کتنی اور کتنا وغیرہ کے الفاظ استعمال ہورہے ہیں۔

شاہ عبدالقادر نے آیت

﴿ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ ﴾ (البقرة: ٦)

کا ترجمہ ''تو اُن کو ڈراوے یا نہ ڈراوے'' سے کیا ہے جبکہ شیخ الہند محمود الحسن نے ترجمہ، ''ان کو ڈرائے یا نہ ڈرائے'' سے کیا ہے۔ (۲۸) ایسے تمام الفاظ مثلاً آوے، جاوے، ہووے، جاویں ،فرماویں، ان الفاظ سے بدل گئے ہیں، آئے، جائے، ہوئے، جائیں، فرمائیں وغیرہ۔

اس سے الفاظ کی ان تبدیلی سے لسانی ارتقاء کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

۵۔متروک الفاظ:

چونکہ زبان کا ارتقاء ہر لمحے جاری رہتا ہے تو بہت سے الفاظ بدلتے رہتے ہیں، ان کی جگہ نئے الفاظ آجاتے ہیں، چنانچہ ہم ترجمہ قرآن میں ایسے متعدد الفاظ دیکھتے ہیں جو فارسی یا مقامی زبان کے تھے مگر آج وہ الفاظ متروک ہوگئے ہیں مثلاً شاہ عبدالقادر دہلوی نے آیت کا ترجمہ کیا ہے۔

﴿ اَتٰى اَمْرُ اللهِ فَلَا تستعجلوهُ ﴾ (النحل، ١٦: ١)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پہنچا حکم اللہ کا، سواس کی شتابی مت کرو۔''(۲۹)

جبکہ محمود الحسن نے ترجمہ یوں کیا ہے: ''آپہنچا حکم اللہ کا، سواس کی جلدی مت کرو۔''(۳۰)

اسی طرح سَيَغْلِبُونَ (الروم : ۳) کا ترجمہ شاہ رفیع الدین نے کیا ہے۔ ''شتاب غالب آویں گے۔''(۳۱)

جبکہ محمود الحسن نے ترجمہ کیا ہے: ''عنقریب غالب ہوں گے۔''(۳۲)

مذکورہ تراجم میں، شتابی، شتاب فارسی کا لفظ ہے۔ جس کے معنی جلدی، یا عن قریب کے ہیں مگر اب مستعمل نہیں ہے۔

اسی طرح بِيَدِهِ الْمُلْكُ (الملک:۱) کا ترجمہ شاہ عبدالقادر نے کیا ہے۔ ''جس کے ہاتھ ہے راج''(۳۳)

جبکہ مولانا اشرف علی تھانوی نے ترجمہ کیا ہے: ''جس کے قبضہ میں تمام سلطنت ہے۔''(۳۴)

اب راج، ہندی زبان کا لفظ ہے جو تقریباً متروک ہوگیا ہے۔ اسی طرح اللہ الصمد کا ترجمہ کیا اللہ نرادھار (بے نیاز) ہے۔(۳۵) اب یہ لفظ متروک ہے۔ یہ ہندی لفظ ہے اور اب ترجمہ بے نیاز سے کیا گیا ہے۔

شاہ عبدالقادر نے زوج کا ترجمہ جورو اور ازواج کا ترجمہ جوروں سے کیا ہے۔ اب ان الفاظ کا ترجمہ گزشتہ صدی سے عورتوں اور بیویوں سے کیا جارہا ہے۔ اس طرح کے الفاظ کی متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

۶۔ ترجمہ سے ترجمانی:

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے زمانہ تک صرف عوام الناس کا ہی نہیں بلکہ علماء کا بھی یہی خیال تھا کہ قرآن حکیم کا ترجمہ کسی بھی زبان میں کرنا شرعاً ممنوع ہے۔ اس نظریہ کے پیچھے جو تصور کارفرما تھا، وہ یہ کہ قرآن حکیم چونکہ عربی مبین میں نازل ہوا ہے، لہٰذا عربی الفاظ کا تو متبادل ہی نہیں ہے، لہٰذا ایسا سوچنا بھی کفر ہے۔ شاہ ولی اللہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے الہامی بصیرت سے نوازا تھا اس نظریہ کو غلط ثابت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لیے اور لوگوں کو قرآن پاک کے قریب لانے کے لیے فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ اس پر علماء کا جو ردعمل ہوا، اس پر شیخ محمد اکرام نے یہاں تک لکھا کہ آپ کو کچھ عرصہ کے لیے روپوش ہونا پڑا۔ (۳۶) تاہم آپ حکیم الامت تھے، اس ترجمہ سے بہت سی حکمتیں سامنے آئیں، سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ کے بیٹوں نے اردو زبان میں لفظی و بامحاورہ ترجمہ کیا۔ یہ دونوں تراجم برصغیر میں بلا مبالغہ اب تک ہونے والے سب ترجموں کی بنیاد اور اصل ہیں۔

تقریباً سو، سوا سو سال تک اردو مترجمین کی کوشش رہی کہ ترجمہ میں قرآنی الفاظ کے قریب تر رہیں۔ بالخصوص شاہ رفیع الدین کے تحت اللفظ ترجمہ کے پیچھے یہی فکر کارفرما تھی۔ اگرچہ بعض لوگوں نے ترجمہ کے اس انداز پر عجیب وغریب تبصرے کیے ہیں لیکن حقیقتاً اردو زبان میں قرآن کے عربی الفاظ کو اردو کا جامہ پہنایا گیا۔ شاہ عبدالقادر نے یہ کام بامحاورہ ترجمہ کی صورت میں کیا۔ حقیقتاً ان دونوں تراجم کی اپنی اپنی جگہ اہمیت مسلمہ ہے۔ بعض پہلوؤں کے اعتبار سے شاہ عبدالقادر کا اور بعض پہلوؤں کے اعتبار سے شاہ رفیع الدین کا ترجمہ بہت مقبول ہوا۔ اردو دینی ادب کے یہ دونوں برادران محسن ہیں۔

شاہ عبدالقادر سے مولانا عبدالحق حقانی تک، مولانا فتح محمد جالندھری سے شیخ الہند مولانا محمود الحسن تک تمام مترجمین کی کوشش یہ رہی کہ ترجمہ میں قرآنی الفاظ کے قریب تر رہا جائے۔ چنانچہ زبان میں ایجاز واختصار سے کام لیا گیا۔ مگر حالات وزمانہ کی رعایت، قرآن پاک کی تفہیم وتسہیل کے لیے بعض ایسے مترجمین آئے جنہوں نے یہ خیال کیا کہ عربی مبین کا ہوبہو جامہ اردو الفاظ کو نہیں پہنچایا جاسکتا کیوں نہ قرآنی مفہوم کو وضاحت کے ساتھ اردوئے مبین میں آزادانہ الفاظ کے ساتھ منتقل کردیا جائے۔ برصغیر پاک وہند میں ترجمہ سے ترجمانی کی طرح ڈالنے والے مولانا ابوالکلام آزاد تھے۔ پھر اسی نہج پر سید ابوالاعلیٰ مودودی اور امین احسن اصلاحی اور دیگر مترجمین نے کام کیا۔ گو کہ عوام الناس کے لیے ایک گونہ سہولت میسر ہوگئی تاہم اس راہ سے ترجمہ میں اور اردو ادب میں ایک نئے رجحان کا بھی اضافہ ہوا اور بعض انحرافات بھی ہوئے۔ اگر دیکھا جائے تو اس کا بنیادی محرک لسانی ارتقاء ہی ہے۔ (۳۷)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔لسانی ارتقاء اور فنی تدوین :

اردو تراجم میں فنی اعتبار سے ان پہلوؤں کا اضافہ نظر آتا ہے۔

(الف)۔ترجمہ میں قوسین کا استعمال:

اردو تراجم کی سوا دوسو سال کی تاریخ کا لسانی جائزہ لیا جائے تو بڑی دلچسپ چیز سامنے آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اردو زبان کے اولین تراجم میں قوسین () کا استعمال نہیں ہے۔ مترجمین نے اپنی استطاعت کی حد تک عربی الفاظ کا ایک ہی ترجمہ کیا ہے۔لیکن انیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں بہت کم اور ماضی قریب تک بہت زیادہ قوسین کا استعمال ہونے لگا۔ مذکورہ اضافہ اور اس لسانی ارتقاء کے دو اسباب ہیں۔مترجم نے ایک لفظ کے دو ترجمے کیے، ایک علمی اور دوسرا تسہیلی اور تفہیمی۔یعنی عوام الناس کو معنی کی تہہ تک پہنچانے کے لیے۔ دوسرا سبب اس کا زبان کی وسعت ہے اور مترادف الفاظ کا وافر میسر آنا ہے۔ملاحظہ ہو آیات:

﴿ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُo ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةًo فَادْخُلِي فِي عِبَادِيo وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴾ (الفجر: ۲۷۔۳۰)

ترجمہ اشرف علی تھانوی:

”(اور جو اللہ کے فرماں بردار تھے ان کو ارشاد ہوگا کہ) اے اطمینان والی روح،تو اپنے پروردگار (کے جوار رحمت) کی طرف چل،اس طرح سے کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش، پھر (اُدھر چل کر) تو میرے (خاص) بندوں میں شامل ہوجا (کہ یہ بھی نعمت روحانی ہے) اور میری جنت میں داخل ہوجا۔“(۳۸)

(ب)۔عبارت سے الگ ترجمہ:

دوسرا تدوینی ارتقاء یہ دیکھنے میں آیا کہ ابتداً زیادہ تر تراجم تحت اللفظ ہوئے ہیں تاہم بعد میں اس انداز سے بھی تراجم ہوئے کہ ایک صفحہ پر متن، دوسرے پر ترجمہ یا اوپر متن کی عبارت، نیچے ترجمہ یا متن عبارت کے بغیر ترجمہ۔ترجمہ کے اس اسلوب سے ایک قاری عربی عبارت سے دور چلا جاتا ہے،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ رجحان بیسویں صدی میں زیادہ دیکھنے میں آیا۔ مثلاً: ترجمہ قرآن از فتح محمد جالندھری بغیر متن کے چھپا ہوا ہے۔(۳۹)

(ج)۔ رنگوں کے ساتھ ترجمہ کی طباعت:

فنی تدوین کا ایک پہلو جس کا رجحان گذشتہ پندرہ بیس سالوں سے مشاہدہ میں آیا، وہ یہ کہ عربی متن میں مختلف رنگ استعمال کیے جائیں اور ترجمہ رنگوں کی مناسبت سے کیا جائے مثلاً قرآن آسان تحریک (رجسٹرڈ) لاہور نے سرخ اور نیلے رنگوں کے ساتھ ترجمہ طبع کیا ہے۔ جس رنگ کا عربی لفظ، اسی رنگ میں اس کا اردو ترجمہ۔ اس میں قارئین خصوصاً طالب علموں کے لیے سہولت رکھی گئی ہے تاکہ وہ جان سکیں کہ کس لفظ کا کیا ترجمہ ہے۔ دورِ حاضر کی ایک ٹیکنالوجی ہے جس کا استعمال ترجمہ نگاری میں نظر آتا ہے۔

۸۔ نکتہ سنجی اور اردو ادب میں اضافہ:

اردو ترجمہ نگاری میں لسانی ارتقاء کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ مختلف ترجمہ نگاروں نے اپنی طبعی اور ذہنی افتاد کے مطابق جولانیاں دکھائی ہیں۔ الفاظ کے مناسب استعمال، محاورہ کا لحاظ، ایجاز و اختصار، علاقائی ادب کی آمیزش، یہ مترجمین کے وہ پہلو ہیں، جس سے زبان کا ارتقاء عمل میں آتا ہے۔

شاہ مراد اللہ سنبھلی نے سورۃ فاتحہ میں ولا الضالین کا ترجمہ نہ بہکنے والے، کیا ہے۔ شاہ عبدالقادر نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔ شاہ رفیع الدین نے، نہ گمراہوں کی، اشرف علی تھانوی نے اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہوئے، مولانا مودودی نے جو بھٹکے ہوئے ہیں۔ دیکھیے ایک ہی لفظ میں مترجمین کی ذہنی جولانیاں کس طرح کام دکھا رہی ہیں۔ یہ صرف ایک لفظ کا معاملہ نہیں پورے قرآن حکیم کا مطالعہ دلچسپ ہے۔ ایک اور آیت ملاحظہ کیجئے۔

﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴾

(البقرة ۲ : ٦)

ترجمہ شاہ عبدالقادر: ”اور وہ جو منکر ہوئے برابر ہے تو ان کو ڈراوے یا نہ ڈراوے، وہ نہ مانیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔''

شاہ رفیع الدین: ''تحقیق جولوگ کہ کافر ہوئے، برابر ہے، اوپر ان کے کیا ڈرایا تو نے ان کو یا نہ ڈرایا تو نے ان کو، نہیں ایمان لاویں گے۔''

مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کا ترجمہ: ''بے شک جولوگ منکر ہوئے ان پر یکساں ہے خواہ تو ان کو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ تو ایمان لائیں گے نہیں۔''

مولانا فتح محمد جالندھری کا ترجمہ دیکھیے: ''جولوگ کافر ہیں، انہیں تم نصیحت کرو یا نہ کرو، ان کے لیے برابر ہے، وہ ایمان نہیں لانے کے۔''

مولانا مودودی کے الفاظ: ''جن لوگوں نے ان باتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا، ان کے لیے یکساں ہے، خواہ تم انہیں خبردار کرو یا نہ کرو، وہ ماننے والے نہیں ہیں۔''

دیکھیے پانچ مترجمین کا رنگ منفرد ہی نظر آتا ہے۔

مترجمین کا دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ انہوں نے قرآنی ادب کو ہر دور میں زندہ رکھا ہے۔ یہ قرآنی معجزہ بھی ہے کہ اس کے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے، تاہم یہ ترجمہ نگاروں کی زبان وادب کی بھی بہت بڑی خدمت ہے۔

آج اردو ادب کی معلوم تاریخ میں اولیں ترجمہ نگار شاہ مراد اللہ سنبھلی سے غلام رسول سعیدی تک کی تقریباً سوا دو سو سال کی ایک طویل تاریخ ہے۔ ہر پانچ، دس سال کے بعد ایک جزوی یا کلی ترجمہ قرآن اردو میں نظر آئے گا، جس سے تراجم کی تعداد سینکڑوں میں نظر آتی ہے۔ ہر ایک انداز واسلوب منفرد ہے کسی نے سلاست پر زور دیا، کسی نے محاورہ کو دیکھا، کسی نے زور بیان پر توجہ دی اور کسی نے ادبیت کا کھوج لگایا۔

پھر ایک دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ اکثر و بیشتر ترجمہ نگار ادیب بھی ہیں، بلکہ آپ ان کو اسلامی ادیب کہہ سکتے ہیں۔ ادیب زبان و بیان پر قدرت کے ساتھ ساتھ لوگوں کی نفسیات اور ان کے رویوں کا مزاج شناس ہوتا ہے۔ ادیب کا ہاتھ قوم کی نبض پر ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کون سا ادب، کس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلوب میں تخلیق کرنا ہے۔

مولوی ڈپٹی نذیر احمد سے لے کر مولانا اشرف علی تھانوی تک، احمد رضا خان بریلوی سے لے کر مولانا ثناء اللہ امرتسری تک، مولوی عبدالحق حقانی سے لے کر مولانا ابوالکلام آزاد تک، مولانا عبدالماجد دریابادی سے لے کر مولانا مودودی تک اور امین احسن اصلاحی سے لے کر پیر محمد کرم شاہ الازھری تک رحمهم اللہ یہ سب اردو زبان کے بہت بڑے محسن ہیں۔ اردو ترجمہ کی شکل میں جو ادب ان حضرات نے تخلیق کیا وہ اردو ادب کا قیمتی سرمایہ ہے۔

ترجمۂ قرآن کے حوالے سے ایک اور پہلو بھی لسانی ارتقاء میں سامنے آتا ہے، وہ یہ ہے کہ اردو نثر ابتداءً بڑی مسجع اور مقفع تھی۔ میرامن دہلوی کی باغ و بہار دیکھ لیجئے یا سجاد حیدر یلدرم کا ادب، لیکن اسی دور میں تراجم قرآن بھی ہوئے۔ اردو ترجمہ نگاروں نے ترجمہ نگاری کے فن کو مشکل پسندی اور ثقالت الفاظ سے ہر ممکن طریقے سے بچایا ہے بلکہ الفاظ و جملوں کے چناؤ میں سہل پسندی اور ایجاز سے کام لیا ہے۔

پھر بیرونی تہذیب و زبان سے ادب کا متاثر ہونا قدرتی امر ہے۔ خاص طور پر اٹھارہویں صدی اور انیسویں صدی جب فرنگی تہذیب کا ہندوستان پر اقتدار مستحکم ہوا۔ انگریزی زبان سے بڑے بڑے ادیب متاثر ہوئے جس کا اثر استعماری دور کے ادب میں نمایاں جھلکتا ہے۔ سرسید احمد خاں ہو یا خواجہ الطاف حسین حالی، سید امیر علی ہوں یا عبدالماجد دریابادی لیکن قرآن کریم کے اردو تراجم کو فرنگی زبانوں کے اثرات سے کلیتاً محفوظ رکھا گیا۔

بلا شبہ لسانی ارتقاء کے وہ دلچسپ اور شان دار پہلو ہیں جن پر آج کے طالب علموں کو غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔

حرف آخر:

اگرچہ متقدمین میں سے ڈاکٹر مولوی عبدالحق، سرسید احمد خان، ابوالکلام آزاد، شیخ الہند مولانا محمود الحسن، مولانا اشرف علی تھانوی، عبدالماجد دریابادی اور ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے ماقبل اردو ترجمہ نگاروں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے احسانات کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا ہے۔ تاہم آج کے حالات اور تناظر میں اردو ادب کی اس خدمت (Contribution) پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ صرف اسلامی ادیبوں کو نہیں بلکہ اردو ادب کے حقیقی ادیبوں کو جو اپنے آپ کو نقاد کہتے ہیں۔ اردو ادب کی تاریخ پر جتنی کتب دیکھیں بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قرآنی ترجمہ نگاری کا تذکرہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ وماتوفیقی الا باللہ

❀❀❀❀

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی وحوالہ جات

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھیے۔جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادب اردو، حصہ اول، دوم، مجلس ترقی ادب، لاہور ۱۹۷۵ء، سلیم اختر ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر تاریخ، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۷۵ء؛ انور سدید، ڈاکٹر اردو ادب کی مختصر تاریخ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۱ء۔

۲۔ آزاد، محمد حسین، آب حیات، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۷۰ء، ص:۱۳

۳۔ شیرانی، محافظ محمود، پنجاب میں اردو، معین الادب، لاہور، طبع دوم۔ص:۶۷

۴۔ راشدی، حسام الدین، رسالہ اُردو۔کراچی، اپریل ۱۹۵۱ء، ص:۱۶

۵۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادب، اردو، جلد اول، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۶۶ء، ص:۳

۶۔ مقالات حافظ محمود شیرانی، جلد اول، ص:۳۵

۷۔ محمد سلیم، سید، اردو رسم الخط، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۱ء، انور سدید؛ اردو ادب کی مختصر تاریخ، حوالہ مذکور، ص:۵۴

۸۔ دریابادی، عبدالماجد، درمقدمہ ترجمہ قرآن، تاج کمپنی لمیٹڈ، کراچی، لاہور، ۱۹۵۲ء

۹۔ دھلوی، شاہ عبدالقادر، تفسیر موضع القرآن، تاج کمپنی لمیٹڈ، قرآن منزل لاہور، ترجمہ سورۃ بنی اسرائیل، ۱:۱۷

۱۰۔ القرآن الحکیم مع ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب دھلوی، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور وکراچی، ترجمہ تحت آیت بنی اسرائیل، ۱:۱۷۔

۱۱۔ القرآن الحکیم مع ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب دھلوی، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور وکراچی، ترجمہ تحت آیت بنی اسرائیل؛ ۱:۱۷

۱۲۔ دہلوی، شاہ عبدالقادر، حوالہ مذکورہ، ترجمہ سورۃ العصر، ۱۰۳:

۱۳۔ ترجمہ شاہ رفیع الدین دھلوی، ترجمہ سورۃ العصر۔

۱۴۔ ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی، ترجمۃ زیر آیت، حم السجدۃ۔۲۶:۴۱

۱۵۔ ایضاً، ترجہ زیر آیت الشعراء، ۸۰:۲۶

۱۶۔ ایضاً، ترجمہ زیر آیت الکھف، ۱۸:۱۰۷۔۱۰۸

۱۷۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ۲۰۰۰ء، ۵۰/۳

۱۸۔ القرآن الحکیم سے ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوی، مولانا اشرف علی تھانوی، حوالہ مذکور، ترجمہ زیر آیت الاحزاب، ۵۶:۳۳۔۵۷

۱۹۔ الازھری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۳/۴

۲۰۔ ترجمہ شاہ عبدالقادر، حوالہ مذکور، ترجمہ زیر آیت الانشراح، ۸۰۷:۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱۔ ایضاً، ترجمہ زیر آیت، البقرہ، ۱۸۶:۲

۲۲۔ جالندھری، فتح محمد، نور ہدایت، قرآن پاک کا سلیس با محاورہ ترجمہ، ترجمہ زیر آیت البقرۃ، ۱۸۶:۲

۲۳۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، حوالہ مذکورہ، ۱۴۴/۱

۲۴۔ ترجمہ شاہ عبدالقادر، حوالہ مذکور، ترجمہ زیر آیت، الاعراف، ۱۵۷:۷

۲۵۔ محمودالحسن شیخ الہند، القرآن الکریم، یونائٹڈ آرٹ پرنٹرز، ۱۴۰، ایبٹ روڈ، لاہور۔ ترجمہ زیر آیت، الاعراف ۱۰۷:۷

۲۶۔ ترجمہ شاہ عبدالقادر، حوالہ مذکور، ترجمہ زیر آیت البقرہ، ۵۲:۲

۲۷۔ ایضاً ترجمہ زیر آیت طٰہٰ: ۱۸

۲۸۔ محمودالحسن، شیخ الہند، حوالہ مذکور، ترجمہ زیر آیت، البقرۃ ۶:۲

۲۹۔ ترجمہ شاہ رفیع الدین، حوالہ مذکور، ترجمہ زیر آیت، النحل: ۱:۱۶

۳۰۔ محمودالحسن، حوالہ مذکور، ترجمہ زیر آیت النمل، ۱:۱۶

۳۱۔ ترجمہ شاہ رفیع الدین، حوالہ مذکور، ترجمہ زیر آیت النحل، :۱:۱۶

۳۲۔ محمودالحسن، حوالہ مذکور، ترجمہ زیر آیت، الروم، ۳:۳۰۷

۳۳۔ ترجمہ شاہ عبدالقادر، حوالہ مذکور، ترجمہ زیر آیت الملک، ۱:۶۷۰

۳۴۔ ترجمہ اشرف علی تھانوی، حوالہ مذکور، ترجمہ زیر آیت الملک، ۱:۶۷۰

۳۵۔ ترجمہ شاہ عبدالقادر، حوالہ مذکور، ترجمہ زیر آیت اخلاص، ۲:۱۱۲

۳۶۔ محمد اکرام، شیخ، رودِ کوثر، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص: ۵۵۲

۳۷۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، آزاد ابوالکلام، مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، حوالہ مذکور، مقدمہ، جلد اول۔

۳۸۔ ترجمہ اشرف علی تھانوی، حوالہ مذکور، ترجمہ زیر آیت، الفجر، ۸۹: ۲۷۔۳۰

۳۹۔ دیکھیے: فتح محمد جالندھری، نور ہدایت، قرآن پاک کا سلیس با محاورہ ترجمہ، مطبع ندارد، سن ندارد

❀❀❀❀

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منظوم اردو تراجم وتفاسیر
تعارفی جائزہ

محمد سعید شیخ☆

قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ﴿ وَكَذٰلِكَ اَنزَلْنَاهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا ﴾ (۱)، یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، آپ ﷺ کی زبان بھی عربی تھی، نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلکہ پورے جزیرۃ العرب کی زبان عربی تھی، اس میں مکہ اور قبیلہ قریش کی زبان سب سے زیادہ مستند اور معیاری سمجھی جاتی تھی۔ ویسے بھی کوئی بھی الہامی کتاب جب کسی پیغمبر پر نازل ہوتی تو وہ اس وقت کی مروجہ زبان میں نازل ہوتی، چونکہ الہامی کتاب کا مقصود افہام و تفہیم اور لوگوں کی ہدایت ہوتا ہے، اس لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی کتاب ایسی زبان میں نازل ہو جو مخاطبین کے لیے اجنبی ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ﴾(۲)

اہل دنیا پر یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ان کی ہدایت کے لیے کتابیں نازل کیں اور رسول بھیجے، پھر اس احسان کی تکمیل اس طرح فرمائی کہ ہر کتاب اس وقت کے لوگوں کی قومی زبان میں نازل فرمائی تاکہ کسی کو ہدایت کا پیغام سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

قرآن مجید کے اولین مخاطب چونکہ عرب ہی تھے اس لیے قرآن مجید کے دیگر زبانون میں تراجم کی ضرورت پیش نہ آئی، مگر جونہی اسلامی فتوحات ہوئیں اور اسلام جزیرۃ العرب سے نکل کر دور دراز

☆ ریسرچ اسسٹنٹ علماء اکیڈمی، بادشاہی مسجد لاہور۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاقوں تک پھیل گیا تو پھر قرآنی تفہیم کے لیے تراجم کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔

اسلامی تاریخ کے ابتدائی ادوار میں کسی کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ وہ کلام اللہ کا کسی زبان میں ترجمہ یا ترجمانی کی جرأت کرتا، قرآن مجید کا ترجمہ کرنا انتہائی مشکل کام ہے، قرآنی آیات کا اگر خفیف سے خفیف جزو بھی نظر انداز ہو جائے یا بالکل معمولی قسم کا اضافہ ہو جائے تو وہ ترجمہ بجائے اجر و ثواب کے موجبِ عذاب و عتاب بن جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ابتدائی دور کے علماء و مفسرین قرآن مجید کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنے سے اپنے دامن کو بچاتے تھے۔

قرآن مجید کے نزول کا مقصد چونکہ ہدایت ہے اور جن لوگوں کی زبان عربی نہ تھی ان کے لیے قرآن مجید کی تلاوت تو ممکن تھی مگر بلاواسطہ تفہیم ممکن نہ تھی، ان کے لیے قرآن مجید کی تلاوت اگرچہ باعثِ ثواب ہے مگر قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے لیے قرآن کا فہم انتہائی ضروری ہے جو عوام الناس کے لیے ان کی زبان میں بغیر ترجمے کے ناممکن ہے۔ اس لیے قرآنی تراجم انتہائی ناگزیر ہو گئے۔

برصغیر میں قرآن پاک کے نمایاں تراجم میں، جو بعد کے لوگوں کے لیے بنیاد بنا، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ترجمہ ہے، شاہ صاحب نے غالبًا اٹھارہویں صدی عیسوی میں قرآن مجید کا فارسی زبان میں ترجمے کا آغاز کیا، اس لیے کہ اس وقت برصغیر کی علمی زبان فارسی تھی۔ اُس وقت کے بعض علماء نے اس عمل کو بدعت گردانا اور حرمتِ قرآن کے خلاف جانا۔ مگر حضرت شاہ صاحب نے ملامت گروں کی ملامت اور نکتہ چینی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے ترجمے کا کام جاری رکھا اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ بقول اقبال:

آئینِ نو سے ڈرنا ، طرزِ کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

بقول حالی:

زمانے کی خُو ہے نکتہ چینی
کچھ اس کی پرواہ نہ کیجیے گا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برصغیر میں اردو تراجم کا آغاز اٹھارہویں صدی عیسوی کی آخری دہائی میں ہوتا ہے، جن میں قابل ذکر شاہ رفیع الدین دھلوی اور شاہ عبد القادر دھلوی کے تراجم ہیں۔ انیسویں اور بیسویں صدی میں تو کئی اردو تراجم یکے بعد دیگرے منظر عام پر آگئے اور اب ایک لا متناہی سلسلہ چل نکلا ہے۔

قرآن مجید کا کسی غیر عربی زبان میں نثری ترجمہ کرنا ناممکن حد تک مشکل ہے، اس لیے احتیاطاً ان تراجم کو ترجمانی کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔ قرآنی زبان و بیان کی لطافتوں اور کلام کی الوہی جلالی شان کا ابلاغ ترجمہ کی صورت میں مفقود ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج سینکڑوں تراجم ہو چکے ہیں مگر کوئی بھی ترجمہ ایسا نہیں ہے کہ جس کے مترجم نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ اس نے قرآن مجید کی حقیقی روح کا ترجمہ کر دیا ہے۔

ہر زبان کا ایک مخصوص تاریخی وثقافتی پس منظر ہوتا ہے، ہر لفظ اور اصطلاح کے پس منظر میں معاشرتی وتاریخی روایات کا تسلسل ہوتا ہے جو محض ترجمہ کے ذریعہ کسی دوسری زبان میں منتقل نہیں ہوسکتا۔ عربی زبان کا معاملہ تو دیگر تمام زبانوں سے یکسر مختلف ہے۔ اس میں جتنی وسعت ہے دنیا کی کسی دوسری زبان میں نہیں۔ عربی میں ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف بیسیوں معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک چیز کے لیے بھی کئی کئی الفاظ ہیں۔ اس لیے قرآن مجید کی تفسیر کے لیے امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک پندرہ علوم کا جاننا ضروری ہے۔ جب یہ تفسیر کا معاملہ ہے تو ترجمہ کا معاملہ اس سے بھی مشکل ہے، چونکہ تفسیر میں الفاظ وبیان کی کوئی قید نہیں ہوتی مگر ترجمہ میں بایں معنیٰ قید ہوتی ہے کہ نہ تو اس میں کسی معمولی سے معمولی حرف کا اضافہ کیا جاسکتا ہے اور نہ کمی۔ اسی وجہ سے علماءِ کرام ایک طویل عرصے تک قرآن مجید کا ترجمہ کرنے سے اپنے آپ کو بچاتے رہے۔

نظم میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنا بہت جان جوکھوں کا کام ہے، بلکہ منظوم ترجمہ بالکل ناممکن ہے۔ نثری ترجمہ میں تو بہرحال کچھ آسانی موجود ہوتی ہے۔ مترجم قافیہ، ردیف، اور وزن کی پابندیوں سے آزاد ہوکر چھوٹے بڑے فقروں میں مطلب اپنے لفظوں میں بیان کرسکتا ہے، نظم میں مترجم سے یہ آزادی سلب ہو جاتی ہے، ایک وزن، قافیے اور ردیف میں رہتے ہوئے اس کو قرآنی آیات کا ترجمہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا ہوتا ہے۔ منظوم ترجمہ یہ ایسی پُر خار وادی ہے کہ جس نے بھی اس میں قدم رکھا اس کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، بہت کم مترجمین اپنے دامن کو کانٹوں سے بچا سکے ہیں۔

بعض اوقات ضرورتِ شعری کی وجہ سے کسی لفظ یا فقرہ کا اضافہ کرنا پڑتا ہے، بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ وضاحتی جملہ کی ضرورت پیش آجاتی ہے، ایسی صورت میں بعض مترجمین نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ اضافے کو قوسین یا واوین میں درج کر دیا ہے تاکہ اس کو ترجمہ سے ممتاز کیا جاسکے۔ مگر ایسا کم مترجمین نے کیا ہے اور جنہوں نے کیا بھی ہے تو سو فیصد اس کا اہتمام نہیں رکھ سکے ہیں۔

''منظوم تراجم'' سے ایک خرابی یہ بھی پیدا ہوئی کہ بعض مترجمین نے قرآنی آیات کو اشعار کی وجہ سے شعری انداز میں لکھا اور عملاً آیات بینات کو اشعار کے تابع کر دیا، بالخصوص ان تراجم میں جو تحت اللفظ ہیں۔ اس طریق سے کسی نااندیش کو قرآن پاک کے بھی شعر ہونے کا دھوکہ ہوسکتا ہے، حالانکہ قرآن مجید کوئی شعری مجموعہ نہیں بلکہ یہ تو واضح کتابِ ہدایت ہے، مزید برآں اس طریق سے قرآن مجید وفرقانِ حمید کی بے ادبی لازم آتی ہے۔

''منظوم تراجم'' کے حوالے سے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں ترجمہ کی بجائے منظوم قرآنی مفہوم کہا جائے یا قرآنی مطالب کی منظوم ترجمانی گردانی جائے۔ ''منظوم قرآنی ترجمہ'' قطعاً ناممکن ہے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کسی بڑے عالم دین نے منظوم ترجمہ کرنے کی سعی نہیں کی۔ اکثر ان شعراء نے اس مشکل کام کی جسارت کی جن کی قرآنی علوم پر مکمل دسترس تو کجا عربی زبان پر بھی عبور نہ تھا، انہوں نے کسی اردو منثور ترجمے کو مدنظر رکھ کر اس کو شعری قالب میں ڈھال دیا۔

جن شعراء کرام نے بھی منظوم تراجم کیے ہیں ان کی نیت میں شک نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے خلوص کے ساتھ اس کو قرآن مجید کی خدمت سمجھ کر کیا اور جواز کے لیے یہ دلیل پیش کی کہ اگر نثر میں ترجمہ ہوسکتا ہے تو پھر نظم میں کیوں نہیں؟ ''منظوم تراجم'' کے پیچھے سوچ یہ کارفرما ہوتی ہے کہ شعر وشاعری انسان کو زیادہ متاثر کرتی ہے اور نثر کی بجائے نظم کو یاد کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برصغیر میں منظوم تراجم کا آغاز ہوا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برصغیر میں اردو میں منظوم تراجم کا آغاز کب ہوا؟ سب سے پہلے منظوم ترجمہ کس نے کیا؟ شاید ان سوالوں کا جواب دینا بہت مشکل ہے، راقم نے بساط بھر کوشش کے بعد چالیس سے زائد منظوم تراجم وتفاسیر کا سراغ لگایا ہے، ان میں کچھ تراجم مطبوعہ، کچھ غیر مطبوعہ، بعض مکمل اور بیشتر نامکمل ہیں۔ ذیل میں ان مترجمین ومفسرین کرام کے نام دیئے جارہے ہیں جنھوں نے قرآن مجید کی منظوم خدمت ترجمہ اور تفسیر کی شکل میں کی ہے:

۱۔ مولوی عبدالسلام سلام بدایونی، ۲۔ شاہ غلام مرتضیٰ جنون، ۳۔ سیماب اکبرآبادی، ۴۔ آغا شاعر قزلباش، ۵۔ اثر زبیری، ۶۔ شمیم رجز، ۷۔ محمد ادریس کیف بھوپالی، ۸۔ مولانا سید محمد محسن کلکتہ نے مکمل منظوم ترجمہ کیا اور منظر عام پر بھی آیا لیکن کہیں کہیں وہ فن شاعری کے اصولوں پر پورا نہیں اترتا(۳)، ۹۔ عطا قاضی، ۱۰۔ عبدالعزیز خالد، ۱۱۔ نیساں اکبرآبادی، ۱۲۔ قاری محی الدین، ۱۳۔ جعفر علی، ۱۴۔ مرزا قسیم بیگ، ۱۵۔ راجہ حسن اختر جوہر آبادی (۴)، ۱۶۔ مولوی مرزا ابرہیم بیگ چغتائی نے پہلے پارے کا منظوم ترجمہ ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء میں شائع کیا (۵)، ۱۷۔ مطیع الرحمٰن خادم علی گڑھی کا ترجمہ ''نظم المعانی ترجمہ کلام ربانی'' کے نام سے ۱۹۴۶ء میں آگرہ سے شائع ہوا(۶)، ۱۸۔ عبدالرحمٰن عرشی نے پندرہ پاروں کا منظوم ترجمہ ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء میں کیا جس کا مسودہ گوالیار میں محفوظ ہے(۷)، ۱۹۔ سید غضنفر علی سونی پتی کا پہلا منظوم پارہ، ۲۰۔ صوفی محمد حسین سرہندی کا بھی پہلا منظوم پارہ(۸)، ۲۱۔ پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعداری نے بھی منظوم ترجمہ بعنوان'' مفاہیم القرآن'' لکھا جو کہ مثنوی کے انداز میں ہے(۹)، ۲۲۔ حکیم محمد اشرف کاندھلوی، ۲۳۔ عبدالحی قادری نے ''جواہر التفسیر فی السیر والتذکیر'' کے نام سے اپنی منظوم تفسیر بنگلور سے ۱۳۰۰ھ کے اواخر میں شائع کی (۱۰)، ۲۴۔ مولانا عبداللہ نے اپنی منظوم تفسیر ''خلاصۂ تفسیر القرآن'' کے نام سے ۱۳۱۶ھ میں آگرہ سے شائع کی(۱۱) ، ۲۵۔ غلام رسول نے اپنی منظوم تفسیر سورۂ یوسف لکھی جو ۱۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۷ سائز کے ۲۷۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا قلمی نسخہ مؤلف کے پوتے اور مشہور شاعر ن۔م راشد کے برادر خورد راجہ الیف۔ ایم ماجد کے پاس محفوظ ہے(۱۲)، ۲۶۔ محبوب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیکے زئی کی تفسیر القرآن (پارۂ اول منظوم) ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء میں لاہور سے شائع ہوئی(۱۳)، ۲۷۔دانش فرازی کی آیاتِ فطرت (فاتحہ منظوم) ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء میں مدراس سے شائع ہوئی(۱۴)، ۲۸۔علامہ کوثر وڑائچ (مکمل غیر مطبوعہ) ، ۲۹۔ محمد ظہور الحسن ظہور کا منظوم ترجمہ سورۂ فاتحہ ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء شائع ہوا، ۳۰۔ابوالحسن حسن محمد کی منظوم تفسیر سورۃ الشفاء (فاتحہ) ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں دہلی سے شائع ہوئی، یہ کل ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے، ۳۱۔مولانا محمد قاسم نانوتوی کے پوتے مولانا محمد طاہر نے ''تفسیر منظوم آیۂ کعبہ'' لکھی جو ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء میں دہلی سے شائع ہوئی، یہ ۵x۷ کے ۱۰۴ صفحات پر مشتمل ہے، ۳۲۔ ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء میں غلام مرتضٰی رھتکی کی قلب القرآن (سورۂ یٰسین منظوم) لاہور سے شائع ہوئی(۱۵)، ۳۳۔خواجہ دل محمد، ۳۴۔دلاور فگار، ۳۵۔حاجی عمرالدین، ۳۶۔چوہدری رشید احمد، ۳۷۔میرزا خادم ہوشیار پوری، ۳۸۔عقیل روبی، ۳۹۔تنویر پھول، ۴۰۔ساجد مرادآدی، ۴۱۔قاضی محمد ایوب نادم (لاہور) غیر مطبوعہ۔ان کے علاوہ کچھ جزوی تراجم ایسے بھی ہیں جن کے مترجمین کے نام کا پتہ نہیں چل سکا ہے، جیسے ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ھ میں ایک جزوی منظوم ترجمہ بھوپال سے شائع ہوا(۱۶)، ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء میں امام غزالی کی تفسیر سورۂ یوسف کا منظوم اردو ترجمہ کانپور سے شائع ہوا(۱۷)۔

یہ تو ایک اجمالی فہرست ہے، ان میں سے تقریباً بیس تراجم وتفاسیر راقم کو دستیاب ہو سکے ہیں جن کو قدرے تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔اس مقالے کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے حصہ اول میں مکمل مطبوعہ تراجم، حصہ دوم میں غیر مطبوعہ مکمل تراجم اور حصہ سوم میں مطبوعہ جزوی تراجم کا ذکر کیا گیا ہے۔بعض تراجم ایسے بھی ہیں جو ہیں تو مکمل مگر ان کا کچھ حصہ طبع ہوسکا ہے ایسے تراجم کا شمار مطبوعہ جزوی تراجم میں کیا ہے۔

یہ کوئی حتمی فہرست نہیں ہے بلکہ ایسا ہوسکتا ہے کہ کچھ تراجم کا ذکر اب بھی رہ گیا ہو۔البتہ یہ بات بڑے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اب تک کی جو مطبوعہ فہارس ہیں، ان میں سب سے زیادہ یہ فہرست کفایت کرنیوالی ہے۔اب ذیل میں دستیاب تراجم کا قدرے تفصیل سے تعارف دیا جارہا ہے، اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس بات کی مقدور بھر کوشش کی گئی ہے کہ مترجم کے مختصر حالات زندگی، ترجمہ کا اسلوب اور نمونہ کلام آجائے، نمونہ کلام مطبوعہ نسخہ کے مطابق تحریر کیا گیا ہے تاکہ مقالہ ہذا کو پڑھ کر قاری کے سامنے اس کی پوری تصویر آجائے، مشہور تراجم پر ذرا تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے، وہ تراجم ہیں یا ترجمانی اس کا فیصلہ قاری پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

مطبوعہ مکمل تراجم قرآن:

اسذیلی عنوان کے تحت قرآن مجید کی ان منظوم تفاسیر کو بھی شامل کرلیا ہے جن میں منظوم تفسیر کے ساتھ ساتھ منظوم ترجمہ بھی شامل ہے۔ ویسے بھی کوئی منظوم تفسیر ایسی نہیں ہے جس میں کسی قدر منظوم ترجمہ نہ ہو۔

ا۔ ''زاد الآخرۃ'' از مولوی عبد السلام سلام:

آپ مولوی عبد السلام بدایونی سلاؔم کے تخلص سے پہچانے جاتے تھے۔ آپ نے ''زاد الآخرۃ'' کے عنوان سے مولوی محمد بخش (جج درجہ اوّل کانپور) کی تحریک اور مالی معاونت سے قرآن مجید کے منظوم ترجمے اور تفسیر کا آغاز ۱۲۴۴ھ میں کیا۔ آپ نے مسلسل پندرہ سال کی محنت سے ۱۲۵۹ھ میں قرآن مجید کا یہ منظوم ترجمہ اور تفسیر مکمل کی۔ اسے ترجمہ کم اور تفسیر زیادہ کہا جا سکتا ہے۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے، ہر جلد دو حصوں پر مشتمل ہے۔ جلد اوّل حصہ اوّل ابتداء سے سورۂ انعام تک ہے، جلد اوّل حصہ ثانی سورۃ الاعراف سے سورۂ کہف تک ہے۔ جلد دوم حصہ اوّل سورۂ مریم سے سورۃ الصافات تک اور جلد دوم حصہ ثانی سورۂ ص سے والناس تک ہے۔ یہ تقسیم اس انداز سے کی گئی ہے کہ ایک حصہ ساڑھے سات پاروں پر مشتمل ہے۔

فاضل مصنف نے اس منظوم تفسیر پر ایک منظوم دیباچہ بھی لکھا ہے جس میں اللہ جل مجدہٗ کی حمد، نبی پاک ﷺ کی نعت اور اولیاء کرام کی منقبت بیان کی گئی ہے۔

برصغیر کے منظوم تفسیری ادب میں اس ''زاد الآخرۃ'' کو مکمل تفسیروں میں سب سے قدیم ترین تفسیر قرار دیا جا سکتا ہے۔ آج اسے تالیف ہوئے تقریباً ۱۶۶ سال کا عرصہ بیت گیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تفسیر اپنی تکمیل کے تقریباً ۲۶ سال بعد پہلی مرتبہ ربیع الاوّل ۱۲۸۵ھ/ جون ۱۸۶۸ء میں مطبع نو الکشور لکھنؤ سے طبع ہو کر منصۂ شہود پر آئی۔

''زاد الآخرۃ'' کو تالیف ہوئے ڈیڑھ صدی سے زیادہ کا عرصہ بیت گیا ہے۔ ظاہر ہے یہ اس وقت کے مروّجہ محاوروں کے مطابق مروجہ اندازِ کتابت میں لکھی گئی۔ مگر مرورِ ایام سے زبان و بیان میں تبدیلی ایک لازمی امر ہے۔ اس لیے اس میں اب بہت سے الفاظ اور محاورے ایسے ہیں جن کا استعمال یا تو بالکلیہ متروک ہو کر رہ گیا ہے یا بہت ہی قلیل استعمال ہوتے ہیں۔

یہ منظوم تفسیر قرآن مجید کی مکمل تفسیر ہے اور کہیں کہیں اس کے حواشی بھی ہیں جو فارسی میں ہیں۔ اس میں کوئی ایک لاکھ اشعار ہیں جو ۱۷۶۱ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اس میں متن قرآن مجید بھی لکھ دیا گیا ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

آپ نے ﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ ﴾ (۱۸) کی منظوم ترجمانی اس انداز سے کی ہے:

بے گماں میری صلوٰۃ و نماز — کہہ تو یوں اے محمد ممتاز
اور حج میرا یا کہ قربانی — یا میری بندگی یزدانی
اور میرا امر زیست اور حیات — اور ایمان کے ساتھ میری ممات
حق تعالیٰ کے واسطے ہیں سب — کہ وہ ہے جملہ عالموں کا رب
نہیں کوئی شریک اُس کا ہے — عیب سے شرک کے مبرا ہے
اور اسی امر سے ہوں میں مامور — اور میں ہوں پہلے مسلموں سے ضرور (۱۹)

۲۔ نظم البیان المعروف ''منظوم اردو ترجمہ'' از شمس الدین شائق ایزدی:

آپ کا نام شمس الدین شائق ایزدی اور لقب شمس الھند صوفی معنوی ہے۔ آپ باب اکبری کوچہ بازار مفتی باقری لاہور میں رہتے تھے۔ آپ غالباً ۱۸۶۴ء میں پیدا ہوئے (۲۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ لاہور کے ایک خوش گو شاعر تھے، مگر فضول نظموں کے کہنے اور بے کار غزلوں کے لکھنے میں اپنا وقت ضائع نہیں کیا، بلکہ اپنی شعری قابلیت کو اسلام کی خدمت میں لگایا۔ ۱۹۳۶ء میں لاہور میں انتقال ہوا(۲۱)۔

آپ نے مولانا روم کی مثنوی کی طرز پر ''منظوم اردو ترجمہ'' کے عنوان سے قرآن مجید کا منظوم ترجمہ کیا ہے، جو نہایت سلیس اور عام فہم ہے۔

سب سے پہلے آپ نے ''پہلے پارے'' کا منظوم ترجمہ ''نظم البیان فی مطالب القرآن'' کے نام سے کیا جو عوام میں بہت مقبول ہوا۔ پھر کچھ عرصۂ تک انقطاع آ گیا اور ترجمہ کا کام آگے نہ بڑھ سکا۔ اربابِ علم کے مسلسل اصرار پر آپ نے دوبارہ ترجمہ کرنے کا کام شروع کیا۔ پہلے پارے پر جو نظر ثانی شروع کی تو بالکل ایک نیا ترجمہ وجود میں آ گیا جو مثنوی کی طرز پر ہے(۲۲)۔

مولانا شائق ایزدی نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبد القادر اور حضرت شاہ رفیع الدین کے تراجم کو پیش نظر رکھ کر قرآن مجید کا منظوم ترجمہ کیا(۲۳) اور ہر ممکن کوشش کی کہ منظوم ترجمہ ان تینوں تراجم سے باہر نہ ہو اور کسی قسم کا اضافہ نہ کرنا پڑے۔ فاضل مصنف خود رقمطراز ہیں:

''حتی الامکان وحتی الوسع اصل ترجمہ سے زائد الفاظ کا کوئی استعمال نہیں کیا گیا۔ بظاہر جو کچھ الفاظ کسی جگہ کسی ضرورت سے لیے گئے ہیں وہ خاص اسی مطلب کو ادا کرنے کے لیے ہیں۔ وہ بھی خاص الفاظ قرآنی کے الف لام اور تنوینات وغیرہ کے ہی معنی ہیں''(۲۴)۔

ان تراجم کے علاوہ کچھ اور تراجم بھی آپ کے پیش نظر تھے جن میں خاص طور پر مولانا عبد الحق حقانی کا ''ترجمۂ حقانی'' اور ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ۔ شائق ایزدی نے یہ ترجمہ آٹھ سال کی محنت شاقہ کے بعد ۲۸ محرم الحرام ۱۳۴۲ھ بمطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۲۳ء بروز سہ شنبہ بوقت ظہر مکمل کیا۔(۲۵)

یہ ترجمہ تین جلدوں میں کریمی پریس لاہور سے طبع ہوا۔ ہر جلد دس پاروں پر مشتمل ہے۔ اور کل صفحات ۲۹۶۶ ہیں۔

اس ترجمہ کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس کا دیباچہ اور حواشی وغیرہ بھی منظوم ہیں سوائے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ضروری التماس مؤلف'' کے کہ وہ منثور ہے۔فاضل مترجم نے جو منظوم وضاحتی حواشی دیئے ہیں ان کا نام ''فرقان حمید'' رکھا ہے۔

اگر ضرورتِ شعری کی وجہ سے کوئی لفظ بڑھانا پڑا ہے تو فاضل مترجم نے اس کو قوسین میں لکھا ہے تاکہ قاری کو یہ معلوم ہو جائے کہ قوسین میں دیئے گئے الفاظ وضاحتی اور ضرورت شعری کی وجہ سے دیئے گئے ہیں۔اس منظوم ترجمہ پر حواشی بالکل مختصر اور خال خال ہیں، اگر ایک جگہ کسی لفظ کی تشریح گزر چکی ہو اور دوسری جگہ دوبارہ وہ لفظ آجائے تو تشریح کرنے کی بجائے سابق تشریح کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ وہاں سے ملاحظہ کر لی جائے۔مثلاً: ﴿ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴾ (۲۶) پر حاشیہ نمبر لگا کر فٹ نوٹ میں لکھتے ہیں:

لفظِ جِنّ کی شرح اور تفصیل کو ذیل کی آیات میں بھی دیکھ لو

۱: ﴿ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ ﴾ (۲۷) الآیہ پ۲۲ ع ۸

۲: ﴿ وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ ﴾ (۲۸) پ۲۶ ع۴ (۲۹)

یہ ترجمہ تحت اللفظ ہے۔اس میں قرآنی آیات کو اس انداز سے لکھا گیا ہے جس سے یوں گماں ہوتا ہے کہ یہ بھی کوئی منظوم کتاب ہے۔راقم کے نزدیک اس انداز سے قرآن مجید کو لکھنا جہاں بے ادبی کے زمرہ میں آتا ہے وہاں اس سے تلاوت کرنا بھی آسان نہیں رہتا۔نمونہ کلام ملاحظہ کیجئے:

يَـــا أَيُّهَـــا الَّـــذِيْـــنَ	آمَـــــــنُــــــوْا
اے وہ لوگو! جو کہ ایماں لائے ہو	مانتے ہو جو کتاب اللہ کو
لَاتُـــقَـــدِّمُـــوْا بَيْـــنَ يَـــدَيِ	الـــلّٰـــهِ وَرَسُـــوْلِـــهٖ
مت بڑھو تم آگے (حدّ دین سے)	حق کے اور اس کے رسولِ پاک کے
وَاتَّـــقُـــوْا	الـــلّٰـــهَ
اور رہو عصیاں سے تم بچتے ہوئے	ڈر کر اللہ (کے عذاب اور قہر) سے
إِنَّ الـــلّٰـــهَ	سَـــمِيْـــعٌ عَـــلِيْـــمٌ (۳۰)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعی ہے حق تعالیٰ ہی سدا سب کی سننے والا سب کچھ جانتا(۳۱)

۳۔ ''وحی منظوم'' از سیماب اکبرآبادی (۱۸۸۰-۳۱/جنوری۱۹۵۱ء):

سیماب اکبرآبادی کا اصل نام عاشق حسین تھا، قلمی نام سیماب اکبرآبادی اور تخلص سیماب کرتے تھے۔آپ اپنے قلمی نام سے ایسے مشہور ہوئے کہ اصل نام بالکل متروک ہوکر رہ گیا، آپ ۱۸۸۰ء اکبر آباد (آگرہ) میں پیدا ہوئے۔ سیماب عربی فارسی کی کتابیں پڑھنے کے بعد انگریزی سکول میں داخل ہوئے (۳۲)، ابھی انٹر کے امتحان سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ والدگرامی کا سایۂ رحمت سر سے اٹھ گیا۔ سب بہن بھائیوں میں بڑے ہونے کی وجہ سے گھر کی تمام تر ذمہ داریاں آپ کے ناتواں کندھوں پر آپڑیں۔ نتیجتاً تعلیم جاری نہ رکھ سکے اور اکبرآباد (آگرہ) کے قلعہ معلیٰ میں ملٹری ورکس آفس میں کلرک تعینات ہوئے، کچھ عرصے کے بعد ریلوے کے ڈی۔ٹی۔ ایس آفس سے وابستہ ہوگئے۔ حصولِ علم آپ کی زندگی کا سب سے اہم مقصد تھا، آپ نے اپنے والد گرامی سے ایک چھوٹا سا کتب خانہ ورثہ میں پایا جو علم کی تشنگی کو سیراب کرنے میں معاون ثابت ہوا۔ جب علم کی پیاس شدید ہوئی تو حضرت جمال الدین سرحدی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی جیسے نابغہ روزگار شخصیات کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور علمی پیاس بجھائی۔ اِن کے علاوہ اُس وقت کے نامور جید علماء کرام سے حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کی، یوں آپ کو دینی وعصری ہر دو علوم پر دسترس حاصل ہوگئی۔ اساتذہ کی خصوصی توجہ کے باعث آپ نے انگریزی، سنسکرت اور کئی دیگر زبانوں پر حد درجہ عبور حاصل کرلیا۔

شاعری کا ذوق بھی آپ کو ورثہ میں ملا تھا، آپ کے والد محترم مولانا محمد حسین صدیقی اپنے وقت کے معروف عالم اور نعتیہ شاعری کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔

۱۸۹۸ء میں فاضل مترجم نے فصیح الملک نواب مرزا داغ دہلوی سے تلمذ کا شرف حاصل کیا اور بیسویں صدی کے ابتدائی عشرہ میں ہی علمی و ادبی دنیا میں اپنا ایک مقام بنالیا، آپ کا شعروادب میں ذوق اس حد تک بڑھا کہ ۱۹۲۱ء میں ریلوے کی ملازمت سے مستعفی ہوکر آگرہ میں مستقلاً سکونت اختیار کرلی۔ یہاں آپ نے ''قصر الادب'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا اور تصنیف وتالیف کا باقاعدہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ شروع ہوگیا۔ ماہنامہ ''مرصع''، ماہنامہ ''پردہ نشین'' اور ''آگرہ اخبار'' کی ادارت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔

آپ کا سب سے پہلا شعری مجموعہ ''نے ستاں'' کے نام سے شائع ہوا۔ یہ دراصل آپ کی وہ نظمیں اور نعتیں تھیں جو اس وقت کے کثیر الاشاعت اخبار و جرائد میں چھپ چکی تھیں۔ قصر الادب سے ماہنامہ ''پیمانہ''، ماہنامہ ''ثریا''، ماہنامہ ''شاعر''، ہفت روزہ ''تاج''، ماہنامہ ''کنول'' اور سہ روزہ ایشیا کے اجراء کا سہرا بھی آپ کے سر جاتا ہے۔ آپ سن شعور سے آخری سانس تک شعر و ادب کی خدمت میں ہمہ وقت مصروف رہے۔ آپ نے اپنی ادبی زندگی کے آغاز میں مولوی فیروز الدین (بانی فیروز سنز لمیٹڈ لاہور) کی فرمائش پر مثنوی مولانا روم کے مکمل چھ دفتروں کا منظوم اردو ترجمہ ''الہام منظوم'' کے نام سے بہت ہی قلیل مدت میں مکمل کر دیا۔

سیماب اکبر آبادی نے اپنی پچاس سالہ ادبی زندگی میں نثر و نظم کی چھوٹی بڑی تین سو کتابیں تصنیف و تالیف کیں۔ جن میں غزل کے تین ضخیم دواوین کلیم عجم، سدرۃ المنتہی اور لوح محفوظ، نظموں کے تین مجموعے کار امروز، ساز و آہنگ اور شعرِ انقلاب، رباعیات کا مجموعہ عالمِ آشوب، عزائی کلام کے دو مجموعے سرودِ غم اور نفیر غم، فن شاعری اور اصلاحِ سخن پر دو معیاری کتابیں رازِ عروض اور دستور الاصلاح وغیرہ، قائد اعظم سے متعلق نظموں کا مختصر مجموعہ ''قائد کی خوشبو'' اور آپ کی آخری تالیف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر ''خاتم النبیین'' ہے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ ''وحی منظوم'' ہے جو قرآن پاک کا واقعی منظوم ترجمہ ہے جس نے آپ کی شہرت کو لازوال کر دیا ہے۔

آپ قیام پاکستان کے بعد کراچی میں مستقل رہائش پذیر ہوگئے اور یہاں بھی علمی و ادبی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔ ۳۱ جنوری 1951ء کو دنیائے ادب کے اس درخشاں ستارے، صحافت اور شاعری کے اس امام نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی (۳۳)۔

سیماب کس نے عرش سے آواز دی مجھے
کہہ دو کہ انتظار کرے، آرہا ہوں میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحی منظوم:

۱۹۴۳ء/۱۳۶۲ھ میں آپ نے قرآن مجید کا منظوم ترجمہ کرنے کی ٹھانی، دوست احباب اور علماء ومشائخ سے مشاورت کے بعد آپ نے بسم اللہ کرکے اس عظیم کام کا آغاز کیا۔ آپ کے پیش نظر حضرت شاہ عبدالقادر اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن کے تراجم تھے، آپ نے حتی الوسع ان دونوں تراجم کا پورا تتبع کیا بلکہ یوں کہیں تو زیادہ مناسب ہوگا کہ آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر کے ترجمہ کو نظم کی شکل دی۔ اس عظیم تخلیقی کام کے دوران فرہنگِ آصفیہ، لغات کشوری اور نور اللغات آپ کے ساتھ رہتی تھیں۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ اگر کسی کام کی ٹھان لی تو پھر اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر ہی چھوڑا۔ آپ کبھی کام کو نامکمل اور ادھورا نہیں چھوڑتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ "وحی منظوم" کی تالیف کے دوران کوئی ایسی مصروفیت آڑے نہیں آنے دی جو اس کام میں مخل ہوتی۔ آخر کار سات ماہ اور نو دن کی قلیل مدت میں یہ عظیم منظوم ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔

مولانا سیماب اکبر آبادی کی احتیاط اور خوفِ خدا کا یہ عالم تھا کہ ترجمہ کی تکمیل کے بعد اس پر نظر ثانی کا فیصلہ کیا اور بعض اشاعتی اداروں کی کثیر رقم کو تا نظر ثانی ٹھکرا دیا۔

مولانا موصوف کو اس بات کا بھی بخوبی اندازہ تھا کہ ترجمہ میں تھوڑی سی لغزش اور کمی بیشی موجبِ عذاب ہوسکتی ہے۔ اس لیے آپ نظر ثانی کے بعد "وحی منظوم" کا مسودہ لے کر مختلف مکتبہ فکر کے علمائے عظام اور ناقدین ادب کی خدمت میں جاتے رہے، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا سعید احمد اکبر آبادی، مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی، خواجہ حسن نظامی اور مولانا عتیق الرحمٰن عثمانی وغیرہ نے ترجمے میں عربی متن سے جہاں ذرا سی بھی عدم مطابقت یا قرآنی مفہوم کے واضح نہ ہونے کا معمولی سا احتمال ظاہر کیا تو فاضل مترجم نے ان کے مشورے کے مطابق اس سہو یا سقم کی اصلاح کر لی۔ (۳۴)

منظوم ترجمہ میں قرآن حکیم کے مطالب کی ساتھ شعری وزن اور قافیہ و ردیف کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔ وزن و بحر کی صحت کے ساتھ ردیف وقافیہ کی موزونیت کا اہتمام بجائے خود جگر کاوی کا متقاضی ہے، اس لیے جہاں کہیں بھی فاضل مترجم کو ضرورت شعری کی وجہ سے کچھ اضافے کرنے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑے تو آپ نے وہ قوسین میں کر دیئے تا کہ اس سے اندازہ ہو کہ یہ قرآن مجید کا ترجمہ نہیں ہے۔ بلکہ قوسین میں جو فقرے اور عبارتیں ہیں وہ سب توضیحی اور تشریحی ہیں جن سے ترجمے کے سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ قرآنی مفہوم میں کسی قسم کا ردوبدل واقع ہوا ہے۔

یہ ترجمہ جہاں معنوی اعتبار سے خوبصورت ہے وہاں صوری اعتبار سے بھی خوبصورت ہے۔ یہ پہلی مرتبہ ۱۹۴۵ء/۱۳۶۵ء میں شائع ہوا۔ راقم کے پیش نظر اس کا جدید ایڈیشن ہے جو فرید بکڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ ۴۲۲ مٹیا محل، اردو مارکیٹ، جامع مسجد دہلی (ہندوستان) نے شائع کیا ہے، یہ اس نسخہ کی کاپی ہے جو سیماب اکاڈمی (پاکستان) کراچی سے شائع ہوا، اس پر کوئی ایسی تفصیل نہیں ہے جس سے اندازہ ہو سکے کہ یہ اس کا کونسا ایڈیشن ہے اور کس سن میں شائع ہوا ہے، البتہ خوبصورت انداز میں شائع ہوا ہے۔ دائیں صفحہ پر قرآن مجید کا متن اور اس کے مقابل آیات کا منظوم ترجمہ ہے۔ اسی بائیں صفحے پر مختصر مگر مفید حاشیہ ہے جو کہ فاضل مترجم کی وسعتِ اطلاع پر دلالت کرتا ہے۔ یہ ترجمہ ۹۷۱ صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور آخر میں ۳۳ صفحات پر مشتمل ارباب علم وفن کی آراء اس کے علاوہ ہیں۔

''وحی منظوم'' کو اس وقت کے علماء ومشائخ اور ارباب علم ودانش نے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے اور اس پر آراء تحریر کی ہیں جن میں مولانا محمد حفظ الرحمٰن، خواجہ حسن نظامی دہلوی، مولانا عبد النعیم صدیقی، مولانا محمد صادق، حضرت مولانا محمد میاں، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا سعید احمد اکبر آبادی، محمد نعیم لدھیانوی، مولانا عتیق الرحمٰن عثمانی، مولانا محمد ادریس، مولانا جمال میاں فرنگی محلی، جسٹس آفتاب حسین، راجہ محمد ظفر الحق (سابق وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات حکومت پاکستان)، محمد علی خان آف ہوتی اور پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان جیسے جید علماء شامل ہیں۔

مولانا سید حسین احمد مدنی اس ترجمے پر تبصرہ کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

> ''ماشاء اللہ نہایت مفید اور کار آمد معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ناظم صاحب (سیماب اکبر آبادی) موصوف نے اکابر اسلاف رحمہم اللہ تعالی کے تراجم کی مطابقت کا التزام کیا ہے اس بناء پر یہ ہر طرح قابل اعتماد ہے۔'' (۳۵)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وحی منظوم'' سیماب اکبر آبادی کی بلند پایہ شاعری کا ایک بین ثبوت اور ان کی قادر الکلامی، عروجِ فن اور قرآن کریم پر حد درجہ عبور کی بے نظیر مثال ہے۔

ذیل میں نمونے کے طور پر سورۂ کوثر کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے:

(اے پیمبر) ہم نے بے شک تم کو کوثر دے دیا پس پڑھو رب کی نماز، اور پھر کرو شکر خدا
اور قربانی کرو (نام پر اس کے ادا) جو تمہارا ہے عدو بے نسل وہ رہ جائے گا(۳۶)

فاضل مترجم کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے ستاون سال کا عرصہ بیت چکا ہے مگر وہ اپنے اس عظیم المرتبت ترجمے کی وجہ سے زندہ جاوید ہو گئے ہیں۔

۴۔''سِحرُ البیان'' از اثر زبیری لکھنوی:

آپ کا اصل نام مجید الدین احمد ہے اور اثر زبیری لکھنوی کے نام سے مشہور ہیں۔آپ نے شاعری کا آغاز غزل گوئی سے کیا، میلانِ طبع چونکہ مذہب کی جانب زیادہ تھا اس لیے آپ نظم کی جانب متوجہ ہوئے اور حمد، نعت اور مناقبِ سلف صالحین جیسی شعری اصناف میں اپنا لوہا منوایا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے متعلق ''شہید ستم'' کے نام سے ایک طویل نظم لکھی(۳۷)

قرآن مجید کے منظوم ترجمہ کا خیال آپ کو جنوری ۱۹۴۳ء میں آیا جس وقت آپ محلہ چمن گنج کانپور میں قیام کے دوران' نمازِ مغرب کی ادائیگی کر رہے تھے،فروری ۱۹۴۸ء تک گردش حالات کی وجہ سے اس جانب کوئی عملی پیش رفت نہ ہوسکی۔مارچ ۱۹۴۸ء کو کراچی میں قیام کے دوران اس عظیم منصوبے کا آغاز کیا۔آپ چونکہ سرکاری ملازم تھے اس لیے کوئی زیادہ وقت نہ دے پاتے،بس رات کے چند پہر ہی اس پر صرف کر پاتے(۳۸)،چودہ سال کی مسلسل محنت کے بعد شب جمعہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ بمطابق ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء کو یہ عظیم منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچا(۳۹)۔

مہتمم دارالعلوم دیوبند مولانا محمد طیب علیہ الرحمۃ کے مشورہ پر اس منظوم ترجمۂ قرآن کا نام''سحرالبیان'' رکھا۔اور مولانا مفتی محمد شفیع کی رائے پر ضرورت شعری کی وجہ سے جو زائد الفاظ ہیں ان کو واوین میں ذکر کیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے ترجمہ کرتے وقت حزم واحتیاط کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔آپ اپنا مسودہ مختلف علماء کی خدمت میں لے کر جاتے رہے تاکہ کسی قسم کا سقم ہو تو اس کو دور کیا جاسکے۔مولانا عبدالماجد دریابادی سے مسلسل اصلاح کرواتے رہے۔اتنی احتیاط کے باوجود آپ اس کو منظوم ترجمہ کی بجائے ''نظم اُردو میں قرآن کریم کا سلیس اور بامحاورہ حاصلِ ترجمہ'' کہتے ہیں۔آپ کا منظوم ترجمے سے مقصود یہ تھا کہ نظم وشعر کے لوگ قرآنی تعلیمات کی طرف متوجہ ہوں اور حلاوتِ ایمان کو حاصل کرسکیں، اسی طرح عامۃ الناس قرآنی مطالب کو ازبر کرسکیں (۴۰)

مولانا شبیر احمد عثمانی،مولانا عبدالماجد دریابادی، قاری محمد طیب، مفتی محمد شفیع، مولانا ابو الاعلی مودودی، مولانا اعزاز علی دیوبندی، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا شمس الحسن تھانوی، مولانا محمد حسین پالوا، مولانا سلیم اللہ خان اور مولانا اکرام الحق جیسی عبقری شخصیات نے نہ صرف اس منظوم ترجمہ کو سراہا بلکہ اس پر تقاریظ بھی لکھ دیں۔

یہ ترجمہ الحجاز پبلشرز فیروز والا بلڈنگ کیمبل سٹریٹ کراچی نے دو جلدوں میں شائع کیا۔ہر جلد پندرہ پندرہ پاروں کی ہے۔طباعت خوبصورت انداز میں کی گئی ہے۔سنہری اور گہری فیروزی رنگ کا حاشیہ ہر صفحہ کو مزین کیے ہوئے ہے۔ہلکے فیروزی رنگ پر قرآنی آیات اور اس کے تحت اللفظ منظوم ترجمہ ہے۔ترجمہ پر کوئی بیک گراؤنڈ نہیں دی گئی۔

اثر زبیری صاحب نے بھی اپنے پیش روشائق ایزدی کی تقلید میں آیات بینات کو شعروں کے انداز میں لکھا ہے جو کہ راقم کے نزدیک مستحسن عمل نہیں ہے۔

آپ نے آیات بینات کے ترجمہ کو شعری قالب میں ڈھالتے ہوئے جن امور کا خاص طور پر خیال رکھا ان کو مختصراً ذیل میں پیش کیا جارہا ہے:

☆ آپ نے اس امر کا بطور خاص خیال رکھا کہ عبارتِ نظم کو آسان لفظوں میں پیش کیا جائے اور ترتیب مطالب کے لحاظ سے اصل عبارت کا تسلسل بھی قائم رکھا جائے۔

☆ ترجمہ کو مختصر الفاظ میں ادا کرنے کی سعی کی گئی ہے اور اس امر کی حتی الوسع رعایت رکھی گئی ہے کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس ترتیب کے ساتھ قرآنی الفاظ سطر بالا میں مرقوم ہوں اسی ترتیب کے ساتھ اس کے تحت عبارتِ نظم میں بھی لائیں جائیں۔اس طریقہ سے یہ فائدہ ہوا کہ عبارتِ قرآنی کی تفہیم سہل ہوگئی۔

☆ بعض مقامات اس قسم کے بھی آئے ہیں جہاں بضرورت توضیحِ مطلب تشریحی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے اور بعض مواقع ایسے بھی آئے ہیں جہاں بضرورت شعری زائد الفاظ استعمال کرنا پڑے، فاضل مترجم نے ان سب کو واوین میں '' '' اس انداز پر لکھ دیا ہے کہ شرح و ترجمہ ایک دوسرے سے ممتاز ہوسکیں۔اس احتیاط کے نتیجے میں نہ تو معنیٰ میں کوئی فرق آیا اور نہ ہی عبارت کے تسلسل میں گرہ پڑسکی۔مثال ملاحظہ ہو:

فَلَمَّا اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ (۴۱)

تو ان کو آلیا ''یکبارگی'' اک زلزلے نے گزارش کی ''پریشان ہوکے'' موسیٰ نے کہ میرے رب

☆ اُن مقدرات و مکنوناتِ قرآنی کو بھی ترجمہ میں شامل کرلیا گیا ہے جو اصل عبارت میں مذکور تو نہیں ہیں بلکہ درحقیقت مرادِ عبارت ہیں۔نظمِ ترجمہ میں ان کو شامل کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ فہمِ معنیٰ میں کوئی دشواری باقی نہیں رہتی۔اسی طرح جہاں کہیں واوِ عطف کا تعلق پورے ماسبق جملے سے تھا اسے ترجمہ میں اس طریقے سے بیان کیا گیا ہے کہ واوِ مذکورہ کا ترجمہ اپنے پورے معطوفہ جملے کے معنیٰ کے ساتھ ساتھ نظر آتا ہے۔غرضیکہ ہر لفظ کے محل استعمال اور مقصدِ منطوق کو پورے طور پر مد نظر رکھا گیا ہے (۴۲)۔

☆ حفظِ مراتب اور ادب کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے، اگر عبارت میں عام شخص سے خطاب ہے تو کہہ دے یا بتادے کے ساتھ ترجمہ کیا گیا ہے اور جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا گیا ہے وہاں کہہ دیجئے یا بتا دیجئے جیسے الفاظ لائے گئے ہیں۔

☆ جہاں جہاں آیت قرآنی پوری ہوگئی یا مضمون اس طور پر ختم ہوگیا کہ نظم میں طاق مصرعے رہ جاتے ہیں تو ان کو اسی صورت میں رہنے دیا گیا۔یہ طریقہ اگرچہ قواعدِ نظم کے اعتبار سے ناجائز ہے پھر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ایک خاص معنوی لطف اور ایک خاص ادب واحتیاط کا حامل ہے۔ مثلاً

قٓ o وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ o بَلْ عَجِبُوْا اَنْ جَآءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ

قسم قرآن کی ان کو تعجب بلکہ اس پر تھا کہ ان کے پاس آیا اک ڈرانے والے ان جیسا

فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ (۴۳)

تو اہل کفر کہہ اٹھے انوکھی بات ہے یہ تو

☆ جن جن مقامات پر مترجمین میں باہم اختلاف پایا جاتا ہے وہاں فاضل مترجم خاص طور پر تفحص وتحقیق سے کام لے کر اور سیاق وسباق کو مدنظر رکھ کر تفاسیر کی مدد سے منطوق آیت کو قلم بند کرنے کی کوشش کی ہے مثلاً:

ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ (۴۴)

پھر اس کے واسطے آنے کا رستہ کر دیا آساں پھر اس کو موت دی اور پھر بنایا قبر کا مہماں

☆ ''سحر البیان'' میں عمومی طور پر لفظی ترجمہ کیا گیا ہے۔ لیکن بعض جگہ شگفتگیٔ زبان کو ملحوظ رکھتے ہوئے بامحاورہ ترجمہ بھی کیا گیا ہے اور مروجہ محاوروں کو بھی استعمال کیا گیا ہے۔ بامحاورہ ترجمہ کی مثال ملاحظہ ہو:

يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ. (۴۵)

یہی ہر فرد کی خواہش ہے عمرِ نوح مل جاتی

☆ اثر زبیری مرحوم نے اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ ترجمہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کی شان کے منافی کوئی لفظ استعمال نہ کیا جائے، اسی طرح عصمتِ انبیاء کو بھی ملحوظ رکھا ہے تاکہ منصبِ رسالت پر حرف نہ آئے۔ آپ ترجمے کرتے ہوئے اُن مشکل مقامات سے بغیر وعافیت گزر گئے ہیں جہاں بڑے بڑے مترجمین بھی صحیح معنوں میں عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ مثال ملاحظہ ہو:

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ

وہ یوں کہنے لگیں ہے ہے بھلا کیا میں ماں بنوں گی درآنحالیکہ ہوں ''ازکار رفتہ یعنی'' بوڑھی میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَھٰـــذَا بَـعْـلِـیْ شَیْـخًــا اِنَّ ھٰـــذَا لَشَـــیْءٌ عَـجِیْـــبٌ(۴۶)

یہ شوہر ہیں جوخود بھی سن رسیدہ ہیں بہت کافی یہ مژدہ واقعی اک بات ہے از حد تعجب کی

ضالاً کالفظی ترجمہ بڑی احتیاط کا طالب ہے، خصوصاً جبکہ اس کا استعمال اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ سے متعلق ہو۔

وَ وَجَـــدَكَ ضَـــآلًّا فَھَـــــــــــدٰی (۴۷)

اور اس نے آپ کو نامحرم 'اسرار' پایا تھا تو اس نے آپ کو رستہ دکھایا "دینِ برحق کا"(۴۸)

☆ عام طور پر تراجم کا مزاج یہ رہتا ہے کہ جملہ اسمیہ کا ترجمہ جملہ اسمیہ سے، جملہ فعلیہ کا ترجمہ جملہ فعلیہ سے کیا جاتا ہے، اسی طرح اسماء کا ترجمہ اسماء سے اور ضمائر کا ترجمہ ضمائر سے ہوتا ہے۔ اثر زبیری نے اس میں تھوڑا سا تصرف کیا ہے، آپ نے بعض مقامات پر اسماء کا ترجمہ ضمائر کے ساتھ اور ضمائر کے ضمن میں اسماء کو ظاہر کر دیا ہے۔ اس امر کا محرک معنوی ضرورت اور ترسیع کلام کا خیال تھا۔

☆ ہر سورۃ کو نئے صفحے سے شروع کرنے کا خاص طور پر التزام کیا ہے اگرچہ گذشتہ سورۃ جہاں ختم ہوئی ہے وہاں خالی جگہ ہی کیوں نہ ہو۔

اثر زبیری کا مزید نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

قُـــلْ اَعُـــــــوْذُ بِـرَبِّ الـنَّـاسِ مَـلِكِ الـنَّـاسِ اِلٰـهِ النَّاسِ

یہ کہیے مانگتا ہوں میں اماں اس "ذاتِ یزداں" کی جو رب ہے جو مَلِک ہے جو کہ ہے معبود انساں کی

مِـنْ شَـرِّ الْـوَسْـوَاسِ الْـخَـنَّـاسِ اَلَّـذِیْ یُـوَسْـوِسُ فِـیْ صُـدُوْرِ الـنَّـاسِ

بدی سکھلا کے پیچھے ہٹنے والے کی شرارت سے کیا کرتا ہے پیدا وسوسے جو دل میں انسان کے

مِـنَ الْـجِـنَّـةِ وَالـنَّـاسِ(۴۹) وہ شیطاں خواہ "قوم" جن سے ہو یا نوع انساں سے

۵۔ مثنوی آبِ رواں از شمیم رجز:

سید شمیم رجز اردو کے قادر الکلام بزرگ شاعر ہیں، آپ قیام پاکستان سے قبل ضلع کانپور کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب ''محمد پور'' (۵۰) نامی ایک گاؤں میں ۱۱ مئی ۱۹۲۷ء کو پیدا ہوئے، بچپن میں آپ کو آپ کی والدہ محترمہ نے قرآن مجید پڑھایا، ابتدائی تعلیم قصبہ کے پرائمری سکول میں حاصل کی، انگریزی کا آغاز بی۔این ہائی سکول اکبر پور ضلع فیض آباد سے ہوا، ایس۔آئی کالج لکھنؤ سے میٹرک امتیازی نمبروں کے ساتھ پاس کیا۔ اسی کالج میں انٹر سائنس تک تعلیم پانے کے بعد لکھنؤ یونیورسٹی میں بی۔ایس۔سی (سالِ اول) تک تعلیم حاصل کی۔

لکھنؤ کے آٹھ سالہ قیام دوران سید موصوف نے اردو کے محافظ اور اردو ادب کے مجتہد حضرت مہذب لکھنوی سے فن شاعری کی تعلیم حاصل کی۔ قیام پاکستان کے بعد سٹی آرٹس کالج حیدر آباد سندھ میں داخلہ لے لیا اور یہاں بی۔اے آنرز تک تعلیم حاصل کی۔ سندھ یونیورسٹی میں ایم۔اے اردو سال اول کے ہی طالب علم تھے کہ اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی کی کشش انہیں لاہور لے آئی اور یہاں سے آپ نے ایم۔اے اردو کی سند حاصل کی۔

رجز صاحب کو ابتدائی عمر میں ہی شعر وشاعری سے حد درجہ مناسبت تھی، آپ ابھی آٹھویں جماعت میں تھے کہ آپ کا ابتدائی کلام ''دریائے غم'' کے نام سے شائع ہوا۔ اس کے دو سال بعد ابھی دسویں جماعت میں زیر تعلیم تھے کہ دوسرا مجموعہ ''محافظ اسلام'' کے نام سے شائع ہوا۔ شعر وشاعری سے اس حد تک لگاؤ کے باوجود بھی آپ اپنی جماعت کے ہر امتحان میں اول پوزیشن حاصل کرتے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد ریلوے سے وابستہ ہو گئے۔ (۵۱) قیامِ لاہور کے دوران لاہور کے مشاعروں اور محافل مسالمہ میں شریک ہوتے اور اپنا منظوم کلام سناتے۔ اب ایک طویل مدت سے امریکہ میں مقیم ہیں، مختلف موضوعات پر کوئی ایک درجن کتب لکھیں ہیں۔ آپ چونکہ انجینئرنگ کے شعبہ سے وابستہ تھے اس لیے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور دو کتابیں ''فولاد پر عملِ حرارت'' اور ''فن آہن گری'' تحریر کیں جو پاکستان رائٹرز گلڈ کی وساطت سے بالترتیب اول اور دوم انعام کی مستحق قرار پائیں۔

رجز صاحب شعر وادب کی دنیا کے ایک قادر الکلام شاعر مانے جاتے ہیں اور شاعری کی ہر صنف پر طبع آزمائی کر چکے ہیں جس کا منہ بولتا ثبوت حمد، نعت، منقبت، نوحے، مرثیے، سلام اور رباعیات پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشتمل ایک عظیم وضخیم کتاب ''خلوص بے کراں'' ہے۔ ''میر کارواں'' کے نام سے متفق علیہ احادیث کا منظوم ترجمہ کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تصنیف لطیف ''نہج البلاغۃ'' کا منظوم ترجمہ دو جلدوں میں بعنوان ''نقش جاوداں'' کیا، ''گلستانِ فاطمہ'' کے نام سے مرثیہ لکھا، ''نجاتِ انس وجاں'' کے عنوان سے سو منظوم دعائیں لکھیں جن میں حضرت امام زین العابدین کی ۵۶ منظوم دعائیں بھی شامل ہیں۔ ایسا پس فیلبسز (انگریزی) کا منظوم ترجمہ ''خزانہ حکمت'' کے نام سے کیا، نثر میں ''حروف کی آوازیں اور اثرات'' آپ کا ایک تحقیقی کارنامہ ہے اور ''صدائے احتجاج'' کے نام سے آپ کے تنقیدی مضامین کا مجموعہ بھی موجود ہے، شرک کے خلاف بھی آپ نے ''یا اللہ مدد'' کے عنوان سے ایک کتاب تصنیف کی۔ آج کے اس موجودہ تناظر میں امت محمدیہ میں باہمی اتفاق واتحاد سے متعلق ایک کتاب بعنوان ''شیر وشکر'' تصنیف کر رہے ہیں۔

رجز صاحب کا سب سے قابل قدر، لائق تحسین اور ناقابل فراموش کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے ''آبِ رواں'' کے نام سے قرآنی مطالب ومفاہیم کو نظم کی شکل میں ڈھالا۔

رجز صاحب نے اس عظیم منصوبے کا آغاز فروری ۱۹۵۲ء میں کیا اور پہلا پارہ اگست ۱۹۵۳ء میں مکمل ہوا (۵۲)۔ ۱۹۶۰ء میں اس کا پہلا حصہ ''آبِ رواں'' کے نام سے شائع ہوا جو کہ پہلے پارہ پر مشتمل تھا۔ پھر ۱۹۶۴ء میں رائٹرز اکیڈیمی لاہور سے سیقول پارہ پر مشتمل دوسرا حصہ شائع ہوا، اس کا تیسرا حصہ جو کہ تلک الرسل پر مشتمل تھا غالباً ۱۹۶۸ء میں شائع ہوا۔ چودہ برس کی مسلسل محنت سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔

رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ بمطابق اکتوبر ۲۰۰۵ء میں یہ مکمل تیس پاروں کی تفسیر اظہار القرآن ۱۹- اردو بازار لاہور نے شائع کی، اس سے قبل جو ساٹھ کی دہائی میں تین حصوں میں تین پاروں کی تفسیر شائع ہوئی تھی اس میں ایک صفحہ پر قرآن مجید کا عربی متن، اس کے نیچے مولانا شاہ رفیع الدین کا ترجمہ اور اس کے مقابل صفحہ میں آیات بینات کا منظوم مفہوم دیا گیا تھا اور یہ زبان حال سے بتا رہا تھا کہ قرآن مجید کا منظوم ترجمہ انتہائی مشکل اور حزم واحتیاط کا متقاضی ہے اور چھوٹی سے لغزش بھی بجائے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجر وثواب کے سزا کا موجب بن سکتی ہے۔ اس بات کا ادراک رجز صاحب کو بخوبی تھا، اس لیے انہوں نے ''منظوم ترجمہ'' کا لفظ لکھنے کی بجائے ''منظوم مطالب ومفاہیم'' لکھا اور اس بات کا کہیں دعویٰ نہیں کیا کہ یہ منظوم ترجمہ ہے۔ وہ خود لکھتے ہیں:

''اشعار میں قرآن کے مطالب ومفاہیم نظم کیے ہیں، البتہ کوشش یہ رہتی ہے کہ آیات کا ترجمہ نظم کروں''(۵۳)

اس موجودہ اشاعت میں غالباً طوالت کے خوف سے شاہ رفیع الدین کا ترجمہ شامل نہیں ہے۔

رجز صاحب کے مخاطب خواص کی بجائے چونکہ عوام ہیں، اس لیے آپ نے شاعری کی صنف ''مثنوی'' کا انتخاب کیا اور جب یہ مکمل ترجمہ شائع ہوا تو اس کا نام ''مثنوی آب رواں'' رکھ دیا گیا۔ ''مثنوی آبِ رواں'' کی طباعت تین رنگوں میں کی گئی ہے۔ گہرے سبز رنگ کا حاشیہ صفحے کو مزین کرتا ہے اور ہلکے سبز رنگ کے کالم میں قرآنی آیت اور اس کے مقابل سفید کالم میں متعلقہ آیت کی منظوم ترجمانی درج ہے۔ آخر میں فہرست ہے اور یہ کل ۶۹۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ آخر میں بغیر نمبروں کے چار صفحات پر اہل علم حضرات کے تبصرے ہیں اور یہ تبصرے اس کی اس تازہ اشاعت پر نہیں ہیں جو مکمل صورت میں شائع ہوئی ہے بلکہ یہ ساٹھ کی دہائی میں شائع ہونے والے تین حصوں پر ہیں، اسی وجہ سے ان کو ایک الگ سے تعارفی بروشر چھاپنا پڑا جس میں سابقہ تبصروں کے ساتھ نئی اشاعت پر تبصرے بھی شامل ہیں۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی، سید ابو الحسنات، مولانا احتشام الحق تھانوی، جناب اختر عباس مجتہد، ڈاکٹر سید ناظر حسن زیدی، حافظ نذر احمد (پرنسپل شبلی کالج لاہور) پنجابی شاعر صدیق باغبانپوری، ڈاکٹر محمد حسین جعفری، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر محمد حسن رضوی، پروفیسر ڈاکٹر عبد الرشید (ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز، جامعہ کراچی)، ڈاکٹر ہلال نقوی، ڈاکٹر عظیم امروہی، مولانا حافظ مشتاق احمد، ڈاکٹر انور سدید، ناصر زیدی، اسرار زیدی، ڈاکٹر سید معراج نیر، ڈاکٹر سلیم اختر، پروفیسر صدیق کلیم، مفتی عزیز الرحمٰن دانش، رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی اور دیگر اہل علم وفن نے منظوم ترجمے کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے اور اس پر دل نشیں تبصرے لکھ کر اس کو سراہا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آبِ رواں'' میں قرآن مجید کے مطالب ومفاہیم کو انتہائی سلیس، شیریں اور دلنشیں انداز میں شعری جامہ پہنایا گیا ہے کہ یہ معانی ومفاہیم قاری کے دل میں اترتے جاتے ہیں اور قاری یوں محسوس کرتا ہے کہ وہ کنول کے پھول کی طرح ''آبِ رواں'' پر تیرتا رہا ہے۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ کیجئے۔

جناب شمیم رجز صاحب سورۃ الاخلاص کے معنیٰ ومفہوم کو کچھ اس انداز سے بیان کرتے ہیں:

کہو تم خدا ایک ہے بالیقیں　　کسی کا وہ محتاج ہرگز نہیں
نہ اس نے کسی کو تولّد کیا　　نہ وہ خود کسی شے سے پیدا ہوا
دو عالم پہ رکھتا ہے وہ برتری　　کسی کو نہیں جرأت ہمسری

آخر میں راقم کی یہ رائے کہ قرآنی آیات کے ساتھ اگر نثر میں کوئی سلیس اور عام فہم ترجمہ شامل کردیا جاتا تو زیادہ مناسب ہوتا۔

۶۔ ''فرقانِ جاوید'' از عبدالعزیز خالد:

عبدالعزیز خالد کا شمار لاہور کے بزرگ شعراء میں ہوتا ہے، آپ کی عربی پر گرفت بھی کافی مضبوط ہے۔ آپ کے کوئی ایک درجن سے زائد مطبوعہ شعری مجموعے ہیں، جن میں نعتوں کا مجموعہ ''ماذ ماذ''، حمطایا'' اور عبدہ اور ان کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا منظوم تذکرہ ''ثانی لا ثانی''، ''سراب ساحل'' (شاعری)، ''سلوی'' (منظوم ڈرامے)، غزل الغزلات''، ''شعلہ چنار''، ''پرواز عقاب''، ''خروش خم''، ''زرداغِ دل'' اور ''طاب طاب'' قابل ذکر ہیں۔

آپ نے قرآن پاک کا منظوم اردو ترجمہ ''فرقانِ جاوید'' کے نام سے کیا۔ یہ ترجمہ آزاد نظم کی ہیئت میں کیا گیا ہے جس میں ردیف اور قافیہ کی کوئی پابندی نہیں ہوتی، ہر مصرع مترنم ہے۔ جناب عزیز خالد صاحب نظم میں آسان سے آسان الفاظ لائے ہیں جنہیں سمجھنے میں کسی قسم کی دشواری پیش نہیں آتی۔

''فرقانِ جاوید'' پہلی مرتبہ مقبول اکیڈیمی لاہور سے اگست ۱۹۸۸ء میں چھپا اور سال بعد ہی اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا۔ یہ بڑے سائز کے ۱۰۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"فرقان جاوید" میں ہر صفحے کے دو کالم بنائے گئے ہیں۔ ایک کالم میں قرآن کی آیات اور دوسرے کالم میں منظوم ترجمہ۔ "عرض مترجم" کے عنوان سے مقدمہ بھی منظوم ہے۔

اس مذکورہ ترجمہ میں اس بات کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا ہے کہ ہر سورت نئے صفحے سے شروع ہو اگرچہ گذشتہ سورت جہاں ختم ہوئی ہے وہاں خالی صفحہ ہی کیوں نہ بچا ہوا ہو۔ آیات کے نمبر عربی متن کی بجائے منظوم ترجمہ میں ہیں، اگر عربی متن میں بھی ہوتے تو زیادہ مناسب تھا۔

فٹ نوٹ میں میں مختصر تشریح وتفسیر بھی دی گئی ہے۔ بالخصوص جب کسی سورت کا آغاز ہوتا ہے تو جناب عزیز خالد اس سورت کے دیگر نام کیا ہیں ان کا تذکرہ کرتے ہیں، مثلاً آپ نے سورۂ فاتحہ کے ۲۵ نام گنوائے ہیں۔ سورۃ الطلاق جب شروع ہوتی ہے تو فٹ نوٹ میں بتلایا کہ اس سورت کا ایک اور نام سورۃ النساء القصریٰ بھی ہے (۵۴)۔

جناب عزیز خالد نے منظوم ترجمہ میں اس بات کا بھی اہتمام کیا ہے کہ اگر کسی لفظ یا فقرے کی جگہ کوئی دوسرا لفظ یا فقرہ بھی استعمال ہوسکتا ہے تو اس کو بھی فٹ نوٹ میں ذکر کردیا ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

﴿ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَغَفَرَلَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ. ﴾(۵۵)

کہا اُس نے پروردگارا! کِیا میں نے تحقیق ظلم
اپنی جاں پر سوتُو بخش مجھ کو۔
سو اللہ نے اُس کو بخشا
وہ تحقیق بخشندہ ومہرباں ہے

۷۔ "وجدانِ سلیم" از میرزا خادم ہوشیار پوری:

میرزا خادم ہوشیار پوری قیام پاکستان سے قبل بیسویں صدی کی دوسری دہائی کے اوائل میں ضلع انبالہ کے کسی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ضلع انبالہ سے ہجرت کرکے خان پور ضلع جہلم میں مستقل رہائش پذیر ہوگئے۔ آپ کو زرعی اراضی "بھوماں باٹھ" میں الاٹ ہوئی۔ اس لیے ضلع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوجرانوالہ بھی آپ کا ایک لحاظ سے وطن بن گیا۔

پیشۂ زراعت سے منسلک تھے، تعلیم بی۔اے تھی، انگریزی، فارسی، عربی، اردو، پنجابی، ہندی اور سنسکرت پر عبور تھا۔ عاجزی وانکساری آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی تھی۔ ہمیشہ سادہ لباس پہنتے ہر چند کہ دیہاتی معلوم ہوتے تھے۔ آپ کو علم عروض میں کامل دستگاہ تھی۔ آپ شاعر بھی تھے اور نقاد بھی۔ ''ماہنامہ پندرہویں صدی گوجرانوالہ'' کے مدیر مسئول تھے۔

۵۲-۱۹۵۱ء میں بس آپ سے سورۂ فاتحہ کا منظوم ترجمہ لکھا گیا۔ اس وقت آپ کا ارادہ مکمل قرآن مجید کے ترجمہ کرنے کا بالکل نہ تھا۔ اساتذۂ پنجاب کے ترجمان ''بانگ درا'' لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں چھپا تو اس کو اتنی پذیرائی ملی کہ پنجاب کے اکثر و بیشتر اداروں میں بطور دعا پڑھا جانے لگا۔ یہ ترجمہ آپ نے بحر ہزج کی مترنم بحر میں لکھا۔ پھر سورۂ بقرہ کی ابتدائی چند آیات کا ترجمہ ہوا۔ اس کے بعد درمیان میں کوئی تیس بتیس سال کا طویل انقطاع آ گیا۔ ۱۹۸۴ء میں آپ نے اس کا دوبارہ آغاز کیا اور ابتداء کے لیے ۲۷ رمضان المبارک کی شب کا انتخاب کیا اور شب قدر کی مناسبت سے سورۃ القدر کی ترجمانی نظم میں کی۔

اگلے سال رمضان المبارک تک اوّل پارہ پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا تھا۔ اوّل پارہ کی اشاعت جس وقت ۱۹۸۸ء میں ہوئی اُس وقت تک چھ پاروں کی منظوم ترجمانی ہو چکی تھی۔ ۱۴ ربیع الاوّل ۱۴۱۲ھ کو قرآن مجید کی یہ منظوم ترجمانی اپنی تکمیل کو پہنچی۔ (۵۶)

ماہنامہ پندرہویں صدی گوجرانوالہ کے شورائی نمبر میں آپ کی سورۂ یٰسین کی منظوم ترجمانی شائع ہوئی۔ اس کی مکمل اور باقاعدہ اشاعت تین جلدوں میں ۱۳-۱۴۱۲ھ میں ہوئی۔ ہر جلد دس پاروں پر مشتمل ہے اور کل صفحات ۱۲۸۷ ہیں۔ اس کی اشاعت کا اہتمام دارالاشاعت ادارۂ تنظیم مساجد گوجرانوالہ نے کیا۔

آپ نے مثنوی کے مخصوص اوزان استعمال کرنے کی بجائے بحر ہزج سالم کو ترجمانی قرآن کے لیے منتخب کیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن فہمی میں آسانی کے لیے یہ ترتیب رکھی گئی کہ دائیں صفحے پر پہلے ہر آیت کے ہر لفظ کے نیچے لفظی ترجمہ اور اس کے نیچے بامحاورہ ترجمہ دیا گیا ہے جو کہ حافظ نذر احمد (مسلم اکادمی، محمد نگر لاہور) کے مطبوعہ ''آسان ترجمۂ قرآنِ کریم'' سے لیا گیا ہے۔ متن کے مقابل بائیں صفحے پر منظوم ترجمانی ہے۔

نمونہ کلام ملاحظہ ہو: آپ نے سورۃ الکافرون کی منظوم ترجمانی اس انداز سے کی ہے:

کہو اے کافرو سُن لو! عبادت جن کی کرتے ہو
وہ جن کے سامنے جھکتے، جبینِ عجز دھرتے ہو
تمہارے ایسے معبودوں کی پوجا میں نہیں کرتا
یہ ہیں معبود باطل، ان کی پرواہ میں نہیں کرتا
نہ تم معبود کی میرے، عبادت کرنے والے ہو
محبت کا نہ دم اُس کی، کبھی تم بھرنے والے ہو
عبادت جن کی کرتے ہو، عبادت کر نہیں سکتا
ربوبیت کا میں ان کی کبھی دم بھر نہیں سکتا
جو ہے معبود میرا، تم عبادت کر نہیں سکتے
کبھی چوکھٹ پر اُس کی، تم سر اپنا دھر نہیں سکتے
تمہاری راہ سے بے شک جدا ہے راستہ میرا
تمہارے سینکڑوں، ربّ دو عالم خدا ہے میرا

۸۔ ''مفہوم القرآن'' از عطاء قاضی:

قاضی عطاء اللہ عطاء پسروری ۱۹۳۴ء میں پسرور کے ایک مشہور تاجر قاضی ظہور اللہ المعروف میاں ظہوری کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں گورنمنٹ ہائی سکول پسرور سے میٹرک کیا۔ اس دوران آپ کا ادب سے لگاؤ پیدا ہوگیا، چونکہ اُس وقت سکول کے اساتذہ میں مسلم الثبوت شعراء تھے، طلبہ کی اکثریت میں شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ ۱۹۴۶ء میں منشی فاضل کیا۔ منشی فاضل کے بعد آرٹس میں ڈپلومہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ عملی زندگی کا آغاز ۱۹۵۶ء میں چیف آرٹسٹ کی حیثیت سے لالہ موسیٰ میں ملازمت سے کیا۔ سرکاری ملازمت کے دوران ادبی سرگرمیاں بالکل ختم ہو کر رہ گئیں۔ ۱۹۸۲ء میں ولیج اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ گجرات سے بطور چیف آرٹسٹ ریٹائر ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آغا وفا ابدالی سے آپ کی جان پہچان ہوئی، جب آغا صاحب سے آپ کا تعلق بڑھا تو آپ کے اندر سویا ہوا شاعر پھر سے بیدار ہو گیا اور شعر لکھے اور کہے جانے لگے۔

پسرور میں ''ادبی سبھا'' کی بنیاد رکھی، جس کے تحت مشاعروں اور ادبی مجالس کا اہتمام ہوتا ہے، اب یہ اشاعتی ادارہ بھی بن چکا ہے۔

بنیادی طور پر آپ کی شناخت، نعت گو شاعر اور آرٹسٹ کے حوالے سے ہے۔ فن کتابت میں بھی مہارت رکھتے ہیں اور اپنی کتب کی کتابت خود کرتے ہیں۔

آپ کی کوئی درجن کے قریب مطبوعہ کتب دستیاب ہیں۔ جن میں حمد و نعت پر مبنی مجموعۂ کلام ''ناز سخن''، غزلیات پر ''نیاز سخن''، پھر غزلیات میں قطعات و رباعیات کی شمولیت سے ''ساز سخن''، قرآن مجید کی توحیدی آیات کے منظوم مفہوم پر ''اعجاز سخن''، سورۂ بقرہ کا منظوم ترجمہ ''فراز سخن''، عمّ پارے کا ترجمہ ''رازِ سخن''، گیارھویں پارے کا ترجمہ، ''امتیازِ سخن''، اور سورۂ آل عمران کا ترجمہ ''اعزازِ سخن'' کے نام سے کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے قرآنی دعاؤں کا مفہوم بھی نظم کیا اور پسرور کے شعراء کے تعارف پر مبنی ''شعرائے پسرور'' تصنیف کی۔ آغا وفا ابدالی مرحوم کے مجموعہ ہائے کلام کو ''غبارِ دل''، ''شرارِ دل'' اور ''بہارِ دل'' کے نام سے مرتب کیا۔

آپ نے شاعری میں باقاعدہ کسی کی شاگردی اختیار نہیں کی۔ ایک دن قرآن مجید کا منظوم ترجمہ کرنے کا خیال پیدا ہوا مگر ڈر تھا کہ کہیں غلطی نہ کر بیٹھیں۔ مولانا رشید احمد پسروری کی حوصلہ افزائی سے اللہ کا نام لے کر منظوم ترجمے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ سب سے پہلے قرآنی دعاؤں کا ترجمہ، پھر توحیدی آیات کا منظوم ترجمہ، پھر سورۂ بقرہ، پھر تیسواں پارہ، اس کے بعد گیارھواں پارہ، اس کے بعد سورۂ آل عمران، پھر نساء اور مائدہ کا منظوم ترجمہ کیا جو الگ الگ بھی مطبوع ہیں۔ دو سال اور چند ماہ کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلیل عرصہ میں پورے قرآن مجید کے مفہوم کی منظوم ترجمانی ''مفہوم القرآن'' کے نام سے مکمل کی۔

بیک وقت آپ نے خلقِ خدا کی تین خدمات انجام دی ہیں۔ قرآن مجید کے متن کی طباعت، اس کا سلیس اردو نثری ترجمہ اور اس کا منظوم مفہوم۔ منثور ترجمہ میں آپ کے پیش نظر تفہیم القرآن، بیان القرآن، معارف القرآن، کنز الایمان اور مولانا فتح محمد جالندھری کا ترجمہ تھا۔ آپ نے ان تراجم سے مدد لی اور ان میں سے جو بھلا لگا لے لیا۔

آپ نے شکوہ جواب شکوہ کی زمین میں مسدّس، قطعہ اور رباعی کے لباس میں سلیس منظوم مفہوم سے ایک انفرادیت قائم کی ہے، اکثر بند مسدس کی طرح چھ مصرعوں پر مشتمل ہیں۔

آپ کی اس تصنیف لطیف کو علماء و اسکالرز نے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے اور تقاریظ و تبصرے لکھ کر دادِ تحسین دی ہے۔ جن حضرات نے تقاریظ لکھی ہیں وہ یہ ہیں: پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعداری، ڈاکٹر قاضی مقبول الٰہی، پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ عبدالقادر، ڈاکٹر خورشید رضوی، ڈاکٹر ممتاز احمد سالک، مولانا ابوعمار زاہد الراشدی، ڈاکٹر بابر بیگ مطالی، ضیاء الہاشمی پسروری، نذیر حق، ڈاکٹر انور سدید، اختر چشتی پسروری، رانا محمد شفیق خاں پسروری، ڈاکٹر عادل صدیق، بشیر احمد وسیر، گوہر ملسیانی اور شمس الدین عاکف وسیر وغیرہم (۵۷)۔

''ادبی سبھا'' نے ''مفہوم القرآن'' کو تین جلدوں میں شائع کیا۔ جلد اوّل سورۂ فاتحہ سے توبہ تک، دوم یونس سے فاطر تک اور سوم یٰسین سے الناس تک ہے۔

نمونۂ کلام ملاحظہ ہو:

﴿ وَ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴾ (۵۸)

سو وہ اللہ کے سوا پاتا نہیں پاس کوئی
سو خدا دیتا ہے اس شخص کو پورا پورا
جو بھی کچھ اس کے تھا اعمال میں تحریر ہوا
وہ حسابات کو تیزی سے ہے کرنے والا (۵۹)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ منظوم القرآن از انجم عرفانی:

مصنفِ منظوم القرآن کا نام بدرالدین احمد خاں اور تخلص انجم عرفانی ہے، آپ حافظ علاء الدین احمد خاں کے ہاں ۹ر دسمبر ۱۹۳۷ء کو گورکھپور (اتر پردیش، ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ گرامی خاصے مذہبی تھے، اس لیے آپ کو بچپن ہی سے مذہب سے لگاؤ پیدا ہو گیا۔ آپ ایم۔ایل۔کے کالج بلرام پور (یو پی) میں شعبۂ اردو میں بطور ریڈر فرائض سرانجام دیتے رہے اور ۳۰ر جون ۱۹۹۹ء کو ملازمت سے سبکدوش ہو گئے۔

آپ کے والدِ گرامی مرحوم کی شدید خواہش تھی کہ آپ قرآن مجید کی کوئی خدمت سرانجام دیں، چنانچہ اس خواہش کی تکمیل میں نومبر ۱۹۹۹ء میں قرآن مجید کا منظوم ترجمہ آزاد نظم میں کرنے کا ارادہ کیا اور تیسویں پارے کا ترجمہ کر ڈالا، دوستوں نے اسے پسندیدگی سے نوازا اور مکمل ترجمۂ قرآن کرنے پر اصرار کیا۔ آخر کار ۵ر جولائی ۲۰۰۲ء کو دو سال اور آٹھ ماہ کی مسلسل محنتِ شاقہ سے یہ منظوم لفظی ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ ترجمہ کرتے وقت سید ابو الاعلیٰ مودودی، شیخ الہند مولانا محمود حسن، مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے تراجمِ قرآنی مصنف کے پیش نظر تھے، سب سے زیادہ استفادہ آپ نے ''قرآن مجید کی عربی اردو لغت'' مرتبہ ڈاکٹر محمد میاں صدیقی سے کیا۔ آپ کا طریقۂ تالیف یہ تھا کہ سب سے پہلے قرآن مجید کے مشکل الفاظ کو ایک ڈائری میں لکھ لیتے، پھر اس لغت کی مدد سے آیاتِ قرآنی کو شعری جامہ پہناتے (۶۰)۔

مصنفِ گرامی نے خود ہی اس کی طباعت کا اہتمام کیا، ۳۰واں، ۲۹واں، ۲۸واں، ۲۷واں اور ۲۶واں پارہ الگ الگ ۲۰۰۰ء اور ۲۰۰۱ء میں بلرام پور سے طبع کرائے۔ ان میں ہر صفحے میں دو کالم بنائے گئے ہیں، ایک کالم میں قرآنی متن اور دوسرے کالم میں اس کا منظوم لفظی ترجمہ ہے۔ جناب انجم عرفانی نے مقدور بھر کوشش کی یہ ترجمہ لفظی ہو اور اس میں کسی قسم کی کمی ہو نہ بیشی۔

بڑھتی ہوئی مہنگائی کے سبب مصنف نے قرآنی متن کے بغیر مکمل ترجمۂ قرآن پانچ جلدوں میں کتابت کی بجائے کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ شائع کیا، پارہ الم تا تلک الرسل پر مشتمل جلد اول ۲۰۰۴ء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بلرام پور سے، جلد دوم پارہ لن تنالوا تا ولو اننا مارچ ۲۰۰۵ء میں، جلد سوم پارہ قال الملأ تا سبحان الذی جولائی ۲۰۰۵ء میں، جلد چہارم پارہ ۱۶ تا ۲۵ فروری ۲۰۰۶ء میں اور آخری جلد پارہ نمبر ۲۶ تا ۳۰، اکتوبر ۲۰۰۶ء میں لکھنؤ سے طبع ہوئی۔ آخری پانچ پاروں کا ترجمہ جو اوّلاً الگ الگ قرآنی متن کے ساتھ شائع ہوا تھا اس میں بھی اور جو پانچ جلدوں میں قرآنی متن کے بغیر طبع ہوا ہے اس میں بھی ترجمہ میں آیات کے نمبر لگائے گئے ہیں تاکہ قاری کو مطلوبہ آیات کے ترجمہ کی تلاش میں سہولت ہو۔ نمونہ کے طور پر سورۂ قدر کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

۱: حق یہ ہے کہ نازل کیا قرآن شبِ قدر میں ہم نے۔

۲: کیا جانتے ہیں آپ شب قدر کی وقعت۔

۳: اس قدر کی اک شب کی عبادت، ہزار مہینوں کی عبادت سے ہے بڑھ کر۔

۴: اس رات اترتے ہیں زمیں پر، جبرئیل فرشتوں کے جلوں میں، اجازت سے وہ رَب کے، اور ساتھ لیے آتے ہیں احکام بھی رب کے، یہ شب تو سراپا ہے خود ہی رحمت و برکت۔

۵: اور صبح تلک رہتی ہے اس کی یہی حالت۔(۶۱)

۱۰۔ ''مفاہیم القرآن'' از ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی قلعہ داری:

پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی قلعہ داری گجرات کے مشہور عالمِ دین علامۂ زمان مولانا مولوی محمد عبدالکریم قریشی قلعہ داری مرحوم کے فرزند ہیں، یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر احمد حسن کو ابتدائی عمر سے ہی دین کے ساتھ شغف پیدا ہوگیا۔ آپ نے ۱۹۷۲ء میں فارسی نظم میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ پاک ''حیاتِ جاوداں'' کے نام سے لکھی۔ قرآن مجید کے مطالب مفاہیم کو نظم میں پرونے کا آغاز ۱۹۵۴ء میں کیا، ابھی صرف چار یا پانچ پاروں کے مفاہیم کو نظم کی شکل یہ دے پائے تھے کہ ''فترۃ'' کا زمانہ آگیا، پھر ایک طویل انقطاع کے بعد ۱۹۸۵ء میں اس سلسلہ کو دوبارہ شروع کیا اور صرف چار پانچ ماہ کی مساعیٔ جمیلہ سے یہ عظیم المرتبت کام ۲۷ ر رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/ ۱۶ ر جون ۱۹۸۵ء کو بوقت عشاء اپنی تکمیل کو پہنچا(۶۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر احمد حسن قریشی کو اس بات کا بخوبی ادراک ہے کہ کلام الٰہی کا ترجمہ کرنا کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے قرآن مجید کا منظوم ترجمہ کرنے کی بجائے اس کے مطالب ومفاہیم کو شعری قالب میں ڈھالا ہے۔ ''ضروری انتباہ'' کے عنوان کے تحت آپ خود رقم طراز ہیں:

''مثنوی ہذا مفاہیم القرآن کی ظاہری صورت قرآن مجید کے منظوم ترجمہ کی سی ہے، لیکن حقیقت میں یہ لفظ بہ لفظ ترجمہ نہیں ہے، اس پر ہرگز ترجمہ کا التزام نہ کیا جائے۔ میں نے صرف قرآن مجید کے مفاہیم اور مطالب اپنی بساب کے مطابق نہایت سادہ انداز میں بیان کیے ہیں کہ قارئین اس سے استفادہ کرسکیں اور اس پر عمل پیرا ہوکر سعادتِ دارین کی دولت حاصل کرسکیں۔ یہ میری طرف سے پھر گزارش ہے یہ مثنوی قرآن مجید کا ترجمہ نہیں صرف مفاہیم ومطالب کا مجموعہ ہے''(۶۳)۔

مصنف ہی کے زیرِ اہتمام رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء میں ادارۂ اشاعۃ ''القرشیہ'' قلعہ دار ضلع گجرات سے بطع ہوکر یہ منظوم مطالب ومفاہیم منظر عام پر آئے۔ ابتداء میں حمد ونعت کے بعد ''عرض حال'' کے عنوان سے ایک طویل نظم ہے جس میں قلعہ داری صاحب کے خاندان کے اکابر اور ان کے کارہائے نمایاں کا تذکرہ ہے۔ یہ منظوم مفایم ومطالب دو جلدوں میں ہیں اور ہر جلد پندرہ پاروں پر مشتمل ہے۔

اس کی طباعت میں ایک سقم یہ در آیا کہ متعدد مقامات پر شعری مفہوم پہلے درج ہوگیا اور قرآنی متن اس اگلے صفحے پر۔ ڈاکٹر صاحب اس کی وضاحت کچھ اس طرح سے کرتے ہیں:

''میں نے مثنوی ہذا مفاہیم القرآن کے ساتھ متنِ قرآن مجید بحکم سرکار والا وبغرض حوالہ ومطالب شامل کردیا ہے۔ آیاتِ قرآن مجید اور اشعار مفاہیم القرآن پر نمبر درج کر دیے ہیں تاکہ حوالہ کی تلاش میں آسانی رہے۔ افسوس صرف اس قدر ہے قرآن مجید کی آیات اور مفاہیم ومطالب کے اشعار باوجود صفحات کے آمنے سامنے ہونے کے آمنے سامنے نہیں آسکے۔ یہ کوتاہی اس لیے سرزد ہوئی کہ قرآن مجید کی فصیح وبلیغ زبان کے الفاظ تھوڑے ہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مفاہیم ومطالب سمندروں کی موجوں سے زیادہ ہوتے ہیں جن کو دنیا کی کوئی زبان کما حقہٗ بیان نہیں کرسکتی۔ اردو زبان اور منظوم بیان میں مفاہیم کے الفاظ زیادہ ہیں اور قرآن مجید کے الفاظ کوزے میں دریا نہیں سمندر بند ہیں۔ اس کوتاہی کا واقع ہونا ضروری اور مجبوری ہے، دوسرے یہ کہ کمپیوٹر کی کمپوزنگ بھی معذور نظر آئی'' (۶۴)۔

نمونہ کے لیے سورۃ الضحیٰ کے مفاہیم ومطالب ملاحظہ ہوں:

قسم ہے روز روشن کی سنائی ۱ — قسم شب کی سکوں بن کر جو آئی ۲
تجھے اللہ نے ہرگز ہے نہ چھوڑا — نہ ہو ناراض منہ تجھ سے ہے موڑا ۳
تمہارے واسطے ہاں بعد کا دور — یقیناً پہلے سے بہتر ہے ہر طور ۴
تو خوش ہوجائے گا جلدی جب اللہ — تجھے ہر طرح کی نعمت وہ دے گا ۵
یتیم اُس نے تجھے پایا یہ جانا — مہیا کردیا تجھ کو ٹکانا ۶
تجھے جب شوق میں اللہ نے پایا — تجھے اس نے عیاں رستہ دکھایا ۷
تجھے اللہ نے تھا نادار پایا — تجھے اس نے غنی ہاں کردیا تھا ۸
لہٰذا تم یتیموں کو نہ جھڑکو ۹ — نہ سائل سے کبھی سختی سے بولو ۱۰
خدا کی نعمتوں کا ذکر ہر دم — کرو ہر وقت میں ہر طور میں تم ۱۱ (۶۵)

۱۱۔ ''نظم القرآن'' از محمد امین میاں:

محمد امین میاں کا تعلق جڑانوالہ فیصل آباد سے ہے، آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم ایس سی (کیمسٹری) کی ڈگری حاصل کی۔ قرآن مجید وفرقانِ حمید کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہوکر ''نظم القرآن'' کے نام سے قرآن مجید کا مکمل آزاد نظم میں اردو ترجمہ ہے اور حال ہی میں رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ میں طبع ہوکر منصۂ شہود پر آیا ہے۔ ہر صفحہ پر دو کالم بنائے گئے ہیں، ایک کالم میں قرآنی متن اور اس کے مقابل کالم میں منظوم ترجمہ، آیات اور ترجمہ ہر دو جانب میں نمبر لگائے گئے ہیں۔ مصنف نے خود ہی اس کی طباعت کا اہتمام کیا ہے۔ کمپوزنگ سے لے کر طباعت کے تمام مراحل تک ہر کام کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتہائی سلیقہ مندی سے سرانجام دیا ہے، ایسا لگتا ہے کہ اس کی طباعت کا اہتمام کسی ماہر اور تجربہ کار پبلشر نے کیا ہو مگر بقول مصنف یہ ان کا پہلا تجربہ ہے۔نفیس کاغذ سے اس کا صوری حسن دوگنا ہو گیا ہے۔ معنوی لحاظ سے کس قدر مزین ہے اس کا اندازہ کرنے کے لیے سورۂ نصر کی منظوم ترجمانی ملاحظہ ہو:

اللہ کے نام سے جو ہے رحیم ومہرباں سراسر
جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے ادھرا
اور آپ دیکھیں اللہ کے دین میں آتے بشر
جوق در جوق، لشکروں کے لشکر؎۲
تو حمد کے ساتھ اپنے رب کی تسبیح کر
اور اس سے بخشش کی التجا کر
تحقیق وہ کرنے والا ہے درگزر؎۳ (۶۶)

غیر مطبوعہ مکمل تراجم:

۱۲۔ ''منظوم قرآنی مفہوم'' از قاری محمد ابراہیم:

حافظ قاری محمد ابراہیم خلف الرشید حاجی مہتاب الدین امرتسری (۱۰ اگست ۱۸۹۶-۲۷ فروری ۱۹۹۲ء) کا تعلق بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ سے تھا، آپ کوئٹہ کی علمی وادبی محفلوں میں ایک خاص مقام رکھتے تھے، کم وبیش سبھی اصناف میں شعر کہتے تھے اور خوب کہتے تھے، شاعری میں آپ سید ظفر ہاشمی (۶۷) سے اصلاح لیتے تھے، قاری ابراہیم کو تاریخ گوئی میں ایک خاص ملکہ حاصل تھا، آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے قرآن مجید کے معانی ومفاہیم کو اشعار کے قالب میں ڈھالا، قرآن مجید کا ترجمہ چونکہ انتہائی حزم واحتیاط کا متقاضی ہے اور اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہوتی، اس لیے فاضل مؤلف نے منظوم ترجمہ کی بجائے قرآنی مفہوم کو نظم کیا ہے اور اس کا نام ''منظوم قرآنی مفہوم'' رکھا ہے، یہ تقریباً بیس ہزار اشعار پر مشتمل مکمل قرآن مجید کی تفسیر ہے جس کو حافظ صاحب نے دس برس کی محنت شاقہ کے بعد ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۷ء میں مکمل کیا (۶۸)، فاضل مؤلف کو اس دنیا سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رخصت ہوئے تقریباً سولہ سال کا عرصہ بیت گیا ہے مگر تا حال یہ تفسیر طبع نہیں ہو سکی۔ نمونے کے طور پر سورۃ الفاتحہ کا ترجمہ و مفہوم ملاحظہ ہو:

یہی ہے نکتہ آغاز اس کا — کھلے سب پر کہ جو ہے راز اس کا
یہ جب تکمیل تک پہنچے تو ہر راہ — کہیں بے ساختہ الحمد للہ
ستائش ہے اس کی اس کے لائق — کہ موجودات کا ہے جو کہ خالق
وہ ہر دل نے جسے اپنا لیا ہے — اسی کے واسطے حمد و ثنا ہے
وہ جو روزی رساں دل کے قریں ہے — بہر عنوان وہ رب العالمین ہے
اسی رحمان کا ہے لطف ہر آن — رحیمی جس کی ہے نمایاں ہر آن
اطاعت کے لیے ہے ایک آقا — سوائے اس کے ہے جو بت سراپا
مٹایا جور و استبداد جس نے — یہ بندے کر دیئے آزاد جس نے
اب اپنے سامنے آئین بھی ہے — نگہ میں جس سے یوم الدین بھی ہے
اسی دستور کا اعلان ہے یہ — کہ جس سے وحدت و ایقان ہے یہ
یہی ہے نعبد کا اصل حاصل — بنیں ہم عبد اس کے اور کامل
خدایا جب چلیں بہر سفر ہم — نہ ہو کوئی مؤخر اور نہ اقدم
قدم راہِ ہدایت پر اٹھائیں — بہر آں استقامت اس سے پائیں
اعانت ہے تیری مطلوب ہم کو — کہ تیری راہ ہے محبوب ہم کو
تیری امداد پر ہم کو یقین ہے — کہ جب تو ہی ہمارا نستعین ہے
جو انعمت علیھم کا ہے مقصود — نگاہوں کو وہی منزل ہے محمود
رہے اب سامنے حق کی گواہی — ہمیں توفیق دے تو یا الٰہی
بھٹک جائیں نہ ہم اس راستے سے — چلیں ہر گام تیرے واسطے سے
نہیں مغضوب اسے بننا گوارا — ہمیشہ جس کو ہو تیرا سہارا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنے ہیں حامل آئین جب ہم　　تو پھر کیوں ہوں ولا الضالین اب ہم
رہیں گے اس امانت کے امین ہم　　یہ وعدہ کر رہے ہیں بالیقین ہم
کہیں آمین مل کر اہل ایمان　　کہ سر آنکھوں پر رکھیں گے قرآن(۶۹)

۱۳۔ ''ترجمانِ قرآن'' از قاضی محمد ایوب نادم:

آپ کا نام قاضی محمد ایوب اور تخلص نادم رکھتے ہیں۔ آپ ۵ر جولائی ۱۹۳۶ء کو امرتسر (ہندوستان) میں پیدا ہوئے، آپ نے میٹرک گورنمنٹ ہائی سکول چونیاں، جے۔وی نارمل سکول قصور، ایس۔وی ٹیچر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ گکھڑ (گوجرانوالہ) سے کی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد ملازمت کا آغاز میونسپل کمیٹی چونیاں سے کیا، پھر پرائمری سکول نمبرا چونیاں، گورنمنٹ ہائی سکول بھوپے وال چک نمبر۲۳ پتوکی، گورنمنٹ ہائی سکول رائے ونڈ اور گورنمنٹ ہائی سکول باغبانپورہ لاہور (۱۹۷۹-۱۹۹۶ء) میں تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ جنوری ۱۹۹۶ء میں ملازمت سے سبکدوش ہو گئے۔

شاعری کا شوق آپ کو تب سے شروع ہوا جب آپ نویں جماعت کے طالب علم تھے، اس زمانہ میں سکولوں میں باقاعدہ بزمِ ادب کا اہتمام ہوتا تھا اور اساتذہ طلبہ کے اندر مخفی صلاحیتوں کو بھانپتے ہوئے ان صلاحیتوں کے اظہار اور پھر نکھار میں طلبہ کی ہر ممکن مدد کرتے تھے، کچھ اس طرح جناب قاضی محمد ایوب نادم کے ساتھ بھی ہوا۔ آپ نے ۵۴-۱۹۵۳ء میں بزم ادب میں اپنی لکھی ہوئی نعت سنائی۔ آپ نے حسن و جمال اور زلف و رخسار کو موضوعِ سخن بنانے کی بجائے فکر قرآن اور ذکر صاحبِ قرآن کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا، جس سے مخلوقِ خدا کے قلوب و اذہان کو روشنی اور جلا ملتی ہے۔

نادم صاحب کی ایک کتاب ''آبشار خیال'' (نثر) شائع ہو چکی ہے، پانچ مسودے زیر تحریر ہیں: دستِ رضوان، جامِ عرفان، صورِ اسرافیل، ذوقِ جمالیات، اشکِ ندامت۔ ایک دینی موضوعات پر مبنی مسودہ بعنوان ''صدف و سمندر'' تحریر کر چکے ہیں جو تا حال غیر مطبوع ہے۔ آپ کو قرآن مجید کے مطالب و مفاہیم کو نظم کرنے کا خیال ریٹائرمنٹ کے بعد پیدا ہوا اور سات سال کی انتھک اور مسلسل جد وجہد سے یہ عظیم کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ آپ نے قرآن مجید کی ترجمانی کے لیے بحر ہزج مثمّن سالم کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کیا اور یہ وہی بحر ہے جو جناب حفیظ جالندھری نے ''شاہنامہ اسلام'' میں اختیار کی ہے۔ جناب نادم صاحب نے اپنے منظوم ترجمے کا نام ''ترجمانِ قرآن'' تجویز کیا ہے اور قرآن مجید کی سات منزلوں کی مناسبت سے سات جلدوں میں طبع کرنے کا عزم مصمم رکھتے ہیں۔ دائیں صفحہ پر قرآنی متن اور اس کے تحت مولانا فتح محمد جالندھری کا نثری ترجمہ ہوگا اور اس کے مقابل بائیں صفحے پر منظوم ترجمہ ہوگا۔ نمونے کے طور پر آیۃ الکرسی کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

خدا وہ ہے نہیں ثانی کوئی جس کا جہانوں میں
وہی ہے قائم و دائم زمین و آسمانوں میں
نہ اُس کو اُونگھ آتی ہے نہ اُس کو نیند آتی ہے
ثبات اُس کو ہمیشہ ہے، ہمیں تو بے ثباتی ہے
ہے اُس کے واسطے جو ہے زمین و آسمانوں میں
وہی ہے حامی و ناصر ہمارا دو جہانوں میں
ہے ایسی کون سی ہستی شفاعت جو کہ کر پائے
ہے کون اس کی اجازت کے سوا جو بات منوائے
وہی تو جانتا ہے جو کہ آگے اور پیچھے ہے
ہمارا ظاہر و باطن خدا ہر وقت دیکھے ہے
نہ کوئی چیز اس کے علم کو محدود کر پائے
وہی ہو جائے ہے بیشک جسے وہ آپ ہی چاہے
زمین و آسماں اس کی ہی کرسی میں سمائے ہیں
سبھی ہے کائنات اس کی سبھی اس کے بنائے ہیں
تھکا سکتی نہیں اس کو حفاظت ساری دنیا کی
عیاں ہے سامنے اس کے حقیقت ساری دنیا کی
وہی بالا و اعلیٰ ہے، بڑی عظمت کا مالک ہے
جلال و رعب والا ہے وہی سطوت کا مالک ہے
(۷۰)

۱۴۔ علامہ اصغر علی کوثر وڑائچ کا منظوم ترجمہ:

علامہ چودھری اصغر علی کوثر وڑائچ روزنامہ نوائے وقت لاہور سے وابستہ ہیں۔ ''لاہوریات'' کے عنوان سے مستقل کالم لکھتے ہیں۔ علامہ صاحب نے بھی منظوم تراجم کی ''وادیٔ پُر خار'' میں قدم رکھا اور قرآن مجید کا مکمل ترجمہ کیا ہے اور یہ منظوم ترجمہ ''بحر متقارب'' میں ہے۔ تاحال یہ ترجمہ غیر مطبوع ہے (۷۱)۔

۱۵۔ ''انوار الایمان'' از ملک محمد علی شجاع:

ملک محمد شجاع نعتیہ شاعری میں احمد تخلص رکھتے ہیں، آپ ۲۴ رفروری ۱۹۵۵ء کو کیپٹن (ر) ملک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر محمد خان کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۹۷۸ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی، تکمیلِ تعلیم کے بعد حبیب بینک لمٹیڈ سے وابستہ ہوگئے، ۱۹۹۷ء میں بطور آفیسر ونیجر ملازمت سے رضا کارانہ بنیاد پر ریٹائر منٹ لے لی، آج کل ڈُھلی (تحصیل تلہ کنگ، ضلع چکوال) میں مقیم ہیں۔آپ نے شاعری میں صنفِ نعت کو منتخب کیا۔

ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد آپ کے دل میں قرآن مجید کے منظوم ترجمہ کرنے کا خیال پیدا ہوا اور اس پر دوستوں کی مشاورت کے بعد کام شروع کر دیا۔آپ نے قرآن مجید کا منظوم ترجمہ اردو کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان میں بھی کیا، ہر دو زبانوں میں منظوم ترجمے کا کام مکمل ہو چکا ہے، اردو ترجمے پر نظر ثانی بھی ہو چکی ہے اور انگریزی ترجمے پر نظر ثانی کا کام جاری ہے۔شجاع صاحب نے اس منظوم ترجمے کا نام ''انوار الایمان'' تجویز کر رکھا ہے۔

نمونے کے طور پر آیۃ الکرسی کا منظوم اردو ترجمہ ملاحظہ ہو:

ہے اللہ تعالیٰ جس کے سوا نہ کوئی اور خدا ہے
آپ وہ زندہ ہے اور اوروں کو قائم رکھنے والا ہے
اس کو اونگھ نہ نیند آئے، ستاتا اور نہ وہ سوتا ہے
سبھی سماوات اور زمیں میں جو کچھ بھی ہے سب اس کا ہے
اس کے حکم کے بِنا اس کے ہاں کون سفارش کر سکتا ہے
علم اسے ان کے آگے پیچھے کی ساری چیزوں کا ہے
اور کچھ گھیر نہ پائیں علم وہ اس کا ، ہاں جتنا وہ چاہے
سبھی سماوات اور زمیں کو اس کی کرسی نے گھیرا ہے
اور ان کی نگرانی سے اکتاتا اور نہ وہ تھکتا ہے
اور وہی سب سے بالا و برتر ہے عظمت والا ہے (۷۲)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطبوعہ جزوی تراجم

۱۶۔ ''تفسیر مرتضوی'' از مولانا شاہ غلام مرتضیٰ جنون:

مولانا شاہ غلام مرتضی نسباً علوی اور وطناً بہاری تھے، سن پیدائش اور وفات کا صحیح علم نہیں ہوسکا۔ سید عزیز الرحمٰن بلخی مؤلف تاریخِ شعراء بہار لکھتے ہیں کہ آپ ۱۱۵۰ھ سے قبل پیدا ہوئے اور ۱۲۰۰ھ کے بعد وفات پائی، جائے پیدائش اور جائے وفات کا بھی صحیح علم نہیں۔ مشہور شاعر سودا کے ہم عصر تھے، آپ صاحب دیوان شاعر تھے مگر ''دیوان'' نایاب ہے۔ ''تفسیر مرتضوی'' کے نام سے دو جلدیں دستیاب ہوئی ہیں، پہلی جلد میں مختلف سورتوں کی منظوم تفسیر ہے اور یہ غیر مطبوعہ ہے، اس کا سن کتابت ۱۲۶۴ھ ہے، اس کا مخطوطہ خانقاہ فتوحہ پٹنہ کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ دوسری جلد میں مکمل پارہ عم کی منظوم تفسیر ہے اور یہ ۱۳۵۹ھ میں طبع ہوئی ہے(۷۳)۔ اس کا ایک قلمی نسخہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق کے پاس بھی تھا، اس قلمی نسخے میں منظوم دیباچہ بھی تھا جو مطبوعہ نسخے میں نہیں ہے(۷۴)۔

جب یہ منظوم تفسیر لکھی گئی تو اس دور میں نظمِ اردو میں کوئی دوسری تفسیر عالمِ وجود میں نہیں آئی تھی، لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اردو میں منظوم تفسیری ادب میں اس کو اولیت کا فخر حاصل ہے۔

مولانا جنون مرحوم نے اول سورتوں کا شانِ نزول، کلمات وحروف، نیز آیات ورکوع کی تعداد بیان کی ہے، صرفی قواعد، نحوی تراکیب، تحقیقِ الفاظ، حل لغات اور اختلاف قرات کو جابجا بیان کرتے ہیں اور اس کے حوالے بھی دیتے ہیں، سورتوں کے اختتام پر ان کے خوص وادعیہ ماثورہ بھی تحریر کرتے ہیں(۷۵)۔

نمونے کے طور پر ﴿ فَحَشَرَ فَنَادٰى فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴾(۷۶) کی تفسیر ملاحظہ ہو:

پس بلایا یہ کہا یہ آشکار

میں تمہارا ہوں بڑا پروردگار

پوجتے ہو جو بتوں کو روز وشب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب اعلیٰ میں ہوں اور ادنیٰ ہیں سب

یہ لطیفہ ہے لطائف میں لکھا

یہ سخن ابلیس نے جس دم سنا

اس طرح کہنے لگا وہ راہزن

کہ میں سن سکتا نہیں ہوں یہ سخن

یوں لگا کہنے دکھا کر پیچ وتاب

کہ مجھے نہ اس سخن سننے کی تاب

۱۷۔ ''نظم القرآن بزبانِ اُردو'' از خاکسارِ حسین بخش سوداگر:

حسین بخش میرٹھ کے رہنے والے تھے بعد میں قصور کو اپنا مسکن بنا لیا تھا۔آپ نے پہلے پارے کا منظوم ترجمہ کیا ہے جو ۱۳۰۴ھ میں مطبع صحافی لاہور سے ۱۳۰۴ھ میں شائع ہوا۔ یہ ۷۵ صفحات پر مشتمل ہے،آخر میں مترجم موصوف کے اشعار پر مبنی ''پندنامہ'' بھی شامل ہے۔

نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ	بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ
دل غلاف اندر ہمارے ہیں کہا	بلکہ لعنت کرتا ہے ان پر خدا
بِكُفْرِهِمْ	فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ(۷۷)
بہ سبب ہونے کے ان کے کافرین	پس ہیں لاتے لوگ تھوڑا سا یقین (۷۸)

۱۸۔ ''خلاصۂ تفسیر القرآن اردو'' از مولانا مولوی عبداللہ خان عبدی قادری:

یہ قرآن مجید کی منتخب آیات کی منظوم تفسیر ہے جو مکتبہ الٰہی آگرہ سے طبع ہوئی، اس میں سن اشاعت کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

مولانا عبدی قادری نے اس منظوم تفسیر کو گوجرانولہ میں ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء میں مکمل کیا، انیسویں صدی کی یہ آخری منظوم کاوش ہے۔اس کی تاریخ تکمیل کے متعلق آپ ایک قطعہ میں اس کا تذکرہ یوں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں:

ہوا۱۳۱۶سولہ تیرانسو

لکھا گوجرانولہ میں اب نو بنو

یہ عبدی نے تحفہ لکھا معنوی

اٹھانویں اٹھاراں سو۱۸۹۸عیسوی

چونکہ اس تفسیر کو ایک صدی سے زائد کا عرصہ بیت گیا ہے، اس لیے اس کے اندر جو تراکیب و محاورے ہیں وہ اب زیادہ مستعمل نہیں ہیں، اس تفسیر کا اندازِ کتابت بھی قدیم ہے۔

۱۹۔ ''تفسیر سورۂ یوسف منظوم'' از محمد اشرف کاندھلوی:

یہ سورۂ یوسف کی منظوم تفسیر ہے، اس میں قرآنی متن، منثور ترجمہ اور منظوم تفسیر دی گئی ہے۔ مختصراً کہیں کہیں وضاحتی حواشی بھی ہیں، اس کے کل صفحات ۱۱۴ ہیں۔

۲۰۔ ''مفہوم القرآن'' از کیف بھوپالی:

کہا جاتا ہے کہ برصغیر میں خالصتاً منظوم تراجم کی داغ بیل کیف بھوپالی نے ڈالی۔ آپ بلند پایہ شاعر تھے۔ ''آہنگ کیف'' اور شعلۂ حروف (مجموعہ غزلیات) اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ کیف بھوپالی نے حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی کے اردو ترجمہ کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن مجید کا منظوم ترجمہ شروع کیا اور تمام آیات کے ترجمے کے لیے ایک بحر اختیار کی اور اس ایک بحر ہی میں ہر طرح کے مضامین کو نظم کیا۔ ابھی سترہ پاروں کا ترجمہ ہی کر پائے تھے کہ زندگی نے وفا نہ کی اور یوں یہ کام ادھورا چھوڑ کر اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

کیف مرحوم اپنی اس کاوش کی اشاعت کی غرض سے سارے ہندوستان میں سرگرداں رہے مگر کامیابی نہ ملی۔ ابتداء میں چند پارے ہی شائع ہو سکے جو طباعتی معیار کے اعتبار سے عمدہ نہ تھے۔

مارچ ۱۹۷۳ء میں والا اکیڈمی عزیز باغ سلطان پورہ حیدر آباد (آندھرا پردیش) سے آٹھ پارے سیقول سے قال الملاء تک شائع ہوئے۔ اس میں قرآنی آیات کے ساتھ شاہ عبدالقادر دہلوی کا نثری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ بھی شامل تھا۔

مرورِ ایام کی وجہ سے کیف مرحوم کے منظوم ترجمہ کا ایک حصہ ضائع ہو گیا۔ ۱۹۹۳ء میں جناب انیس دہلوی نے بڑی تگ و دو کر کے مرحوم کے ورثاء اور دیگر قدر دانوں سے ''مفہوم القرآن'' کا مسودہ حاصل کیا۔ صرف سولہ پارے ہی دستیاب ہو سکے۔ ان میں بھی چند آیات کے منظوم ترجمے نہ مل سکے۔ پندرہویں پارہ کی سورۃ الکھف کی آیت نمبر ۲۴ کے بعد منظوم ترجمہ نہ مل سکا۔ یہ سولہ پارے (پہلے پندرہ اور آخری پارہ عم) مئی ۱۹۹۳ء میں سلیم جعفر یونیکیر نیز (امارات) سے شائع ہوئے۔ اس میں ایک تبدیلی یہ کی گئی کہ حضرت شاہ عبدالقادر کے نثری ترجمہ کی بجائے الحاج حافظ قاری فہیم الدین احمد صدیقی میرٹھی کا ترجمہ شامل کر دیا۔ ہر صفحے کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ دو کالموں میں عربی متن اور اس کا نثری ترجمہ اور ان دو کالموں کے نیچے کیف مرحوم کا منظوم ترجمہ ہے۔

ذیل میں سورۃ العصر کا ترجمہ دیا جا رہا ہے تا کہ صاحبِ ترجمہ کی شعری گرفت کا اندازہ ہو سکے۔

قسم ڈھلتے ہوئے دن کی کہ انسان ہے خسارے میں
جہانِ رنگ و نکہت کا یہ مہماں ہے خسارے میں
مبارک لوگ ہیں جو زندگی کی قدر کرتے ہیں
بھیانک ظلمتوں میں روشنی کی قدر کرتے ہیں
جو اپنی پاک بازی میں کنول کا حسن رکھتے ہیں
یقین کا نور رکھتے ہیں، عمل کا حسن رکھتے ہیں
سدا ''اعلانِ حق'' کرتے ہیں شمشیروں کے سائے میں
تحمل کیش رہتے ہیں غموں کی ہائے ہائے میں

۲۱۔ ''نظمِ مقدس'' از آغا شاعر قزلباش دہلوی:

آغا شاعر قزلباش نے بقول ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم کے مکمل منظوم ترجمہ لکھا (۷۹)، یہ غالباً قیامِ پاکستان سے پہلے لکھا گیا۔ اس منظوم ترجمے کو علماء کرام نے خوب سراہا اور اپنی وقیع آراء وتبصروں سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوازا ہے۔

مولانا ابو الکلام آزاد، مولانا احتشام الحق تھانوی، خواجہ حسن نظامی دہلوی، عبد الرحمٰن دہلوی، مفتی عبدالقادر بدایونی، سید علی حائری اور مفتی کفایت اللہ وغیرہ نے اس ترجمے پر تقاریظ لکھیں۔

راقم الحروف نے اس ترجمے کے چھ مطبوعہ پارے دیکھے ہیں، دو دو پاروں کی ایک جلد ہے، پہلی جلد اکتوبر ۱۹۷۴ء میں طبع ہوئی جس میں پارہ اول و دوم ہیں، دوسری جلد اپریل ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی جو سیقول اور تلك الرسل پر مشتمل ہے اور ایک جلد مئی ۱۹۷۸ء میں منظر عام پر آئی جس میں واذا سمعوا اور ولو اننا ہیں۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ والمحصنٰت اور لایحب اللہ بھی مطبوعہ ہوں گے۔ڈاکٹر اعجاز فاروق لکھتے ہیں کہ تاحال صرف دو پارے طبع ہو سکے ہیں، غالباً انہوں نے کوئی ایک جلد دیکھی ہوگی اور انہوں نے اس کا نام بھی ''افصح الکلام'' لکھا ہے، جبکہ اس کا نام ''نظمِ مقدس'' ہے(۸۰)۔

اس منظوم ترجمے کو قزلباش صدر کراچی نمبر۳ نے طبع کیا ہے، اس منظوم ترجمے کو اس انداز سے لکھا گیا ہے کہ صفحہ کے دو کالم بنائے گئے ہیں، ایک کالم میں ایک آیت بینہ یا اس کا مختصر حصہ، اس کے تحت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کا نثری ترجمہ اور اس کے مقابل اس آیت یا جزوِ آیت کا منظوم ترجمہ ہے۔ضرورتِ شعری کی وجہ سے اگر کوئی اضافہ ہے تو وہ قوسین میں ہے۔نمونۂ کلام ملاحظہ ہو:

﴿ فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِیۡنَ ﴾(۸۱)

پس زلزلے نے اُن کو دھر پکڑا (مر ہٹے وہ)

اپنے گھروں میں اوندھے کے اوندھے رہ گئے وہ

﴿ وَمَنۡ یَّكۡفُرۡ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ﴾(۸۲)

آیات سے خدا کی منکر جو ہو تو اُس کا

جلدی حساب لینے والا ہے حق تعالیٰ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲۔ ''روحِ قرآن'' از خواجہ دل محمد:

قیام پاکستان کے بعد سب سے پہلی قرآن مجید کی منظوم خدمت خواجہ دل محمد ایم۔اے نے روحِ قرآن کے نام سے کی، ''روح قرآن'' کی تکمیل ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ہوئی، فاضل مصنف نے ''قیام پاکستان'' کی خوشی میں اس کتاب کو ''اسلامیانِ پاکستان'' کے نام معنون کیا ہے۔

خواجہ دل محمد اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل رہے ہیں اور بعد میں پنجاب یونیورسٹی سے بھی وابستہ رہے ہیں۔

''صد پارۂ دل'' خواجہ صاحب کا بہترین ادبی کارنامہ ہے، اس میں آپ کی پانچ سو حکیمانہ، عارفانہ، روحانی اور اخلاقی رباعیات ہیں۔ ۱۹۴۶ء میں گورنمنٹ پنجاب نے اس کتاب کو بہترین ادبی کارنامہ قرار دیتے ہوئے مصنف کو انعامی رقم مبلغ ایک ہزار روپے سے نوازا۔

خواجہ صاحب کا دوسرا بڑا کارنامہ سورۃ الفاتحہ کا منظوم ترجمہ وتفسیر وتشریح ہے جو آپ نے ''روحِ قرآن'' کے نام سے لکھی۔ یہ ۴x۶ کے سائز کے ۲۴۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ خواجہ بکڈپو موہن لال روڈ لاہور سے پہلی مرتبہ ۱۹۴۷ء میں شائع ہوئی۔ سورۂ فاتحہ کے منظوم ترجمہ کے علاوہ ایک ہزار اشعار میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے جبکہ ترجمہ نو اشعار پر مشتمل ہے، صفحہ ۵ سے لے کر ۲۳ تک سورۂ فاتحہ کے فضائل بیان کیے گئے ہیں جو کہ منثور ہیں۔ اس کے بعد صفحہ ۲۴ (دائیں صفحے) پر سورۂ فاتحہ کا متن اور اس کے مقابل صفحہ ۲۵ (بائیں صفحے) پر اس کا منظوم ترجمہ ہے جو کہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔:

میں لوں پہلے اللہ کا نام — جو رحمٰن ہے جس کی رحمت ہے عام
اُس اللہ کی حمد ہے بار بار — جو ہے سب جہانوں کا پروردگار
جو رحمٰن ہے جس کی رحمت ہے عام — ہے لطف وکرم جس کا ہم پر مدام
شہنشاہِ روز جزا ہے وہی — کہ انصاف والا خدا ہے وہی
الٰہی تیرے ہم پرستار ہیں — تجھی سے مدد کے طلبگار ہیں
الٰہی ہمیں راہ سیدھی دکھا — الٰہی ہمیں کج روی سے بچا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الٰہی چلیں اُن کے رستے پہ ہم کیا جن پہ انعام تو نے کرم
ہمیں راہ سے ان کی یارب بچا جو تیرے غضب مٰیں ہوئے مبتلا
بچا گمراہوں سے لگی جن کو بھول الٰہی ہماری دعا ہو قبول

اس کے بعد سورۂ فاتحہ کے ایک ایک لفظ کو لے کر ان کی تفسیر کی گئی ہے مثلاً الرحمٰن الرحیم کی تفسیر میں سے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

تری شانِ رحمت زمین و زماں تری شانِ رحمت مکین و مکاں
تری شان رحمت مہ و آفتاب سحاب و شہاب و حیات و شباب
تری شانِ رحمت طلوع و غروب تری شان رحمت شمال و جنوب
تری شان رحمت جانِ حسیں بہار و نگار و گل و یاسمیں
تری شانِ رحمت شمیم و صبا فضا و ہوا و صدا و نوا(۸۳)

۲۳۔ ''آبشار نور'' از دلاور فگار:

اصل نام دلاور حسین، تخلص فِگار اور قلمی نام دلاور فگار ہے۔ ۸؍جولائی ۱۹۲۹ء کو بدایوں میں پیدا ہوئے، آپ کے والد شاکر حسین بدایوں کے ایک کالج میں استاذ تھے۔ دلاور فگار کے خاندان میں بیشتر لوگ شاعر اور ادیب ہوئے ہیں، جن میں شائل حسین راغب، منور بدایونی اور محشر بدایونی قریبی اعزا تھے، دلاور فگار کے جد امجد علی حاتم معروف طنز نگار تھے۔ آپ کے والد شاعری کے سخت مخالف تھے اور آپ کو مشاعروں میں جانے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

۱۹۴۸ء میں آپ کے والد سخت بیمار ہو گئے اور چلنے پھرنے کی سکت نہ رہی، جس کی وجہ سے گھر میں تنگی ہوئی اور کوئی دوسرا ذریعہ معاش نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو انیس سال کی عمر میں ڈاک خانے میں ملازمت اختیار کرنا پڑی۔ آپ نے ملازمت کے ساتھ تعلیم بھی جاری رکھی، پھر آپ نے ڈاک خانے کی ملازمت ترک کر کے دوسری ملازمت کی تلاش شروع کر دی۔ اس دوران آپ نے بی۔ اے اور ٹریننگ کورس مکمل کر لیا اور ذریعہ معاش کے لیے ٹیوشنوں کا سہارا لیا۔ یوں آپ پیشۂ تدریس سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منسلک ہو گئے۔ ابتداء میں بدایوں کے مختلف سکولوں میں تعلیم دی اور پھر بدایوں کے اسلامیہ کالج میں مستقل ملازمت مل گئی۔ اس ملازمت کے دوران پرائیویٹ طور پر معاشیات اور اردو میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی اور ثانی الذکر میں تو اول پوزیشن کے ساتھ گولڈ میڈل حاصل کیا۔ ایم۔ اے انگلش بھی کرنا چاہتے تھے مگر سال اول میں کم نمبر آنے کی وجہ سے ارادہ ملتوی کر دیا (۸۴)۔

دلاور فگار نے آنکھ کھولتے ہی اپنی بستی اور گھر میں شعر وسخن کا چرچا پایا، لہٰذا یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ کو بھی اس کا شوق نہ ہوتا، فگار ابتداء میں سنجیدہ غزل کہتے تھے، آپ کی ایک سنجیدہ غزلوں کا مجموعہ ''حادثے'' شائع بھی ہوا تھا، پھر آپ سنجیدہ غزل گوئی سے مزاح نگاری کی طرف مائل ہو گئے، جس نے ہندوستان میں آپ کو بڑی شہرت بخشی۔ ہر مشاعرے میں مدعو کیے جاتے اور بہت سی مزاحیہ نظمیں لکھیں جن کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی (۸۵)۔

دلاور فگار ۱۹۶۸ء میں ہندوستان سے کراچی منتقل ہو گئے، کراچی کے مشاعروں میں بھی آپ کو بڑی پذیرائی ملی، آپ کے مزاحیہ قطعات اور نظمیں بڑی مقبول ہوئیں، آپ کو دوسرے شہروں میں بھی مشاعرے کے لیے مدعو کیا جانے لگا اور آپ کا کلام مختلف رسائل واخبارات کی زینت بننے لگا (۸۶)۔

آپ کراچی میں کراچی ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے وابستہ رہے، ۱۹۷۲ء میں اس محکمے سے مستعفی ہو کر اپنے آپ کو علم وادب کے لیے وقف کر دیا اور سورۃ الفاتحہ کی مختصر منظوم تفسیر ''آبشار نور'' کے نام سے لکھی۔

حکیم محمد سعید مرحوم (م: ۱۷/ اکتوبر ۱۹۹۸ء) جناب دلاور فگار اور ان اس تفسیر کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:

> ''جناب دلاور فگار صاحب ہمارے ملک کے ممتاز شاعر ہیں، مزاح نگاری میں مخصوص ومنفرد انداز کے حامل ہیں، اسی کے ساتھ ان کو قبول عام بھی حاصل ہے۔ اب انہوں نے قرآن حکیم کی تفسیر کو منظوم کرنا شروع کیا ہے، سورہ فاتحہ کی تفسیر اس وقت پیش نظر ہے، اس میں دلاور فگار صاحب کی مہارت وقدرتِ کلام پوری طرح منعکس ہے'' (۸۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۵/جنوری ۱۹۹۸ء کو یہ خوش کلام، خوش گو شاعر جو مغموم چہروں کو ہنس مکھ چہروں میں بدل دینے کی قدرت رکھتا تھا، دنیائے فانی رشتہ توڑ کر مالکِ حقیقی سے جا ملا (۸۸)۔

''آبشارِ نور'' سورۃ الفاتحہ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی منظوم تفسیر ہے، یہ قرآن حکیم کی منظوم تفسیر کے سلسلہ کی پہلی کڑی تھی، مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کے بعد بھی اس کی کوئی قسط شائع ہوئی یا نہیں؟ ۱۶/صفحات پر مشتمل یہ تفسیر ... فاؤنڈیشن پاکستان کے تعاون سے شائع ہوئی، سن اشاعت کا کہیں ذکر نہیں اور اس بات کا بھی کہیں ذکر نہیں کہ کتنی منظوم تفسیر مکمل ہو چکی ہے اور کتنی باقی ہے؟

مولانا امداد اللہ عباسی جونپوری (مہتمم جامعہ اسلامیہ امداد العلوم کراچی) نے اس منظوم تفسیر کو پسند کرتے ہوئے اس پر اپنی رائے لکھی ہے۔ نمونے کے طور پر ﴿ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴾ کی منظوم تفسیر ملاحظہ ہو:

یہ رستہ اُن کا ہو تو نے جنہیں انعام بخشے ہیں
وہ جن کو مسکراتی زندگی کے جام بخشے ہیں
یہاں انعام کا مقصد نہیں ہے مادّی دولت
کہ یہ انعام چھن جاتا ہے جب انسان ہو رخصت
خطاباتِ شہنشاہی فریبِ دیدہ و دل تھے
کہ یہ انعام تو نمرود و قاروں کو بھی حاصل تھے
یہاں انعام سے مقصود اک کیف دوامی ہے
اسی میں کامیابی ہے، اسی میں نیک نامی ہے (۸۹)

۲۴۔ ''تنظیم القرآن'' از چوہدری رشید احمد:

یہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کے منظوم ترجمے پر مشتمل ہے۔ یہ پہلی مرتبہ جون ۱۹۸۳ء میں مکتبہ تنظیم القرآن مانانوالہ ضلع شیخوپورہ سے شائع ہوئی۔ ۴×۷ کے ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں کل ۱۲۲۷/ اشعار ہیں۔ اس منظوم ترجمہ میں قرآن مجید کا متن نہیں دیا گیا ہے چونکہ مصنف کے پیشِ نظر قرآنی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالب ونصائح کو عام فہم بنا کر پیش کرنا تھا۔ پروفیسر سید خورشید حسین بخاری (۹۰) نے اس پر ایک مختصر سی تقریظ لکھی ہے۔

اس ترجمہ کی دو خصوصیات ایسی ہیں جو اس کو دیگر منظوم تراجم سے ممتاز کر دیتی ہیں۔

۱۔ مترجم نے ایک ہی موضوع کی آیات پر ایک عنوان قائم کر دیا ہے جو موضوع کو بالکل واضح کر دیتا ہے۔ کل ۱۰۷ عناوین قائم کیے ہیں جن سے تحقیق کرنے والوں کو استفادہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ ہر عنوان اپنے موضوع کا مکمل احاطہ کرتا ہے۔

۲۔ اس منظوم ترجمہ کا دوسرا امتیازی وصف یہ ہے کہ ہر آیت کے مطالب الگ الگ نظم کیے گئے ہیں اور ساتھ ساتھ آیت کے نمبر بھی درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ عربی متن نہ ہونے کی وجہ سے قاری کو کسی قسم کی دقت نہ پیش آئے۔

چوہدری رشید احمد نے حتی الامکان یہ کوشش کی ہے کہ ترجمہ عام فہم اور سلیس ہو۔ اگر کہیں وضاحتی نوٹ کی ضرورت محسوس کی تو انتہائی مختصر نوٹ بھی لکھے ہیں۔ مصنف موصوف نے ترجمہ کرتے وقت انتہائی حزم و احتیاط سے کام لیا ہے تاکہ قرآنی مطالب و مفاہیم میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو جائے اور ترجمہ کرتے وقت شگفتگیٔ بیان، روانیٔ زبان اور تراکیب کے در و بست میں کوئی فرق نہیں آنے دیا اور قرآن کے مفہوم کے ساتھ ساتھ اس کے جلالی، جمالی اور استدلالی اسلوب کا بھی لحاظ رکھا۔ بطور نمونہ ایک دو آیات کے منظوم مطالب مع آیات تحریر کرنا مناسب خیال کرتا ہوں:

﴿ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ.ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴾(۹۱)

پر ''شہیدوں کو مردہ مت کہو'' کا عنوان قائم کر کے اس کا منظوم ترجمہ کچھ اس طرح سے کرتے ہیں:

وہ جو ہیں قتیلِ سبیلِ خدا
نہ مردہ کہو ان کو تم برملا
وہ ہیں بلکہ زندہ خدا کے حضور
و لیکن نہیں تم کو اس کا شعور (۹۲)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ط اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ﴾ (۹۳)

پر ''اللہ اہل ایمان کا دوست ہے'' کا عنوان قائم کر کے کچھ اس طرح اس کے مفہوم کو شعری قالب میں ڈھالتے ہیں:

خدا دوست ہے اہل ایمان کا — محبّ و ولی اہل عرفان کا
ہے ظلمت سے لاتا انہیں نور میں — عیاں جیسے ہو جلوۂ طور میں
ہاں جو لوگ بھی اہل انکار ہیں — شیاطین ان کے مددگار ہیں!
انہیں کھینچتے ہیں وہ ظلمات میں — بنیں روک عرفاں کی ہر بات میں
ہے نارِ جہنم ہی ان کا مقام — کریں گے اسی میں یہ دائم قیام (۹۴)

الغرض! ابتداء سے انتہاء تک یہی سلاست، زورِ بیان اور روانی ہے اور مطالب کی تفہیم میں کسی مقام پر کوئی الجھاؤ پیدا نہیں ہوتا۔

۲۵۔ ''تیسواں پارہ'' از عقیل روبی:

احمد عقیل روبی حلقۂ لاہور کے نامور شاعر، نقاد اور ادیب ہیں، آپ ۱۹۴۰ء میں لدھیانہ (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد ضلع خانیوال کو اپنا وطن بنایا، تعلیمی سفر طے کرتے کرتے لاہور آن پہنچے اور پھر یہاں کے ہو کر رہ گئے۔

۱۹۶۴ء میں ایم۔اے اردو جامعہ پنجاب سے کیا، عملی زندگی کا آغاز بطور استاذ محکمہ تعلیم میں سرکاری ملازمت سے کیا، گورنمنٹ کالج شیخوپورہ، بہاول پور اور مظفرگڑھ میں معلّمی کے فرائض سرانجام دیتے رہے، ۲۰۰۱ء میں ایف۔سی کالج سے بطور صدرِ شعبۂ اردو ریٹائر ہوئے اور آجکل تصنیفی و تخلیقی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

آپ نے تقریباً تیس کتب تصنیف و تالیف کی ہیں جن میں ناول، خاکے، شعری مجموعے، انگریزی نظموں کے تراجم، سوانح عمریاں (ناصر کاظمی، قتیل شفائی، نصرت فتح علی خان اور ممتاز مفتی وغیرہ کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوانح عمریاں) شامل ہیں، فلمی گانے اور ٹی۔وی ڈرامے بھی لکھے۔''ملی جلی آوازیں'' کے نام سے انگریزی نظموں کا اردو منظوم ترجمہ کیا۔

آپ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ ''تیسواں پارہ منظوم'' ہے، جسے ورڈز آف وزڈم مزنگ لاہور نے آج سے کوئی دس بارہ برس قبل شائع کیا، کتاب پر سن اشاعت کا ذکر نہیں ہے، دائیں صفحے پر قرآنی متن اور اس کے تحت مولانا شبیر احمد عثمانی کا نثری ترجمہ ہے اور بائیں صفحے پر'' قرآنی آیات کا شعری مفہوم'' ہے۔ جناب عقیل روبی اس وقت تک سورہ بقرہ اور سورہ رحمٰن کا منظوم ترجمہ مکمل کر چکے ہیں جو تا حال طبع نہیں ہو سکا(۹۵)۔

۲۶۔''نظام القرآن''از حاجی محمد عمرالدین:

حاجی محمد عمرالدین ۱۸ جولائی ۱۹۱۴ء کو جلال آباد (ضلع فیروز پور، ہندوستان) کے گاؤں''موگا'' یا ''موگہ'' میں پیدا ہوئے۔ مڈل دھرم کوٹ (موگہ) سے کیا، ۱۹۳۵ء میں J.V کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۴۲ء میں ادیب عالم کا امتحان پاس کیا۔۱۹۴۴ء میں ضلع گوجرانوالہ سے S.V ٹیچر کا امتحان پاس کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد ہندوستان سے جلّہ جیم (تحصیل میلسی، ضلع وہاڑی) میں مستقل قیام پذیر ہوگئے۔

جلّہ جیم میں بطور ٹیچر عملی زندگی کا آغاز کیا۔ ۱۹۷۱ء میں مڈل سکول، امیر پور سادات (تحصیل کہروڑ پکا، ضلع لودھراں) سے بطور ہیڈ ماسٹر ریٹائر ہوئے۔(۹۶)

دارالقرآن ٹرسٹ جلّہ جیم کے نائب سرپرست ہیں، اس ٹرسٹ کے تحت ایک رسالہ''صدائے اسلام'' شائع ہوتا ہے۔ باوجود پیرانہ سالی کے اس رسالے کی نگرانی کرتے ہیں۔قوت حافظہ میں کافی کمی آگئی ہے، اس لیے اب آپ کو بالکل یاد نہیں ہے کہ شاعری میں آپ کے استاذ کون تھے۔

قرآن مجید کی منظوم تفسیر کے علاوہ کوئی اور مجموعۂ کلام یا کوئی اور تصنیف نہیں ہے۔ جنوری ۱۹۸۷ء میں منظوم تفسیر کا آغاز کیا اور مارچ ۱۹۹۷ء کو پایۂ تکمیل تک پہنچا۔آپ نے منظوم تفسیر کرتے ہوئے مولانا محمد احمد (کراچی) کی''درس قرآن'' پیش نظر رکھی۔ فاضل مترجم نے اس مضمون سے باہر کوئی خیال نہیں لکھا، ہمیشہ یہ کوشش کی کہ کوئی جملہ اصل مضمون سے باہر نہ ہو۔آپ نے اس منظوم تفسیر کا نام

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''نظام القرآن'' رکھا۔

اس کی دو جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ تیسری جلد ابھی پریس میں ہے۔ ہر جلد دس دس پاروں پر مشتمل ہے۔ آپ خود ہی اس کی طباعت کا اہتمام کر رہے ہیں۔ حروف خوانی پر کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی، بعض جگہ اشعار بھی نثر کے انداز میں لکھے ہوئے ہیں۔

اس تفسیر کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ ایک ہی مضمون کی آیت یا چند آیات کو منتخب کر کے اس پر ایک عنوان قائم کرتے ہیں اور ہر سورت کے اختتام پر اس سورت کے مضامین کا خلاصہ اشعار کی صورت میں ذکر کرتے ہیں۔

آیات کے تحت سلیس اور بامحاورہ ترجمہ دیا ہے پھر اس کے آگے ''منظوم مفہوم'' پیش کیا ہے۔
مولانا مفتی محمد کلیم اللہ (مہتمم جامعہ تعلیم القرآن میلسی) نے اس منظوم تفسیر کی تعریف وتوصیف کی ہے۔

نمونے کے طور پر ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً وَّ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ (۹۷) کی تفسیر سے چند اشعار ملاحظہ کیجئے:

اُن سے کرو جہاد جو کفار آس پاس
دَب کر نہ ڈر کر نہ کرو کبھی ان سے ہراس
سختی دکھانا چاہیے لڑنا پڑے جو خوب
کثرت کو دیکھ کر کبھی گھبرائیں نہ قلوب
نکلو جو گھر سے اکڑ فوں آئے نہ جان پر
ہر حال میں نامِ خدا رہے زباں پر
ظاہر نہ ڈھیلا پن تمہاری حرکتوں سے ہو
مضبوط بن کے سامنے عدو کے تم رہو
تقویٰ پہ ہو نگاہ، جو جہاد کی بنا
پورا خیال ہو، چھٹے نہ دامنِ خدا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمن کی شوکت دیکھ کر پیدا نہ ہو ہراس
شہرت کی نہ کرو طمع، زر کی نہ ہو پیاس(۹۸)

۲۷۔ ''لوحِ محفوظ سے'' از سجاد احمد ساجد مرادآبادی:

آپ کا نام سجاد احمد اور تخلص ساجد مرادآبادی ہے، آپ نے ایم۔اے معاشیات، ایم۔اے صحافت اور ایل۔ایل۔ایم کیا ہے۔ بنیادی طور پر آپ قانون کے استاذ ہیں، ''پیغامِ راہ'' (سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)، ''نعمتِ پاکستان'' (تحریک حصولِ پاکستان) اور ''حساس جذبے اور شہر مظلوم'' (نظمیں) آپ کی مطبوعہ کتب ہیں۔

آپ نے مولانا مودودی کی طرز پر ترجمے کی بجائے قرآنی تفہیم کا انداز اپنایا، آپ نے قرآن مجید کی شعری تفہیم نگاری ''لوح محفوظ سے'' کے نام سے کی ہے، لوح محفوظ ۱۴ اگست ۲۰۰۶ء/ ۱۴۱۷ھ میں الخلیل پاکستان ایجوکیشن ویلفیئر سوسائٹی کراچی سے شائع ہوئی۔ ساجد مرادآبادی کے کام کی علمی، ادبی اور فکری قدر و قیمت کیا ہے، اس ضمن میں مفتی اظہر نعیمی، پروفیسر حافظ محمود حسین، پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد، اقبال احمد صدیقی، پروفیسر بیرسٹر ثمین خاں، پروفیسر ڈاکٹر عبد القدیر اور پروفیسر عبد الماجد وغیرہم کی وقیع آراء کتاب کا حصہ ہیں۔

فاضل مترجم نے سورہ فاتحہ، سورہ رحمٰن، سورہ یٰسین، آیت الکرسی، انتیسویں اور تیسویں پارے کے مضامین کو شعری قالب میں ڈھالا ہے، نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

کروں ابتداء اسم رحمان سے رحم کرنے والے مہربان سے
کیا فیصلہ میں نے پیارے حبیب رہیں گے سدا خوار تیرے رقیب
لہب تیرے بازو گئے دونوں ٹوٹ مزے زندگی کے نہ اب اور لوٹ
وہ برباد ہو کر ہوا نامراد رکھو اے محمد ﷺ ذرا دل کو شاد
نہ کام آئی دولت نہ مال و کسب ہوا اس پہ نازل جو میرا غضب
جہنم کے شعلوں کی وہ ہے غذا نہ بیوی بھی اس کی رہے گی جدا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو ماضی میں ڈھوتی رہی لکڑیاں　　مگر اب وہ کرتی ہے خرمستیاں
وہ راہوں میں کانٹے بچھاتی رہی　　محمد ﷺ کو میرے ستاتی رہی
بٹی رسی گردن میں اس کے پڑی　　ملے گی وہ شعلوں میں تنہا کھڑی
ہے قہر خدا دشمنوں کے لیے　　سبق اس میں ہے مومنوں کے لیے(۹۹)

۲۸۔ چند سورتوں کی منظوم ترجمانی از مرزا آصف رسول:

برادرم مرزا آصف رسول ۱۸/ اگست ۱۹۷۵ء میں پیدا ہوئے، جامعہ نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل سے حفظِ قرآن مجید کی سعادت حاصل کی، ایم۔اے عربی پنجاب یونیورسٹی سے، ایم۔اے فارسی جی سی یونیورسٹی سے اور ایم۔فل فارسی پنجاب یونیورسٹی سے کیا، آپ گورنمنٹ گورو نانک ڈگری کالج ننکانہ صاحب میں عربی کے استاذ ہیں۔

مرزا صاحب نے بھی مختلف سورتوں کی منظوم ترجمانی کی ہے جو کہ مختلف مجلوں جیسے شرق اورینٹل کالج اور اشراق لاہور میں شائع ہوئی ہے۔

نمونے کے طور پر سورۃ العصر کی منظوم ترجمانی ملاحظہ ہو:

زمانہ شاہد ہے اس حقیقت پہ
ابن آدم خسارے میں ہے
جو اپنی اندھی ہوس کے ہاتھوں
ازل سے نقصاں اٹھا رہا ہے
یہ منزلِ سود کا مسافر
زیاں کی راہوں پہ جا رہا ہے
مگر یہ حق ہے
خدا کے مومن
جو مانتے ہیں حقیقتوں کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا اور اس کی رسالتوں کو

اور ان کا طرزِ عمل بھی ان کے یقینِ محکم کا آئینہ ہے

شعار، تقویٰ و پارسائی

وطیرہ مخلوق کی بھلائی

یہ ان کی ہستی کا لازمہ ہے

پھر اپنے احباب کو بھی صبر اور سچ کی تلقین کرتے ہیں وہ

کہ حق صداقت اور استقامت ہی کامیابی کا راستہ ہے

جہانِ شر کے ہر ابتلا میں

انہی کا حصہ ہے کامرانی

حیاتِ عقبیٰ کی شادمانی (۱۰۰)۔

خلاصۂ بحث:

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ برصغیر میں جن شخصیات نے منظوم ترجمہ یا تفسیر کرنے کی سعی کی ہے ان میں سے کوئی شخص بھی قرآنیات کا ماہر نہیں ہے، تفسیری ادب میں کوئی مستند کتاب ان اصحاب کی طرف منسوب نہیں ہے، مگر اس تلخ حقیقت کے باوجود بڑے بڑے علماء ...... جن کو برصغیر میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے...... نے ان تراجم کو نہ صرف سراہا ہے بلکہ ان کو ''درست اور مستند ترجمہ'' کا سٹرٹیفکیٹ بھی دیا ہے، کیا یہ ممکن ہے کہ ان اربابِ دین ودانش نے ان منظوم تراجم کو بالاستعاب پڑھا ہوگا؟ کیا ان کے پاس اتنا کثیر وقت تھا کہ وہ ان تراجم کو اول سے آخر تک اپنی نظر سے گزارتے؟ کیا چند مقامات کے مطالعہ سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جن مقامات کو نہیں دیکھا جاسکا ان میں کسی قسم کا سقم نہیں ہے۔ یہ کلام اللہ کا معاملہ ہے، یہ ہماری دین کی اساس کا مسئلہ ہے، اس لیے اصحابِ علم وفکر کو ''مستند ترجمہ'' کا سرٹیفکیٹ دینے سے قبل اُس کو اول تا آخر انتہائی عمیق نظر سے اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ ہاں اگر قرآنی مطالب ومفاہیم کی منظوم ترجمانی ہو اور تفسیری اصولوں کے عین مطابق ہو تو اس کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پذیرائی کرنی چاہیے، کیونکہ نظم نثر کی نسبت زیادہ متاثر کرتی ہے۔

راقم کا اس مختصر مقالہ سے مقصود کسی مترجم کے کلام پر گرفت کرنا نہیں بلکہ محض اتنا مطلوب ہے کہ منظوم تراجم کی کتابیات مرتب ہو جائے جو اس موضوع پر تحقیق کرنے والوں کے لیے ''خشت اول'' اور ''سنگِ میل'' کی حیثیت رکھتی ہو۔

❀❀❀❀

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی

۱۔ طٰہٰ ۲۰:۱۱۳

۲۔ ابراھیم ۱۴:۴

۳۔ اس کا تذکرہ ڈاکٹر عظیم امروہی (ریسرچ اسکالر۔ روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی، بھارت) نے سید شمیم رجز کے ترجمہ پر تبصرہ لکھتے ہوئے کیا ہے۔ دیکھیے تعارفی بروشر مثنوی آب رواں، ص ۸، کالم ۲۔

۴۔ ۱۱نمبر سے ۱۴نمبر تک کا تذکرہ سید معراج نیر نے کیا ہے، دیکھیے بروشر آب رواں، ص ۱۲۔

۵۔ پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے سیماب اکبر بادی کے منظوم ترجمے پر تبصرہ کرتے ہوئے اس کا تذکرہ کیا ہے جو کہ فرید بکڈ پو انڈیا اور سیماب اکیڈمی کراچی کے مطبوعہ کے آخر میں ہے۔ اس پر صفحہ نمبر درج نہیں ہے۔

☆ مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر محمد، ماہنامہ فکر ونظر اسلام آباد، ص ۴۶۱۔ ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم کی تحقیق کے مطابق اس کا نام تفسیر چغتائی ہے، ان کی تحقیق میں یہ غیر مطبوعہ ہے جبکہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں اس کو مطبوعہ بتلاتے ہیں۔

۶۔ اعجاز فاروق اکرم، ڈاکٹر، ''برصغیر میں مطالعہ قرآن۔ تراجم وتفاسیر''، مشمولہ ''فکر ونظر'' برصغیر میں مطالعہ قرآن نمبر، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی اسلام آباد، ایڈیٹر: ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن صدیقی، جلد نمبر ۳۶، شمارہ نمبر ۳-۴، ص ۸۵۔

۷۔ غلام مصطفیٰ خاں، و ڈاکٹر مسعود احمد، ۴۶۱۔

۸۔ اس کا تذکرہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے کیا ہے۔

۹۔ اس کا تذکرہ خود انہوں نے عطا قاضی کے ترجمہ پر تبصرہ لکھتے ہوئے کیا ہے، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۰۔ ایضاً۔ ۱۱۔ ایضاً۔

۱۲۔ مسعود احمد، ص ۳۸۸۔ ۱۳۔ ایضاً، ص ۴۵۳۔

۱۴۔ ایضاً، ص ۴۵۵۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں

۱۵۔ ۲۹ تا ۳۳ نمبر تک کا ذکر ڈاکٹر مسعود احمد نے اپنے مقالہ میں کیا ہے، دیکھیے: ص ۴۵۵، ۳۸۴، ۴۶۲، ۴۵۰، ۳۸۶۔

۱۶۔ ایضاً، ص ۴۶۲۔

۱۷۔ ایضاً، ص ۳۸۴۔

۱۸۔ الانعام ۶:۱۶۲۔۱۶۳

۱۹۔ عبدالسلام بدایونی، زاد الآخرۃ، مطبع نولکشور لکھنو، ج ۱، ص ۴۴۴۔ اس میں پرانے اندازِ کتابت کو نئے اندازِ کتابت سے بدل دیا ہے۔ مثلاً ''بیگمان'' کو بے گماں سے، ''ای'' کو اے سے، ''حقتعالی'' کو حق تعالیٰ سے، ''ہین'' کو ہیں سے، ''اوس کا'' کو اُس کا سے، ''مسلموں سے'' کو مسلموں سے۔ اس تبدیلی کی ضرورت اس لیے پیش آئی تاکہ پڑھنے میں روانی برقرار رہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰۔ شائق ایزدی کے حالاتِ زندگی تو معلوم نہیں ہو سکے، البتہ تاریخ پیدائش کا اندازہ راقم نے اس طرح لگایا ہے کہ آپ نے اپنے منظوم ترجمے کا اختتام ۱۱ستمبر ۱۹۲۳ء کو کیا ہے اور اس وقت اپنی عمر ۵۹ سال بتائی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ غالباً ۱۸۶۴ء میں پیدا ہوئے، دیکھئے: شائق ایزدی، شمس الدین، منظوم اردو ترجمہ، کریمی پریس لاہور، ج ۳، ص ۲۹۶۴۔

۲۱۔ نقوش لاہور نمبر، مدیر: محمد طفیل، ادارہ فروغِ اردو لاہور، شمارہ نمبر ۹۲، ط: ۲، ص ۹۳۲-۹۳۳۔

۲۲۔ منظوم اردو ترجمہ، ج ۱، ص ب۔ ۲۳۔ ایضاً، ص ج۔

۲۴۔ ایضاً۔ ۲۵۔ ایضاً، ج ۳، ص ۲۹۶۴۔

۲۶۔ الناس ۱۱۴:۶ ۲۷۔ سبا ۳۴:۱۴

۲۸۔ الاحقاف ۴۶:۲۹ ۲۹۔ منظوم اردو ترجمہ، ج ۳، ص ۲۹۶۴۔

۳۰۔ الحجرات ۴۹:۱ ۳۱۔ منظوم اردو ترجمہ، ج ۳، ص ۲۴۷۴۔

۳۲۔ صدیقی، احمد حسین، دبستانوں کا دبستان کراچی، محمد حسین اکیڈمی کراچی۔ ۲۰۰۳، ج ۱، ص ۲۲۹۔

۳۳۔ سیماب اکبرآبادی کے حالات وواقعات سے متعلق تمام تر تفصیلات آپ کے فرزند جناب مظہر صدیقی کے مضمون سے حذف واختصار کے ساتھ اخذ کی گئی ہیں جو وحی منظوم کے آخر میں ہے۔

۳۴۔ جناب مظہر صدیقی کے علاوہ مولانا محمد حفظ الرحمٰن اور مولانا سعید احمد اکبرآبادی نے بھی اس بات کا تذکرہ اپنی اپنی تقاریظ میں کیا ہے جو 'وحی منظوم'' کے آخر میں دی گئی ہیں۔

۳۵۔ مولانا حسین احمد مدنی کے تبصرے سے اقتباس ہے جو کہ اس ترجمے کے آخر میں دیا گیا ہے۔

۳۶۔ سیماب اکبرآبادی، وحی منظوم، فرید بکڈپو دہلی، ص ۹۶۹۔

۳۷۔ اثر زبیری لکھنوی، مجید الدین احمد، سحر البیان، الحجاز پبلشرز کراچی، (س ن)، ج ۱، ص ۱۸۔

۳۸۔ ایضاً، ص ۱۹۔ ۳۹۔ ایضاً

۴۰۔ ایضاً، ص ۷۔

۴۱۔ الاعراف ۷:۱۵۵، یہ جملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمراہیان کی ہلاکت پر مضطرب ہو کر کہا تھا۔

۴۲۔ سحر البیان، ج ۱، ص ۱۰۔ ۴۳۔ ق ۵۰:۱

۴۴۔ عبس ۸۰:۲۰-۲۱ ۴۵۔ البقرۃ ۲:۹۶

۴۶۔ ھود ۱۱:۷۲ ۴۷۔ الضحیٰ ۹۳:۷

۴۸۔ سحر البیان، ج ۲، ص ۱۴۷۶۔ ۴۹۔ الناس ۱۱۴:۱-۶

۵۰۔ ''محمد پور'' رضوی سادات کی ایک قدیم بستی ہے جو ضلع کانپور (ہندوستان) کے قریب ہے۔

۵۱۔ آپ کی زندگی کا یہ مختصر سوانحی خاکہ ''آبِ رواں'' کے دوسرے حصے (مطبوعہ ۱۹۶۴ء) کے پس سرورق پر ''مصنف'' کے عنوان کے تحت درج' سے حذف واختصار کے ساتھ لیے گئے ہیں۔

۵۲۔ ایضاً۔

۵۳۔ شمیم رجز، سید، آب رواں دوسرا حصہ، رائٹرز اکیڈیمی لاہور، ۱۹۶۴ء، ص ۱۱۔

۵۴۔ عبدالعزیز خالد، فرقان جاوید، مقبول اکیڈیمی لاہور، اگست ۱۹۸۸ء، ص ۹۵۵۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۵۔ القصص ۱۶:۲۸

۵۶۔ منظوم ترجمہ کرنے کی داستان اور آپ کے حالات زندگی جناب خود میرزا خادم ہوشیار پوری کے مقدمہ سے اور غلام مصطفیٰ انجم جالندھری نے جو میرزا صاحب کا تعارف کرایا ہے اس سے حذف واختصار کے ساتھ اخذ کیے گئے ہیں۔

۵۷۔ عطاء قاضی کے حالات مختلف تقاریظ میں منتشر اور غیر مربوط انداز میں تھے، راقم نے ان کے حالات کو مختصراً یکجا اور مربوط کر دیا ہے۔

۵۸۔ النور ۳۹:۲۴

۵۹۔ عطا قاضی، مفہوم القرآن، ادبی سبھا پسرور، ج ۲، ص ۶۲۶۔

۶۰۔ یہ تفصیل خود مصنف نے راقم کے نام خط مرقومہ بتاریخ ۲۹ رمئی ۲۰۰۸ء میں مہیا کی۔

۶۱۔ انجم عرفانی، منظوم القرآن (پارہ ۲۶ تا ۳۰)، لکھنؤ، رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ/ اکتوبر ۲۰۰۶ء، ص ۱۲۳۔

۶۲۔ احمد حسین قریشی قلعہ داری، پروفیسر ڈاکٹر، مثنوی مفاہیم القرآن، ادارہ اشاعۃ القرآن ''القرشیہ'' قلعہ دار، رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، ج ۱، ص ۹؛ ج ۲، ص ۱۷۷۵۔

۶۳۔ ایضاً، ج ۱، ص ۴۔

۶۴۔ ایضاً۔

۶۵۔ ایضاً، ج ۲، ص ۱۵۳۱۔

۶۶۔ امین میاں، محمد، نظم القرآن، جڑانوالہ فیصل آباد، رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ، ص ۸۸۳۔

۶۷۔ سید ظفر ہاشمی غالب کے شاگرد خان بہادر رضا علی وحشت کے شاگرد تھے۔

۶۸۔ انعام الحق کوثر، پروفیسر ڈاکٹر، بلوچستان میں قرآن مجید کے تراجم وتفاسیر، مشمولہ فکر ونظر (برصغیر میں مطالعہ قرآن نمبر)، ص ۳۶۱۔

۶۹۔ یہ نمونہ کلام جناب ڈاکٹر انعام الحق کوثر صاحب کی وساطت سے حاصل ہوا۔

۷۰۔ تمام تفصیلات وکوائف خود قاضی محمد ایوب نادم صاحب نے راقم کے نام خط مرقومہ ۲۳ را پریل ۲۰۰۸ء میں مہیا کیے۔

۷۱۔ جناب ڈاکٹر انور سدید نے روزنامہ نوائے وقت لاہور کے سنڈے ایڈیشن مورخہ ۱۹ فروری ۲۰۰۶ء میں، ناصر زیدی نے روزنامہ پاکستان میں، اسرار زیدی نے اخبار جہاں (۱۰ سے ۱۶ اپریل ۲۰۰۶ء) میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ علامہ کوثر وڑائچ نے خود بھی راقم سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۷۲۔ نمونہ کلام اور مختصر سوانحی خاکہ خود شجاع صاحب سے حاصل کیا۔

۷۳۔ عبدالرؤف اورنگ آبادی، سید، مولانا شاہ غلام مرتضیٰ جنون اور ان کی تفسیر مرتضوی منظوم اردو، مشمولہ معارف اعظم گڑھ، مدیر: شاہ معین الدین احمد ندوی، ج ۱۱۰، عدد ۶، ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ/ دسمبر ۱۹۷۲ء، ص ۴۶۲-۴۶۳۔

۷۴۔ ڈاکٹر مولوی عبد الحق، پرانی اردو میں قرآن مجید کے تراجم اور تفاسیر، مشمولہ سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر)، ج ۲، ص ۱۷۳۔

۷۵۔ مولانا شاہ غلام مرتضیٰ جنون اور ان کی تفسیر مرتضوی منظوم اردو، ص ۴۶۴۔

۷۶۔ النازعات ۲۳:۷۹-۲۴

۷۷۔ البقرہ ۸۸:۲۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۸۔ حسین بخش سوداگر، نظم القرآن بزبان اردو، مطبع صحافی لاہور، ۱۳۰۴ھ، ص ۴۱۔
۷۹۔ ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم، برصغیر میں مطالعہ قرآن، ص ۸۴۔
۸۰۔ ایضاً
۸۱۔ الاعراف ۷:۱۷۸
۸۲۔ آل عمران ۳:۱۹
۸۳۔ خواجہ دل محمد، روح قرآن، خواجہ بکڈپو لاہور، ۱۹۴۷، ص ۹۲۔
۸۴۔ صدیقی، احمد حسین، دبستانوں کا دبستان کراچی، محمد حسین اکیڈمی کراچی، اگست ۲۰۰۵ء، ج ۲، ص ۱۸۰۔
۸۵۔ ایضاً، ص ۱۸۱۔
۸۶۔ ایضاً
۸۷۔ دلاور فگار، آبشارِ نور، ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان، (س۔ن)، ص ۲۔
۸۸۔ دبستانوں کا دبستان، ج ۲، ص ۱۸۲۔
۸۹۔ آبشارِ نور، ص ۱۵۔
۹۰۔ پروفیسر سید خورشید حسین بخاری فارسی کے استاذ تھے، ایک عرصہ تک گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج ننکانہ صاحب میں بھی رہے، انتقال کر چکے ہیں۔
۹۱۔ البقرہ ۲:۱۵۴
۹۲۔ رشید احمد چوہدری، تنظیم القرآن، مکتبہ تنظیم القرآن مانانوالہ، ص ۴۹۔
۹۳۔ البقرہ ۲:۲۵۷
۹۴۔ تنظیم القرآن، ص ۷۸۔
۹۵۔ عقیل روبی کے حالات وواقعات خود انٹرویو کر کے معلوم کیے ہیں۔
۹۶۔ یہ تمام تر معلومات براہِ راست حاجی عمر الدین صاحب سے حاصل کیں۔
۹۷۔ التوبہ ۹:۱۲۳
۹۸۔ عمر الدین، حاجی، نظام القرآن، ناشر: حاجی عمر الدین جلہ ج (میلسی، وہاڑی)، ج ۱، ص ۹۴۴۔
۹۹۔ ساجد مراد آبادی، سجاد احمد، لوح محفوظ سے، الخلیل پاکستان ایجوکیشن ویلفیئر سوسائٹی کراچی، اگست ۱۹۹۶ء، ص ۱۱۷۔
۱۰۰۔ مجلّہ شرق ۲۰۰۱ء، اورینٹل کالج جامعہ پنجاب۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں
لغات القرآن کے متعلق تحریر کی گئی کتب

پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر خان خاکوانی ☆

نبی کریم ﷺ نے فرائض نبوت کی تکمیل کی غرض سے سب سے پہلے صحابہ کرام اجمعین رضی اللہ عنہم کو قرآن حکیم کی تلاوت اور قراءت کی تعلیم فرمائی اور ساتھ ساتھ اس کی فضیلت وعظمت یوں بیان فرمائی:

﴿ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَه ﴾

"تم میں سب سے بہترین وہی ہے جو قرآن کریم کو خود پڑھتا (سیکھتا ہے) اور سکھاتا ہے۔"

اس فرض کی ادائیگی کے بعد آپؐ نے قرآن کی تعلیم کی طرف بھرپور توجہ فرمائی، چنانچہ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو قرآن کریم کے الفاظ، کلمات اور آیات کے معنی ومفہوم بتائے اور اس کی تفسیر وتوضیح بھی فرمائی۔ آپؐ نے قرآن کریم کے معنی ومفہوم سکھلانے کی غرض سے بہت سے اسلوب اور طریقے اختیار فرمائے۔ چنانچہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ وکلمات کے وہی معنی معتبر ہوں گے جو کہ نبی کریم ﷺ نے متعین فرمائے۔

آپ ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور تبع تابعین پھر ملت اسلامیہ کے علماء ومحققین نے یہ ذمہ داری قبول فرمائی۔

جہاں تک قرآن فہمی کے لئے لغات القرآن کی اہمیت اور ضرورت کا تعلق ہے تو اس کی ضرورت

☆ ڈین کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اہمیت اظہر من الشمس ہے۔ ویسے بھی کسی زبان کو سمجھنے کے لیے اس زبان کے لغت کی ضرورت و اہمیت ہمیشہ مسلّم رہی ہے، جہاں تک قرآن کریم کا تعلق ہے یہ تو خالق کائنات کی کتاب ہے اور عربی مبین میں ہے اس کی صحیح فہم وادراک کے لیے تو اہل عرب تک لغات کے محتاج ہیں، چہ جائیکہ اہل عجم، اہل عجم کے لئے تو اس کی ضرورت اور شدید ترین ہو جاتی ہے۔ برصغیر کے علماء اس ضرورت اور فرض سے کبھی بھی غافل نہیں رہے۔

برصغیر کے اہل علم وفضل نے دیگر اسلامی موضوعات کے علاوہ لغات قرآن پر بھی ضخیم ومختصر کتابیں لکھیں اور یہ سلسلہ ابھی بھی جاری ہے۔

اس موضوع پر اردو میں لکھنے کی ابتدا حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م1126ھ) کے لائق فرزند شاہ عبد القادرؒ نے کی انہوں نے جب اردو کے معلیٰ کے آئینہ خانہ میں قرآن حکیم کے لعل و جواہر سجائے اور پہلا با محاورہ اردو ترجمہ قرآن تحریر کیا تو لغات القرآن کے موضوع پر بھی ایک مختصر کتاب مرتب کی جس میں الفاظ کے معنی اور مختصر تشریح درج کی گئی۔ منشی ممتاز علی بھٹو میرٹھی نے مطبع مجتبائی دہلی سے 1298ھ میں شاہ عبد القادرؒ کا جو ترجمہ شائع کیا اس کے حاشیے پر یہ لغات القرآن بھی شائع کی۔

اس کے بعد موضوع پر جو کتابیں مرتب کی گئیں ان میں مولانا عبد الرشید نعمانی اور سید عبد الدائم جلالی کی۔ اس کی پہلی جلد کا پہلا ایڈیشن 1943ء میں ندوۃ المصنفین دہلی سے شائع ہوا اور چھٹی جلد 1958ء میں طبع ہوئی۔

مولانا عبد الرشید نعمانی / مولانا عبد الدائم جلالی کی لغات القرآن کے علاوہ قاضی زین العابدین میرٹھی کی قاموس القرآن بھی اردو زبان میں اس موضوع پر ایک قابل قدر اضافہ ہے، اس کا پہلا ایڈیشن 1954ء میں شائع ہوا، اس کے علاوہ بھی بعض اہل علم، قارئین کے مختلف طبقات کو مدنظر رکھتے ہوئے متعدد کتابیں مرتب کر چکے ہیں۔

جب ہم پاکستان کے حوالے سے خدمات لغات القرآن کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں یہاں پر، زبان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و بیان کے لحاظ سے اس موضوع پر جو کتابیں نظر آئیں ان کا یہاں پر مختلف عنوانات کے تحت جائزہ لیا جائے گا۔

عربی زبان:

اس عنوان کے تحت لغات القرآن کی ان کتابوں کا تذکرہ کیا جائے گا جو کہ یہاں پر عربی زبان میں تصنیف کی گئیں۔

مفردات:

شیخ محمد مراد بخاری کشمیری نے 1131ھ میں لکھی، اس میں عربی، فارسی اور ترکی تینوں زبانوں میں معنی دیئے گئے ہیں۔ اب نئی تحقیق کے ساتھ دوبارہ پاکستان میں شائع ہو رہی ہے۔

لغات القرآن: (مولانا حماد اللہ ہالیجوی (متوفی 18 اپریل 1962ء)

اس میں مفرد الفاظ عربی میں ابجد کی ترتیب سے لکھے گئے ہیں، یہ ایک مکمل کتاب ہے۔ مولانا یوسف بنوری نے اس پر ایک شاندار مقدمہ بھی لکھا ہے۔

العرفان بمفردات القرآن: (مولانا محمد اسماعیل عودوی (متوفی 29 نومبر 1970ء))

یہ لغت کے انداز میں ایک طرح کی تفسیر قرآن کریم بھی ہے۔ پاکستان میں شائع ہو رہی ہے۔

لغات القرآن:

مولانا محمد اجمل ہزاروی (ولادت 1932ء) درمیانہ درجہ کی لغات ہے، شائع ہو چکی ہے۔

ترغیب الاخوان فی ترکیب القرآن: (مولانا منظور احمد نعمانی (ولادت 1950ء)

یہ کتاب مبتدی بچوں کے لئے درسی طرز پر لکھی گئی ہے، شروع کتاب میں مبادی ترکیب کا بیان ہے۔ (اصول ترکیب) دوسرے حصے میں ترکیب القرآن ولغات القرآن ہیں۔ 1411ھ میں مکمل ہوئی اور اب یہ پاکستان میں بھی شائع ہو رہی ہے۔

الفروق: (مولانا ضمیر احمد قدوسی، (متوفی 8 جنوری 1962ء)

اس میں قرآن وحدیث کے ان الفاظ کے معنی بیان کئے گئے ہیں جو الفاظ کے لحاظ سے متفق اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متحد ہیں لیکن ان کے معنی مختلف ہیں، غیر مطبوعہ ہے۔

قاموس الفاظ القرآن الکریم: (دکتور عبداللہ عباس ندوی)

یہ کتاب عربی اور انگریزی میں ہے، اس میں مصنف نے الفاظ قرآنی کے معنی سیاق وسباق اور استقاقی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان کئے ہیں۔ یہ کتاب درحقیقت مستشرق جون پیٹرس کی کتاب کی غلطیوں کی اصلاح ہے۔

فوائد القرآن المعروف باصطلاحات القرآن:

مولانا عبداللہ بہلوی (متوفی یکم جنوری 1978ء)

سندھی:

اس عنوان کے تحت سندھی زبان میں لکھی گئی کتابوں کا تذکرہ کیا جائے گا۔

الیاقوت والمرجان فی شرح غریب القرآن: (حماداللہ ہالیجوی)

اس میں قرآن کریم کی سورۃ اعراف سے سورۂ ناس تک کے مشکل الفاظ کے معنی سندھی زبان میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب سورتوں کی ترتیب پر لکھی گئی ہے۔یعنی ہر سورت کے الفاظ معنی لغت کے انداز میں سورت کا نام دے کر اس کے تحت بیان کئے گئے۔

لغات القرآن: (مولانا خیر محمد ندوی)

یہ بھی سندھی زبان میں لکھی گئی ہے۔البتہ اس میں بلوچی اور اردو میں بھی معنی لکھے گئے ہیں۔

انگریزی:

اس ضمن میں انگریزی میں لغات القرآن پر لکھی گئی کتابوں کا تذکرہ کیا جائے گا۔

(VOCABULARY OF THE HOLY QURAN) (عبداللہ عباس ندوی)

یہ عربی اور انگریزی دونوں زبانوں میں ترتیب دی گئی ہے ایک اچھی کتاب ہے۔

لغات القرآن (انگریزی): (مولانا عبدالکریم پاریکھ ناگپور)

مستند تراجم کو سامنے رکھ کر یہ لغت تیار کی گئی۔افعال کے سامنے حروف اصلی، یعنی مادہ بھی دیا گیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ کتاب کے شروع میں نحو و صرف کے کچھ ضروری قواعد بھی درج کیے گئے ہیں۔ لاہور میں شائع ہوئی ہے۔

اردو زبان:

اس عنوان کے تحت پاکستان کے حوالے سے اردو زبان میں لغات القرآن پر لکھی گئی کتابوں کا تذکرہ پیش کیا جائے گا۔ سب سے پہلے شاہ عبدالقادرؒ نے مختصر رسالہ لغات القرآن (1298ھ) تحریر فرمایا۔

عجائب البیان فی لغات القرآن مع تفسیر المنان و نجوم الفرقان:

(مولانا محمد عبداللہ المعروف بہ جیون نورالدین پکھلوی (متوفی 1947ء)

یہ اردو زبان میں لکھی گئی ایک اچھی لغت ہے۔ جس میں قرآن کریم کے الفاظ کے معنی آسان اور سہل انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔

دینی لغات:

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی (ولادت یکم فروری 1913ء)، یہ قرآن، حدیث وفقہ کی جامع اردو لغت ہے، ستمبر 1960ء میں شائع ہوئی۔

تدریس القرآن: (مولانا محمد اجمل ہزاروی (ولادت جنوری 1932ء)

اس میں قرآن مجید کے مفرد الفاظ کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے، ان کی ایک لغت عربی میں بھی ہے۔

لغات القرآن: (مولانا خیر محمد ندوی)

یہ کتاب اردو، بلوچی اور سندھی زبان میں لکھی گئی۔

قاموس القرآن: (مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی (ولادت 1909ء)

یہ لغات القرآن میں لکھی گئی کتابوں میں ایک عمدہ اضافہ ہے۔ اس سے ایک عام آدمی بھی آسانی سے استفادہ کر سکتا ہے۔

ترجمہ قرآن: (مولانا محمد آصف قاسمی)

اس میں مولانا نے قرآن کریم میں بار بار تکرار کے...... ساتھ آنے والے الفاظ، یعنی مکررات کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ کر صرف اصلی الفاظ معنی کے ساتھ یکجا کر دیئے ہیں۔

تدریس اللغۃ القرآن: (ابو مسعود حسن علوی)

اس میں مصنف نے قرآنی آیات لکھ کر ہر جملے اور الفاظ کو الگ کر کے علیحدہ خانوں میں ترجمہ کیا ہے۔ پھر با محاورہ ترجمہ ہے۔ عربی گرامر مع ترکیب بھی بیان کی ہے۔ اس کے بعد لغوی و تفسیری شرح بھی ہے۔ لغت میں ہر لفظ کا مصدر معنی، مترادفات کو بھی بیان کیا ہے۔ آیت اور جملے کی ترکیب پر روشنی ڈالی ہے اور قواعد بھی بیان کئے گئے۔ افعال کے ساتھ ماضی / مضارع اور مصادر بھی دیئے گئے ہیں اور ساتھ ہی اسماء واماکن پر تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔

کتاب مفردات القرآن: (از: حمید الدین فراہی)

اس میں اہم قرآنی الفاظ کے معانی بیان کیے گئے ہیں، مصنف نے اس میں 177 ایسے الفاظ منتخب کئے ہیں جن کی تفسیر عام طور سے علماء و مفسرین نے اچھی طرح نہیں کی۔

مترادفات القرآن مع فروق اللغویہ: (از: مولانا عبدالرحمٰن گیلانی)

یہ مصنف کی ایک طویل مدت کی ذاتی محنت، لگن اور جستجو کا نتیجہ ہے کہ اردو زبان میں ایک ایسی عمدہ کتاب وجود میں آگئی جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے قطعی منفرد اور قرآن فہمی کے لئے غیر معمولی افادیت کی حامل ہے، جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے کہ مصنف نے اس میں قرآن کریم کے تقریباً تمام مترادف الفاظ کو بڑے حسن اور سلیقہ سے جمع کر دیا ہے۔ جیسے قیامت کے مترادفات، الساعتہ، یوم الدین، یوم الخروج، یوم الحساب، یوم الفصل، غاشیتہ، قارعتہ، حاقتہ، آزفتہ، طامتہ الکبریٰ، یوم الآخرۃ وغیرہ وغیرہ۔

شرح الفاظ القرآن: (از: مولانا عبدالرشید گجراتی)

یہ قرآن کریم کے الفاظ کے معنی و شرح پر ایک اچھی لغت ہے۔

غریب القرآن — از: مرزا ابوالفضل بن فیاض علی

المفردات فی غریب القرآن — از: حافظ نور الحسن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراۃ القرآن — از: حافظ عبد الحئی

معجم القرآن — از: ڈاکٹر غلام جیلانی برق

لغات القرآن — از: تاج الدین دہلوی، 1950ء، کراچی

مختار البیان فی لغات القرآن — از: سید مختار احمد

شمس الاسلام پریس حیدر آباد نے 1966ء میں شائع کی تھی، متعدد جلدیں ہیں، یہ لغات القرآن کے ساتھ ساتھ اس کی مختصر تفسیر بھی ہے۔

قرآن مجید کا عربی اردو لغت:

یہ لغت ڈاکٹر محمد میاں صدیقی (جو ابھی زندہ ہیں) کی ایک نہایت ہی گراں قدر تالیف ہے، اس کے بارے میں مصنف خود رقم طراز ہیں۔

میں اگر یہ عرض کروں تو یقیناً مبالغہ نہ ہوگا کہ علوم القرآن، علوم حدیث، فقہ اور سیرت پر عربی زبان کے علاوہ جتنا لٹریچر آج اردو زبان میں ہے دنیا کی کسی زندہ زبان میں نہیں۔

زیر نظر کتاب ان حضرات کے لیے مرتب کی گئی ہے جو عربی زبان پر دسترس نہیں رکھتے اور ہر لفظ کے مادہ کو تلاش کرنا ان کے لئے دشواری کا سبب بن سکتا ہے، اس لئے مادے کے بجائے الفاظ قرآن کو ان کی اپنی ہی صورت میں لغت تصور کر کے حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کر دیا گیا ہے۔ جیسے اَسْقَیْنٰکُمْ (ہم نے تم کو پلایا)، اس لفظ کو الف۔سین میں شمار کیا گیا ہے، حالانکہ اس کا مادہ "سقی" ہے اور اس اعتبار سے اس لفظ کو تین قاف میں آنا چاہیے۔

اس ترتیب سے ہر شخص "اَسْقَیْنٰکُمْ" کا لفظ آسانی سے نکال سکتا ہے اور اس کے معنی اور صیغے کو معلوم کر سکتا ہے۔ امکانی حد تک اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ قرآن حکیم میں موجود کوئی لفظ چھوٹنے نہ پائے۔

رسم الخط میں اس بات کا حتی المقدور اہتمام کیا گیا ہے کہ رسم قرآن کی پیروی کی جائے جو لفظ جس طرح قرآن حکیم میں لکھا ہوا ہے اسی طرح یہاں بھی لکھا جائے۔ مثلاً: لفظ الکتاب اس کا عام مربی، تا،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف، با (کتاب) ہے لیکن قرآن حکیم میں تا پر کھڑا زبر ہے اور الف کے بغیر ہے۔ الکتٰب اسی رسم الخط کی پابندی کی گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد میاں صدیقی کی قرآنیات کے سلسلہ میں خدمات ناقابل فراموش ہیں، آپ نے اس معرکۃ الآراء کتاب کے علاوہ بھی ایک مزید کتاب لغات قرآنی سے متعلق لکھی ہے اور آپ کی تمام کتب مقتدرہ قومی زبان پاکستان نے اپنا اعزاز سمجھتے ہوئے شائع کی ہیں، اس کتاب کا نام یہ ہے۔

فرہنگ اصطلاحات قرآن طبع اول 2003ء صفحات 207، عام کتابی سائز۔

مقالید القرآن (اردو):

مصنف: الحاج سید محمد یٰسین خان مسوانی، سن اشاعت: 1977ء، ضخامت: 24x16،

طابع: خورشید اختر خان، یونین پارک سمن آباد، لاہور

مقالید القرآن میں 370 عنوانات کے تحت قرآنی آیات کو یکجا کیا گیا ہے۔ ہر عنوان کے ساتھ متعلقہ آیت کا نمبر اور سورت کا نام دیا گیا ہے، اس کتاب کا ایک نسخہ قائد اعظم لائبریری میں موجود ہے۔

لغات القرآن (عربی اردو):

تالیف: الحاج عبدالکریم پاریکھ، سن اشاعت: 1982، تعداد صفحات: 288، ضخامت 21x14

ناشر: مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد، کراچی

مصنف نے اردو ترجمے کو سامنے رکھ کر ہر پارے کے مشکل الفاظ کا ترجمہ موقع محل کے مطابق کیا ہے، جس جگہ ضروری ہوا، اگر انگریزی داں طبقے کی سہولت کے لئے انگریزی الفاظ بھی لکھے ہیں۔

آسان لغات القرآن: (عربی اردو لغت تلاوت کی ترتیب سے)

از: مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

ادارۂ اسلامیات 190 انارکلی روڈ، لاہور، مارچ 1999ء

292 صفحات کی عام سائز کی کتاب ہے، مولانا سید ابوالحسن ندوی صاحب کا پیش لفظ لکھا ہوا ہے۔

اس کتاب کے لیے مصنف نے کئی تفاسیر اور ترجموں کا مطالعہ کیا، مصنف نے اپنے تاثرات یکم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جون 1987ء کو لکھے ہیں۔ اس کتاب میں لغات سے قبل عربی سیکھنے کے لیے نو سبق بھی دیئے گئے ہیں، جن میں قرآن مجید کے متعدد عربی الفاظ کو اردو میں ترجمہ کر کے بتایا گیا ہے۔

لسان القرآن (اردو):

مصنف: مولانا محمد حنیف ندوی، سن اشاعت: جلد اول 1983ء، تعداد صفحات :400، ضخامت :21x14

سن اشاعت: جلد دوم......؟، تعداد صفحات 401 تا 793، ضخامت، 21x14،

ناشر ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ، لاہور

قرآن حکیم کے اس جامع تفسیری لغت میں قرآن حکیم کے الفاظ کے معنی، قرآن و حدیث، محاورات، عرب اور قدیم و جدید علوم کی روشنی میں واضح کئے گئے ہیں، اس کتاب کا ایک سیٹ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان کی لائبریری میں موجود ہے۔

اس لغت میں قرآن کریم کے الفاظ کے معنی مستند کتب لغت کی بنیاد پر اس انداز سے متعین کئے گئے ہیں کہ قرآن جو تصورات پیش کرتا ہے، ان کا مکمل نقشہ سامنے آجاتا ہے۔

معجم القرآن (اردو):

تحریر: فضل الرحمٰن، سن اشاعت: 1405ھ، تعداد صفحات: 512، ضخامت 21x14

ناشر: ادارہ مجددیہ، ناظم آباد، کراچی

اس کتاب میں تمام الفاظ قرآنی کو ان کی اپنی ہی صورت میں لغت تصور کرتے ہوئے حروف تہجی کے اعتبار سے لکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کتاب کا ایک نسخہ قائداعظم لائبریری میں موجود ہے۔

ڈکشنری مضامین القرآن (اردو):

مصنف: مفتی شوکت علی فہیم، تعداد صفحات: 255، ضخامت 21x14

پبلشرز: مقبول اکیڈمی، 199، سرکلر روڈ، انارکلی، لاہور

اس کتاب میں حروف ابجد کے لحاظ سے قرآنی احکامات کو یکجا کیا گیا ہے، اس کتاب کا ایک نسخہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میونسپل پبلک لائبریری ملتان میں موجود ہے۔

صحیح لغات القرآن (اردو):

سن اشاعت: جلد اول 1984ء تعداد صفحات: 1 تا 462، ضخامت 24x16:

سن اشاعت: جلد دوم 1960ء تعداد صفحات: 463 تا 998، ضخامت: 24x16

سن اشاعت: جلد سوم 1961ء تعداد صفحات: 999 تا 1470، ضخامت: 24x16

سن اشاعت: جلد چہارم تعداد صفحات: 1470 تا 1838، ضخامت: 24x16

پبلشرز: ادارہ طلوع اسلام گلبرگ لاہور

از تاج محمد دہلوی، تعداد صفحات: 488، ضخامت 17x12، پبلشرز: خیر کثیر آرام باغ کراچی

اس لغت میں حروف ابجد سے قرآن کے مشکل الفاظ کی وضاحت کی گئی ہے۔

عنوانات القرآن (پشتو):

مصنف: سردار شاہی، یہ قرآن کی سورتوں کی فہرست ہے۔

مفہوم القرآن (اردو):

تحریر: غلام احمد پرویز، تعداد جلد 3، ضخامت 24x16، ناشر ادارہ طلوع اسلام، لاہور

یہ کتاب قرآن مجید کی ایک ڈکشنری ہے، اس کتاب کا ایک سیٹ قائد اعظم لائبریری لاہور میں موجود ہے۔

لغات القرآن ...... مفہوم القرآن:

غلام احمد پرویز نے قرآن مجید کی تعبیر و تشریح کے ضمن میں جو کام کیا، وہ تین طرح کا ہے۔ ''لغات القرآن'' کے تحت انہوں نے قرآن مجید کے الفاظ کی ایک لغت مرتب کی اور اس میں انہوں نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ الفاظ کا وسیع تر مفہوم کیا ہے۔ اور قرآن مجید میں یہ کس مفہوم میں مستعمل ہیں۔ پرویز صاحب کے نزدیک چونکہ عربی لغت و تفاسیر کی ترتیب و تدوین کا کام زیادہ تر عباسی دور میں ہوا اور یہ وہ عہد ہے جب عجمی اثرات مسلمان معاشرے پر غالب آ گئے تھے اور یوں''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں کے قلم سے جو کچھ نکلا اس کے الفاظ تو عربی تھے لیکن الفاظ کے پیکروں میں تصورات عجمی تھے۔ پوری عربی زبان تصنیف و تالیف کے پہلے دور میں ہی غیر عربی تصورات کی حامل بن گئی۔ اس طرح ''قرآنی الفاظ کے اس مفہوم میں فرق آگیا جو اس زمانۂ نزول قرآن میں لیا جاتا تھا۔'' پرویز صاحب نے اس مشکل کے تدارک اور الفاظ کے درست مفہوم تک رسائی کے لئے ایک حل تجویز کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

> ''عربی زبان کے وہ الفاظ جو زمانۂ نزول قرآن میں مروج تھے، عربی ادب کی کتابوں میں موجود ہیں اور چونکہ وہ اشعار بھی موجود ہیں جن میں وہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں، اس لئے (ان اشعار کی مدد سے) ان الفاظ کا وہ مفہوم بھی متعین کیا جا سکتا ہے جو ان سے زمانۂ نزول قرآن میں لیا جاتا تھا۔ یہ الفاظ قرآن مجید میں بیشتر انہی معانی میں استعمال ہوئے ہیں، جن معانی میں وہ ان اشعار میں استعمال ہوئے تھے اور جن سے زمانۂ نزول قرآن کے عرب اچھی طرح واقف تھے۔''

تنہا لغت سے پرویز صاحب کے نزدیک قرآن کے الفاظ کا صحیح مفہوم نہیں سمجھا جا سکتا، کیونکہ لغت انسانی کوششوں کا نتیجہ ہے، جس میں سہو و خطا کا امکان باقی رہتا ہے۔ ان کے اصول تفسیر الگ نکات کی صورت میں بیان کئے جائیں تو وہ اس طرح ہیں۔

- ☆ سب سے پہلے لفظ کو دیکھا جائے کہ اس کا بنیادی مفہوم کیا ہے اور خصوصیات کیا ہیں۔
- ☆ پھر دیکھا جائے کہ صحرا نشین عربوں کے ہاں اس لفظ کا استعمال کس کس انداز سے ہوتا تھا۔
- ☆ اس کے بعد دیکھا جائے کہ قرآن کریم میں وہ لفظ کس کس مقام پر آیا اور قرآن نے اسے کس کس رنگ میں استعمال کیا ہے۔
- ☆ اور سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ قرآن کریم کی پوری تعلیم کا مجموعی تصور سامنے ہونا چاہیے۔

لغات القرآن کے پیش لفظ میں انہوں نے امام حمید الدین فراہی کے اسلوب تفسیر کی بھی تعریف کی ہے اور اپنے ظرف کے مطابق ان کی بصیرت سے استفادے کا بھی اظہار کیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی اصطلاحات کے مفاہیم کے بارے میں بھی پرویز صاحب کا اپنا ایک نقطۂ نظر ہے۔مثال کے طور پر''اقامت صلوٰۃ'' کے تحت وہ لکھتے ہیں:

''قرآن مجید کی ایک خاص اصطلاح ''اقامت صلوٰۃ'' ہے، جس کے عام معنی نماز قائم کرنا یا نماز پڑھنا کئے جاتے ہیں۔لفظ صلوٰۃ کا مادّہ (ص ل و) ہے جس کے بنیادی معنی کسی کے پیچھے چلنے کے ہیں، اس لئے صلوٰۃ میں ''قوانین خداوندی'' کے اتباع کا مفہوم شامل ہوگا۔ بنا بریں اقامت صلوۃ سے مفہوم ہوگا ایسے نظام یا معاشرے کا قیام جس میں قوانین خداوندی کے اتباع کا تصور محسوس اور سمٹی ہوئی شکل میں سامنے آجاتا ہے، اس لئے قرآن کریم نے اس اصطلاح کو ان اجتماعات کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔قرآنی آیات پر تھوڑا سا تدبر کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ کس مقام پر اقامت صلوٰۃ سے مراد اجتماعات نماز ہیں اور کس مقام پر قرآنی نظام یا معاشرے کا قیام۔''

پرویز صاحب قرآن کی تفسیر میں ان روایات کو بھی درست نہیں سمجھتے جو''شان نزول'' کے عنوان سے بیان کی جاتی ہیں۔قرآن جید کے معرکتہ الآراء مسائل پر انہوں نے''معارف القرآن'' کے عنوان سے اظہار حیال کیا ہے، جو ابلیس وآدم شعلہ مستور، جوئے نور من ویزداں وغیرہ کے نام سے الگ الگ شائع ہو چکی ہیں۔

لغات القرآن (اردو) مع فہرست الفاظ:

تالیف: مولانا سید عبدالدائم نعمانی الجلالی، تعداد جلد 6 عدد، ضخامت 24x16۔

تعداد صفحات جلد اوّل:319، جلد دوم 329، جلد سوم:304، جلد چہارم:384، جلد پنجم:496، جلد ششم:328

پبلشرز: دینی کتب خانہ اردو بازار لاہور۔

اردو میں لغات القرآن کے متعلق یہ ایک جامع اور مستند کتاب ہے۔ جو قرآن مجید کے معنی و مطالب کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔یہ قرآن مجید کی ایک بہت بلند پایہ لغت ہے، اس سے بہتر لغت اردو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دستیاب نہیں، اس میں الفاظ کی فہرست کا فائدہ ضمناً حاصل ہوتا ہے کیونکہ اسے مادہ ماخذ سے ہٹا کر الفاظ کی موجودہ مشقوں کی شکلوں کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے۔ یعنی ہر لفظ اور کلمہ بغیر مادہ معلوم کئے آسانی سے تلاش کیا جا سکتا ہے۔

لغات القرآن:

از: مولانا عبد الرشید نعمانی

تعداد جلد 6 عدد، فاروق اکیڈمی

پاکستان میں لکھی گئی لغات القرآن کے کتب میں بہت اعلیٰ پائے کی ہے اور علمی و ادبی حلقوں میں ازحد مقبول ہے۔

مترادفات قرآن:

از: مولانا عبد الرحمٰن گیلانی

احد پرنٹنگ پریس 1990ء لاہور، صفحات 1000

بہت بلند پایہ کی لغات قرآنی ہے، جس میں مترادفات اس کی معانی اور ترتیب وغیرہ پر سابقہ مفسرین کی آراء کی روشنی میں تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ اپنے فن کی بہترین عالمانہ کتاب ہے۔

اصلاحات قرآن: (قرآن مجید کے معانی و مطالب کا منفرد و جامع لغات)

از: خواجہ محمد اسلم

فیروز سنز لاہور، 1998ء، 260 صفحات پر مشتمل ایک درمیانہ درجہ کی عام فہم عبارت میں لغات ہے۔

مفردات فی غریب القرآن (اردو ترجمہ):

از: مفتی محمد عبدہ

تعداد جلد 2 عدد (بڑی سائز ہر جلد 570 صفحات)

مولانا راغب اصفہانی جو اس فن کے امام ہیں، ان مشہو عالم کتاب کا باہم حسین امتزاج ہے، اس کا اردو ترجمہ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد عبدہ نے کیا ہے۔ موصوف خود بھی کافی لغوی ذوق کے حامل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور نے 1987ء میں چھاپی ہے، ترجمہ اصل کی کما حقہ ترجمانی تو نہیں کرتا لیکن ایک قاری کے ذوق کو بہت حد تک پورا کر دیتا ہے۔

لغات قرآنی میں مفسرین کا عمومی مزاج:

ان کے علاوہ پاکستان کے بعض علماء اور محققین نے قرآن کریم کے لغت کے انداز میں ترجمے کیے جیسے ہر لفظ کو الگ الگ خانہ میں لکھ کر نیچے اس کا ترجمہ دیا گیا ہے، تاکہ عام قاری اور مبتدی کے لیے ترجمہ قرآن کا سیکھنا سہل اور آسان ہو۔ ان تراجم میں شاہ رفیع الدین محدث دہلوی، خواجہ حسن نظامی، ڈپٹی نذیر احمد اور جناب حافظ نذر احمد کے تراجم زیادہ مشہور اور قابل ذکر ہیں، ان کے علاوہ اور بھی کئی حضرات نے اسی طرز پر لغویہ پر ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

بعض مفسرین نے اپنی تفاسیر میں مشکل مفردات کے معنی لغات کے انداز میں بیان کئے ہیں اور مشکل الفاظ کے نہ صرف معنی بتائے بلکہ ان پر تشریحی وتوضیحی نوٹ بھی تحریر کئے تاکہ تفسیر کے کسی بھی قاری کو فہم القرآن وتفسیر میں کوئی دقت نہ ہو۔ ان تفاسیر میں بیان القرآن: مولانا اشرف علی تھانوی کی، ضیاء القرآن: پیر کرم شاہ الازہری کی، مجموعہ تفسیر فراہی: علامہ فراہی کی اور تدبر القرآن، علامہ امین احسن اصلاحی کی قابل ذکر ہیں۔

ان حقائق سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ پاکستان کے اہل علم نے دیگر اسلامی علوم کے علاوہ لغات القرآن کے موضوع پر جتنا کام کیا ہے وہ بلاشبہ نہ صرف مسلمانان برصغیر کے لئے سرمایہ افتخار ہے، بلکہ کسی بھی طبع اور علاقے کے لوگوں کے لیے بھی قابل صدر انبساط و باعث فخر ہے۔

❀❀❀❀

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سندھی زبان میں قرآن پاک کے تراجم اور ان کی علمی وادبی خصوصیات

ڈاکٹر عبدالرزاق گھانگھرو ☆

اسلام علمی لحاظ سے ایک دعوتی مذہب ہے۔ یہی سبب ہے کہ اسلام کے بانی حضرت محمد ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حیات طیبہ اسلامی تعلیم، تبلیغ وتلقین کا منبہ ومرکز ہے۔ آپ ﷺ داعیان اسلام کے ایک بڑے سلسلہ کے رہنما و رہبر ہیں۔ جن کے بدولت دنیا کے ہر گوشہ میں ایمان اور اسلام کی دولت پہنچی۔ اسلام جب عرب کے حدود سے نکل کر دنیا کے دور دراز علاقہ جات تک پہنچا، تو عرب وعجم کا آپس میں سنگم پیدا ہوا، اور ان علاقعوں میں اسلامی حکومتیں قائم ہوئیں۔ اسلام کے بدولت ان حصوں میں سیاسی، سماجی، معاشی ومعاشرتی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ عربی عربوں کی مادری زبان اور قرآن پاک مسلمانوں کی مذہبی کتاب ہے۔ جس کو سمجھے بغیر اسلام کے حقیقی روح تک رسائی میں دقت محسوس ہو رہی تھی، اس لیئے اس وقت کے علماء اور مبلغین نے محسوس کیا، کہ اسلام کے حقیقی روح کو حاصل کرنے کے لیے قرآن پاک کا غیر عربی زبان میں ترجمہ کرنا انتہائی ضروری ہے، تاکہ تمام قومیں جغرافیائی، تہذیبی، ثقافتی اور مذہبی نقطہ نظر سے آپس میں ہم آہنگ ہوسکیں۔ اس نقطۂ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام کے اولین علماء وفقہاء نے قرآن پاک کا غیر عربی زبانوں میں ترجمہ کرنے کے متعلق موافقت ومخالفت میں اپنی آراء کو پیش کیا۔ (۱) آخر کار اس علمی وفقہی بحث ومباحثہ کا یہ نتیجہ اخذ کیا گیا، کہ قرآن پاک کے ترجمے کے سلسلے میں اس بات کا خیال رکھا جائے، کہ قرآن پاک کے عربی متن کا تقدس زائل نہ ہو۔

☆ پروفیسر شعبہ اسلامک اسٹڈیز، مہران یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی جامشورو سندھ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سید عبداللہ نے دائرہ معارف اسلامیہ، جلد 1/16 میں اس مسئلے پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ (۲) مفتی محمد شفیع نے جواہر الفقہ، جلد اول سے مختلف فقہاء کی آرا کی روشنی میں تحریر کیا ہے، کہ غیر عربی زبان میں ترجمہ کرتے وقت اصل عربی متن ضرور شامل ہو، تاکہ قرآن پاک کے اصل عربی عبارت کی اصلیت قائم ودائم رہے۔ (۳) برصغیر پاک وہند میں یہ مسئلہ بھی کافی اختلافی رہا ہے۔

مشہور محقق وعالم دین شاہ ولی اللہ دہلوی نے ۱۷۶۲ء میں قرآن پاک کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا، تو اس وقت کے کچھ علماء نے اس پر اعتراضات کیے تھے اور شاہ ولی اللہ کے اس ترجمہ کرنے کو بدعت قرار دیا تھا۔ اور یہ فتویٰ صادر کیا تھا، کہ شاہ ولی اللہ کا یہ فعل سراسر کفر والحاد ہے۔ (۴) سندھ میں انگریز دور حکومت میں مولانا سید تاج محمود امروٹی نے بغیر عربی متن کے سن ۱۸۹۶ء میں قرآن پاک کا سندھی ترجمہ شایع کرایا تو اس پر بھی اعتراضات کیے گئے۔ (۵) دراصل علماء وفقہاء کا اس سلسلے میں اعتراضات کا منشا یہ تھا کہ آگے چل کر ایسا نہ ہو، کہ قرآن پاک کے اصل عربی متن کی عزت واحترام میں کمی واقع ہو۔ قیام پاکستان کے بعد کچھ ناعاقبت اندیش افراد نے نماز میں عربی متن کے بجائے اس کے مفہوم کو مادری زبان میں پڑھنے کی اجازت دینے کی کوشش کی تھی، لیکن علمائے حق کے بروقت اقدام سے یہ فتنہ سر نہ اٹھا سکا اور ہمیشہ کے لیے دفن ہو گیا۔

برصغیر پاک وہند میں سندھ پہلا خطہ ہے، جہاں اسلام سب سے پہلے پہنچا اور ان کے منور شعاعوں نے باقی برصغیر کو منور کیا۔ تاریخی لحاظ سے قرآن پاک کے سمجھنے اور سمجھانے میں یہاں کے علماء نے بڑا علمی وتحقیقی کام کیا ہے۔ سن ۲۷۰ھ / ۸۸۳ء عربی میں دور حکومت میں سندھ میں اندرونی خلفشار کے باعث کئی چھوٹی ریاستیں وجود میں آئیں۔ (۶) جن میں منصورہ ریاست پر ہباری خاندان کا تسلط قائم ہوا۔ منصورہ کے مسلمان حاکم عبداللہ بن عمر ہباری نے الور کے ہندو راجا کی درخواست پر ان کی خدمت میں ایک عالم کو بھیجا تھا، جنھوں نے ان کے دربار میں قرآن پاک کا ترجمہ پیش کیا تھا۔ مشہور مؤرخ بزرگ بن شہریار کی اس روایت کو برصغیر ہندوپاک کے بلند مرتبہ مؤرخین نے بھی نقل کیا ہے۔ (۷) لیکن اس ترجمہ کی ترتیب اور املا کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ اتنا ضرور ہے،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ برصغیر میں قرآن پاک کے سب سے پہلے ترجمہ کرنے کا اعزاز سندھ کو حاصل ہے۔(۸) عربی حکومت کے خاتمہ کے بعد سندھ میں سومرہ، سمہ، ارغون، ترخان اور مغل خاندان برسرِ اقتدار آئے۔ ان ادوار میں سندھ میں اسلامی علوم وفنون کے مدارس ومکاتب کا ذکر برصغیر ہندوپاک کے قدیم تاریخی تذکروں میں عام طور پر ملتا ہے۔ضرور ان ادوار میں قرآن پاک کے تراجم پر کام کیا گیا ہوگا لیکن افسوس کہ ان ادوار میں قرآن پاک کے تفاسیر کا ذکر تو ملتا ہے، لیکن خالص تراجم کے متعلق کوئی مسند احوال موجود نہیں ہے البتہ ارغون وترخان دور میں مخدوم نوح ہالائی (۹۹۸ھ /۱۵۸۹ء) نے باقاعدہ خالص قرآن پاک کا فارسی ترجمہ کیا، جو زمانہ کے انقلابات کے باوجود محفوظ حالت میں دستیاب ہوا ہے۔(۹) یہ ترجمہ علامہ مصطفٰی قاسمی کی سعی وتحقیق سے سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد نے شایع کرایا ہے۔ یہ ترجمہ برصغیر پاک وہند کے مشہور محقق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ترجمہ سے بھی پہلے تالیف کیا گیا ہے۔اس لحاظ ہم اس رائے میں حق بجانب ہیں کہ برصغیر میں فارسی زبان میں ترجمہ کرنے کا پہلا اعزاز بھی سندھ کو حاصل ہے۔ اس دور میں سندھی علماء میں ایک تحریک نے جنم لیا کہ اسلامی علوم وفنون کی تصانیف مادری زبان سندھی میں کی جائیں، تاکہ عام سندھی خواندہ اس سے مستفیض ہوسکیں۔ (۱۰) اس تحریک کے نتیجہ میں سندھ میں مادری زبان سندھی میں تصنیف وتالیف شروع ہوئی۔ ابتدا میں یہ تمام تصانیف قدیم سندھی شاعری میں ہوئی۔ اس ضمن میں مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی اور دیگر علمائے سندھ نے قرآن پاک کے تفاسیر تالیف کیئے، لیکن اس دور میں خالص ترجمہ کے متعلق سندھ کی ادبی تاریخ میں کوئی ذکر موجو نہیں ہے اور نہ ہی اس قسم کا کوئی تحریری مواد دستیاب ہوسکا ہے۔کلھوڑا دور میں مروج سندھی شاعری اپنی ارتقائی منازل طے کرکے جب نثر کی شکل میں وجود میں آئی، تو سندھ میں خالص نثر میں تراجم کی شروعات ہوئی۔ (۱۱) اور یہ سلسلہ الحمد للہ اب تک جاری ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے۔ ہم نے اس سلسلہ میں سندھی زبان میں قرآن پاک کے خالص سندھی تراجم پر اب تک جتنا کام ہوسکا، اس کو اس مختصر مقالہ میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ا) قرآن مجید مترجم (آخوند عزیز اللہ مٹیاروی):

یہ سندھی زبان میں قرآن پاک کا اولین ترجمہ ہے اس کا مترجم ٹالپر دور حکومت (۱۱۹۷ھ / ۱۷۸۳ء) کے ایک بلند مرتبہ یگانہ روزگار عالم آخوند عزیز اللہ مٹیاروی (۱۲۸۳ھ / ۱۸۵۶ء) ہیں۔ قاضی عزیز اللہ کا تعلق مٹیاری کے مشہور علمی خاندان سے ہے۔ آپ ایک بڑے عالم وفاضل اور قابل بزرگ تھے۔ مٹیاری کے مشہور عالم مخدوم عثمان سے جملہ علوم کی تحصیل کی اور ایک برجستہ عالم بن گئے۔ نقشبندی طریقہ میں انہوں نے لواری والے بزرگوں سے بیعت کی۔ اس وقت لواری بڑا علمی مرکز تھا۔ قاضی صاحب زیادہ تر لواری میں رہتے تھے اور ساتھ ہی فتویٰ نویسی اور تصنیف وتالیف کا بھی کام کرتے تھے۔ (۱۲) آخوند عزیز اللہ سے پہلے سندھی زبان میں جتنے بھی قرآن پاک کے تراجم دستیاب ہوئے ہیں، ان کی نوعیت تفسیر کی ہے۔ اس لئے ان کو فنی لحاظ سے تراجم میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اس سے پہلے سندھی نثر کے بجائے الف اشباع کی طرز پر قدیم سندھی ابیات میں علمائے سندھ نے اسلامی علوم وفنون کی کتب تصانیف کی ہیں۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی (م۱۱۶۴ھ / ۱۷۵۰ء) کی 'تفسیر ہاشمی' بھی قدیم سندھی ابیات میں ہے۔ (۱۳) اس لحاظ سے آخوند عزیز اللہ پہلے سندھی عالم ہیں، جنہوں نے قدیم سندھی شاعری سے ہٹ کر خالص سندھی نثر میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ بعد میں آنے والے علمائے سندھ کے لیے ایک رہنما ورہبر کی حیثیت رکھتا ہے۔ (۱۴) آخوند عزیز اللہ کا یہ سندھی ترجمہ سب سے پہلے قاضی محمد ابراہیم نے سن ۱۲۵۷ھ / ۱۸۷۰ء میں محمدی پریس گجرات بھارت سے لیتھو میں چھپوا کر شایع کرایا۔ اس کے بعد اسی ترجمہ کو عبدالصمد ولد محمد مقیم نورنگ پوتہ نے سن ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء میں مرغوب ہردیار چھاپخانہ بمبئی سے دوسری مرتبہ شایع کرایا۔ اسی طرح یہ ترجمہ تیسری مرتبہ کریمی پریس بمبئی سے ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء میں شایع ہوا۔ اس آخری ایڈیشن کی خصوصیت یہ ہے کہ آخوند عزیز اللہ مٹیاروی کے سندھی ترجمے کے نیچے برصغیر کے مشہور مفکر وعالم شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فارسی ترجمہ بھی دیا گیا ہے، اور ساتھ ہی حواشی پر جو آیات کا فارسی زبان میں شان نزول دیا گیا ہے، اس کو شیخ سعدی کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء والا یہ نسخہ ۸۰۱ صفحات پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشتمل ہے۔

علمی وفنی لحاظ سے آخوند عزیز اللہ مٹیاروی کا یہ ترجمہ قدیم سندھی ادب میں اپنی نوعیت کا اولین اور بنیادی ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ کی مقبولیت کے متعلق علامہ غلام مصطفٰی قاسمی رقمطراز ہیں کہ سارے سندھ میں یہ ترجمہ رواج میں تھا، اس لئے سندھ کی ہر مسجد میں یہ ترجمہ عام طور موجود نظر آتا تھا'۔ (۱۵)

(۲) قرآن مترجم ومحشی (مولانا محمد صدیق نورنگ پوتہ):

قرآن پاک کے اس سندھی ترجمے کا مترجم مولانا محمد صدیق ولد مخدوم عبدالرحمان، سندھ کے علمی ومذہبی خاندان مخدوم نورنگ (۱۶) کی اولاد میں سے اپنے وقت کے مشہور عالم اور صوفی بزرگ تھے۔ مولانا محمد صدیق کی ابتدائی تعلیم کے متعلق سندھ کے ادبی تذکرے خاموش ہیں۔ مولانا دین محمد وفائی نے اپنے مشہور ''تذکرہ مشاہیر سندھ'' میں صرف لکھا ہے کہ وہ سندھ میں مروج علوم کی تحصیل کے بعد ممبئی منتقل ہوئے، اور وہاں ان کے خاندان کے کاٹھیاواڑی مرید تھے۔ ممبئی میں انہوں نے اشاعت علم اور بالخصوص قدیم سندھی دینی کتب کی طباعت کے لئے ایک چھاپ خانہ ''مطبع حسینی'' کے نام سے قائم کیا تھا۔ (۱۷)

مولانا محمد صدیق کا یہ سندھی ترجمہ آخوند عزیز اللہ کے بعد قرآن پاک کے سندھی تراجم میں قدیم ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ سب سے پہلے ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں مولانا محمد صدیق نے اپنی قائم کردہ ''مطبع حسینی'' سے طبع کر کے شایع کرایا۔ اس ترجمہ کے آخر میں مولانا حافظ نعمت اللہ کاشمیری نے طباعت کی مادہ تاریخ اس طرح مرقوم کی ہے۔

قد طبع مصحف مجید

لا مثل لھا ولا مماثل (۱۸)

۱۲۹۵ء

یہ ترجمہ سندھ میں اس قدر مقبول ہوا کہ سن ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء میں اس کو دوبارہ شایع کرایا گیا۔ اسی طرح مولانا محمد صدیق کے وفات کے بعد ان کے فرزند مولانا عبداللطیف نے سن ۱۳۱۷ھ /

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۹۹ء میں سندھ کے علمی حلقوں کے بہت زیادہ اسرار پر اسی ترجمے کو سہ بار شایع کرایا۔ اس طبع شدہ ترجمے کی تفریظ مولانا منیر الدین جبل پوری نے لکھی ہے، جس میں طباعت کی مادہ تاریخ اس طرح لکھائی ہے۔

کلام پاک مترجم بحرف عام سندھ۔(۱۹)

اس کے بعد یہ ترجمہ چوتھی مرتبہ ۱۹۳۶ء میں دین محمدی اینڈ سنز تاجران کتب لاہور نے شایع کرایا۔ اس لحاظ سے اس ترجمہ سے نصف صدی سے زیادہ تک سندھ کے لوگ مستفیض ہوتے رہے۔

مولانا محمد صدیق کے اس ترجمے کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ آخوند عزیز اللہ کے ترجمے کے طرز پر قدیم سندھی میں معمولی تبدیلی کے ساتھ تحت اللفظ میں ہے۔ آخوند عزیز اللہ کی سندھی عبارت عربی نوعیت پر دقیق ہے اور مولانا محمد صدیق کی عبارت اس سے کچھ قدر فصیح و عام فہم ہے۔ اس کے باوجود ترجمے میں استعمال شدہ قدیم سندھی الفاظ، محاورات اور اصطلاحات اکثر متروک ہو چکے ہیں۔ مولانا محمد صدیق نے قدیم سندھی الفاظ کو املا کرنے وقت عربی صورت خطی کی طرح اعرابیں استعمال کی گئی ہیں۔ آخوند عزیز اللہ کے بعد مولانا محمد صدیق کا یہ ترجمہ قرآن پاک کے سندھی تراجم میں اپنی نوعیت کا منفرد ترجمہ شمار ہوتا ہے۔

(۳) قرآن پاک مترجم مع مختصر حاشیہ (قاضی شرف الدین سیوہانی):

قاضی شرف الدین سیوھانی کا تعلق سندھ کے قدیم تاریخی شہر سیوھن سے ہے۔ سندھ کے ادبی تذکرے قاضی صاحب کے احوال کے متعلق خاموش نظر آتے ہیں۔ اس لئے ان کی زندگی کے متعلق قطعی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے علم کی تحصیل کس طرح کی اور اس مذکورہ ترجمے کے علاوہ اور کیا علمی و تحقیقی خدمات سرانجام دیں۔ قاضی شرف الدین کا یہ سندھی ترجمہ بمع مختصر حواشی ابھی تک خطی شکل میں انسٹیٹیوٹ آف سندھ لوجی جام شورو میں موجود ہے۔ یہ ترجمہ ۲۰x۳۲ س۔م کی تقطیع میں ۱۰۴۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ ترجمے کے آخر میں مترجم قاضی شرف الدین نے ترجمے کی مادہ تاریخ درج کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ قاضی شرف الدین نے یہ ترجمہ کرنے میں دو سال صرف کئے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جمعہ کے دن ۱۳ رجب المرجب ۱۳۲۵ھ میں اسے مکمل کیا۔ (۲۰) ترجمہ تحت اللفظ ہے اور کچھ آیات کے ترجمہ کرتے ہوئے، حواشی پر مختصر وضاحتی توضیح کے لئے مختصر شان نزول بھی رقم کیا ہوا ہے، جو ایک بڑی علمی خدمت ہے۔ قاضی شرف الدین نے چونکہ اپنی عبارت میں فصاحت و بلاغت کو قائم رکھنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے لیکن پھر بھی کئی مقامات پر سندھی عبارت کچھ قدر دقیق بھی محسوس ہوتی ہے۔ اس ترجمہ کی بڑی خوبی یہ ہے کہ قاضی صاحب نے ترجمہ کرتے وقت زائد الفاظ استعمال نہیں کئے ہیں۔ ایک صدی گزرنے کے باوجود سندھ کے کسی علمی، تحقیقی اور اشاعتی ادارہ نے اس ترجمہ کی اشاعت کے طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی ہے۔ ہماری رائے میں اگر جدید طرز پر اس ترجمہ کو ایڈیٹ کر کے شایع کیا جائے، تو سندھ کے عام خواندہ اس سے بہت مستفیض ہو سکتے ہیں۔

(۴) رفیع الشان قرآن عظیم مترجم (مولانا سید تاج محمود امروٹی):

قرآن پاک کا یہ با محاورہ ترجمہ سندھ کے بلند مرتبہ عالم اور روحانی بزرگ مولانا سید تاج محمود امروٹی نے کیا ہے۔ مولانا تاج محمود امروٹی بڑے عالم، فاضل اور عارف کامل تھے۔ ان کی علمیت وروحانیت کی وجہ سے سندھ کے دور دراز سے لوگ ان کی صحبت میں حاضر ہوتے تھے۔ تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لیا اور ہجرت تحریک کے دوران افغانستان جانے والوں کی قیادت کی، ان کی نظر میں مسلمانوں میں تعمیری انقلاب قرآنی تعلیمات کو عام کرنے سے ہی آسکتا ہے۔ اس لئے قرآن پاک کی سورۂ یٰس اور سورۂ رحمٰن کا منظوم ترجمہ وتفسیر تالیف کیا۔ (۲۱) اس کے علاوہ قرآن پاک کا مکمل ترجمہ بھی کیا تھا۔ مولانا سید امروٹی نے یہ ترجمہ سن ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۶ء میں ترجمہ کرنا شروع کیا تھا۔ اور ان کی زندگی ہی میں یہ ترجمہ الحق پریس سکھر سندھ سے تین حصوں میں سن ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۶ء میں شایع ہوا۔ مولانا امروٹی کا یہ ترجمہ اپنی نوعیت کا پہلا سندھی ترجمہ ہے، جس میں قرآن پاک کے عربی متن کے بغیر صرف آیات کا نمبر دے کر ترجمہ شایع کیا گیا۔ (۲۲) اس بغیر عربی متن کے ترجمے کی اشاعت پر اس دور کے ایک بڑے عالم اور صاحب منطق مولانا قمر الدین انڈھڑ پنو عاقل والے نے سختی سے اعتراض اٹھائے اور مولانا امروٹی کے اس طرح ترجمہ شایع کرانے کو کفریہ عمل قرار دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ خود اسی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ پر مولانا امروٹی سے مناظرہ اور بحث کرنے کیلئے امروٹ تشریف لے آئے۔ مولانا امروٹی نے بغیر کسی بحث کے مولانا قمرالدین کو یہ یقین دلایا، کہ آئندہ یہ ترجمہ بغیر عربی متن کے شایع نہیں کرایا جائے گا۔ (۲۳) اس کے بعد یہ ترجمہ کئی مرتبہ مولانا احمد علی لاہوری کے سعی وکوشش سے لاہور سے متواتر شایع ہوتا رہا۔ یہ ترجمہ سندھ میں اتنا مقبول اور عام ہے، کہ پاکستان کا مشہور اشاعتی ادارہ تاج کمپنی لمیٹڈ نہایت خوبصورت اور عکسی ایڈیشن مسلسل شایع کرتا رہا ہے اور ابھی تک شایع ہورہا ہے۔

مولانا تاج محمود امروٹی کا یہ ترجمہ سندھی زبان میں پہلا بامحاورہ اور معیاری ترجمہ ہے۔ اس سے پہلے جتنے بھی تراجم سندھی زبان میں تالیف کئے گئے ہیں، وہ جدید سندھی نثری خصوصیات سے خالی ہیں۔ مولانا امروٹی کا یہ ترجمہ سادہ، فصیح وبلیغ ترجمہ ہے، جس سے جدید تعلیم یافتہ اور کم خواندہ یکساں طور پر مستفیض ہوسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مولانا امروٹی نے قرآنی عبارات کو ترجمہ کرتے ہوئے، بریکیٹ میں زائد الفاظ دیکر آیت کے مفہوم کو زیادہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ مولانا تاج محمود کے اس ترجمے کے بارے میں ڈاکٹر محمود شاہ بخاری 'حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی کی علمی، ادبی ودینی خدمات' پر اپنے پی۔ایچ۔ڈی کے مقالہ میں رقمطراز ہیں کہ، مولانا امروٹی کا قرآن پاک کا یہ ترجمہ ہر نقطۂ نظر سے اعلیٰ اور افضل نظر آتا ہے۔ یہ ترجمہ فصاحت وبلاغت کی تمام خصوصیات سے مزین ہے۔ اور اس بات میں کوئی مبالغہ نہیں کہ یہ ترجمہ سندھی دینی ادب کا ایک قیمتی اثاثہ ہے اور اسے کے پڑھنے میں شستگی اور روانی قائم ودائم ہے۔ (۲۴)

سندھ کے مشہور محقق اور عالم علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی کی رائے ہے کہ یہ ترجمہ سندھ میں اتنا مقبول اور مستند ہے کہ مولانا امروٹی کے بعد سندھ کے جن علماء کرام نے قرآن پاک کے ترجمے کرنے کی طبع آزمائی کی ہے، اس نے مولانا امروٹی کے ترجمہ کو ضرور اپنے سامنے رکھا ہوا ہوگا۔ یہ ترجمہ مولانا امروٹی کی زندگی سے لے کر آج تک سندھ کے ہر مکتب فکر کے ہاں مقبول ہے اور مسلسل شایع ہورہا ہے اور شاید ہی سندھ کی کوئی مسجد اس ترجمہ سے خالی نظر آتی ہو۔ (۲۵)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) قرآن مجید وفرقان حمید مترجم (مولانا نورمحمد عادلپوری):

قرآن پاک کا یہ سندھی ترجمہ بمع حواشی مولانا نورمحمد عادل پوری (م ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۴ء) نے کیا ہے۔مولانا عادل پوری نے یہ ترجمہ بمع حواشی ۱۰ ذوالحج ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۸ء سے شروع کیا اور ماہ شوال ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۹ء میں مکمل کیا۔(۲۶) ترجمہ حاجی ملک دین محمد اینڈ سنز تاجران کتب لاہور کے تعاون سے ۱۳۴۸ھ / ۱۹۳۰ء میں کریمی پریس لاہور سے شایع ہوا۔ یہ ترجمہ بڑے سائیز کے ۹۶۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

مولانا نورمحمد عادل پوری کا یہ ترجمہ بامحاورہ اور عام فہم سندھی میں ہے۔ترجمہ کی شروعات میں قرآن پاک کی سورتوں کی فہرست، حضور ﷺ کی سوانح حیات، ہر ایک سورت کی فضیلت اور قرأۃ وتجوید کے متعلق اہم نکات سمجھائے گئے ہیں۔حواشی پر آیات کا مختصر شان نزول اور فقہی توضیحات مولانا عادل پوری کی علمیت کونمایاں کرتی ہیں۔مولانا نورمحمد کا یہ ترجمہ تحت اللفظ نہیں ہے، بلکہ جدید سندھی نثر کے اصولوں پر مبنی ہے۔ترجمہ میں کہیں بھی اصل عربی آیت کا نفس مضمون مجروح نہیں ہوتا۔مولانا کا تعلق چونکہ شمالی سندھ سے ہے، اس لئے ترجمہ میں اس علاقے میں مروجہ الفاظ جابجاء نظر آتے ہیں۔ یہ ترجمہ اپنی علمی اورلسانی خصوصیات کی بنیاد پر سندھ میں مقبول رہا ہے۔

(۶) مقبول عام قرآن پاک مترجم (مولانا عبدالرحیم منگھی):

قرآن پاک کا یہ مقبولِ عام سندھی ترجمہ مولانا عبدالرحیم منگھی (م ۱۹۴۳ء) نے کیا ہے۔مولانا عبدالرحیم منگھی (م ۱۹۴۳ء) سندھ کے قومی تعلیمی ادارہ ''سندھ مدرسۃ الاسلام'' میں فقہ کے استاد تھے۔ درس وتدریس کے ساتھ تصنیف وتالیف کا بھی کام سرانجام دیا اور ۲۲ کتب تصنیف کیں، جن میں اکثر شایع ہوئیں۔ کچھ مختصر تفاسیر کے علاوہ سندھی زبان میں مکمل ترجمہ بھی تالیف کیا۔ (۲۷) مولانا عبدالرحیم کا یہ ترجمہ بڑے سائیز میں ۱۹۴۰ء میں صابر الیکٹرک پریس لاہور سے شیخ عبدالعزیز عرب سابق ایڈیٹر 'الحق' نے جھونا مارکیٹ کراچی سے شایع کرایا۔اس ترجمہ کے شروع میں مترجم کا نام درج نہیں ہے۔صرف یہ مرقوم ہے کہ یہ ترجمہ سندھ کے مستند علماء کی جماعت سے تیار کرایا گیا ہے۔علامہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلام مصطفیٰ قاسمی نے اپنے مشہور مقالہ میں اس بات کی تصدیق کی ہے کہ عباسیہ کتب خانہ کراچی کے عبدالرسول صاحب کے توسّط سے انہیں معلوم ہوا، کہ اس ترجمہ کا اصل مترجم مولانا عبدالرحیم منگھی ہیں (۲۸)۔ اس ترجمے میں سندھی ترجمے کے نیچے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فارسی ترجمہ 'فتح الرحمان' اور بعد میں ان کے فرزند شاہ رفیع الدین کا ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس طرح اس ترجمے میں تین ترجمے شامل کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ حواشی پر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تفسیر 'موضح القرآن' کا سندھی میں ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ ترجمہ سندھی، فارسی، اور اردو خواندہ قارئین کے لئے بیک وقت مفید ہو جاتا ہے۔ یہ ترجمہ ۶۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۲۰۰۳ میں سندھیکا اکیڈمی کراچی نے اس ترجمہ کو دوبارہ شایع کرایا ہے، اس میں ہر ورق پر عربی متن اور اس کے سامنے مولانا عبدالرحیم کا سندھی ترجمہ اور اس کے سامنے موضح القرآن کا سندھی ترجمہ دیا گیا ہے، جو ایک علمی و دینی خدمت ہے۔

مولانا عبدالرحیم کا یہ سندھی ترجمہ بامحاورہ ہے، سادہ، فصیح و بلیغ سندھی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ترجمے میں اصل سندھی زبان محاورات وتشبیہات استعمال کی گئی ہیں، اس لئے یہ ترجمہ بے جا تصنع وتکلف سے پاک نظر آتا ہے۔ نصف صدی گزرنے کے بعد یہ ترجمہ دوبارہ شایع ہوا ہے، تب بھی جدید نثر کی تمام خصوصیات اس میں قائم ہیں۔ یہ ترجمہ سندھی زبان کی بہترین تراجم میں شمار ہوتا ہے۔

(۷) الاھی آواز جو آلاپ (حاجی شاہ نواز پیرزادہ):

یہ قرآن پاک کا سندھی زبان میں بغیر عربی متن کے بامحاورہ ترجمہ ہے۔ اس کا مترجم حاجی شاہ نواز پیرزادہ (م ۱۹۷۴ء) ہے۔ یہ ترجمہ دو حصوں میں ہے، جس میں تقریباً مکمل قرآن پاک کا ترجمہ شامل کیا گیا ہے۔ ہر ایک حصہ پندرہ پندرہ پاروں پر مشتمل ہے۔ 'الاھی آواز جو آلاپ' کے نام سے یہ ترجمہ سن ۱۹۴۷ء میں چندن پرنٹنگ پریس حیدر آباد سے دیوان کرم چند نے طبع کرایا۔ یہ ترجمہ کراؤن سائیز کے ۵۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

یہ ترجمہ آزادی کے بعد شایع ہونے والے سندھی تراجم میں اولین ترجمہ ہے۔ ترجمہ کے شروع میں حاجی شاہ نواز نے برصغیر پاک وہند پر برطانوی حکومت کے خاتمے کے بعد سندھ میں رونما ہونے والی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبدیلیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے، قرآنی تعلیم اوراس کے سمجھنے کی افادیت پر زور دیا ہے۔اوران کی نظر میں قرآن پاک کے معنیٰ ومطلب کو عام آدمی تک پہنچانے کی اشد ضرورت ہے۔قرآن پاک عربی زبان میں ہے، اس لئے بغیر عربی پر دسترس ہونے کے قرآن پاک سمجھنا آسان نہیں۔اس اہمیت کے پیش نظر انہوں نے قرآن پاک کا بامحاورہ سندھی نثر میں یہ ترجمہ تیار کیا۔(۲۹)

حاجی شاہ نواز نے کئی آیات کا ترجمہ کرتے وقت تحت اللفظ ترجمے کے بجائے ادائے مفہوم اور فصاحت مطالب کو زیادہ پیش نظر رکھا ہے، اور اکثر خطابت والے انداز میں آیات کے مفہوم کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ قابل احترام مترجم نے آیات کے نمبر دے کر آخر میں کچھ وضاحتیں بیان کی ہیں۔قرآن کے جن مذہبی اور تاریخی مقامات کا ذکر کیا ہے، ان کے متعلق کی مشاہداتی رائے کو بھی ان وضاحتی نوٹس میں علمی لحاظ سے دلچسپ اور عام فہم انداز پیش کیا ہے۔(۳۰) اس لحاظ سے سندھی زبان میں اپنی نوعیت کا یہ منفرد ترجمہ ہے۔

(۸) قرآن پاک مترجم بیان القرآن (مولانا عبداللہ کھڈھری):

قرآن پاک کے اس سندھی ترجمہ کا مترجم مولانا عبداللہ کھڈھری (م۱۹۶۴ء) ہے۔مولانا عبداللہ کا شمار سندھ کے بلند مرتبہ علماء میں ہوتا ہے۔دینی علوم کی تحصیل اپنے والد مولانا محمد عمر اور دادا مولانا عبدالغنی سے کی۔اصول حدیث کی تعلیم مولانا عبداللہ سندھی سے حاصل کی۔ان کی مسند درس سے سندھ کے کئی نامور علماء نے فیض حاصل کیا۔کئی کتابوں کے مصنف تھے۔(۳۱) مولانا صاحب کا یہ ترجمہ صرف قرآن پاک کے پہلے پانچ پاروں کا ترجمہ ہے۔اس ترجمہ کو شیخ عبدالعزیز عرب نے نذیر پرنٹنگ پریس کراچی سے ۱۹۴۸ء میں شایع کرایا۔یہ ترجمہ ڈیمی سائیز کے ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

مولانا عبداللہ کا یہ ترجمہ تحت اللفظ ترجمہ ہے۔ہر ایک آیت کے عربی متن کے نیچے اس طرح ترجمہ دیا گیا ہے کہ کہیں بھی زائد الفاظ شامل نہیں کئے گئے ہیں۔یہ اس ترجمے بڑی خصوصیت ہے۔باوجودیکہ ترجمہ تحت اللفظ ہے، لیکن پھر بھی سندھی عبارت جدید نثر نویسی کے اصولوں پر قائم ہے اور زبان واسلوب بیان کے لحاظ سے عام فہم ومطلب خیز ہے۔یہ ترجمہ اُس وقت نایاب ہے۔اور یہ بھی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوسکتا ہے کہ مولانا عبداللہ نے باقی قرآن کا ترجمہ مکمل کیا ہو لیکن اس کے بارے میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

(۹) قرآن مجید مترجم (مقتدر و مستند علمائے سندھ):

اس قرآن پاک کے ترجمہ کے مترجم کا نام سرورق پر موجود نہیں ہے۔ صرف یہ لکھا گیا ہے کہ یہ ترجمہ سندھ کے مقتدر و مستند علماء کی نگرانی میں تیار کرایا گیا ہے۔ یہ قرآن پاک کا مکمل ترجمہ مقبول عام کتب خانہ فریئر روڈ سکھر نے طبع کرایا ہے اور ڈیمی سائیز کے ۲۰ے صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ سندھی زبان میں بامحاورہ ترجمہ ہے۔ ترجمہ قواعد صرف ونحو ولغت عرب کے مطابق ہے اور اس میں فصاحت، بلاغت اور جدید نثر نویسی کی تمام خصوصیات موجود ہیں۔ مجموعی طور پر یہ ترجمہ سادہ اور عام فہم ہے اور مقبول تراجم میں شمار ہوتا ہے۔

(۱۰) قرآن مجید مترجم وحواشی (مولانا قاضی عبدالرزاق):

قرآن پاک کا یہ مکمل ترجمہ مولانا قاضی عبدالرزاق نے کیا ہے۔ قاضی عبدالرزاق کا تعلق روہڑی کے علمی خاندان سے ہے۔ ۱۹۱۲ء میں کراچی کے مشہور خالق ڈنہ ہال میں مولانا عبیداللہ سندھی کی تقریر سے متاثر ہوئے۔ عصری علوم کی تعلیم کو ترک کر کے مدرسہ دارالرشاد پیر جھنڈو میں مولانا عبیداللہ سندھی اور لاہور میں مولانا احمد علی لاہوری سے دینی علوم میں تحصیل کی۔ سندھ مدرستہ الاسلام کراچی میں عربی ادب کے استاد کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۶۱ء میں اس فانی جہان سے رحلت کی۔ سندھی زبان میں کئی تصنیف وتالیف کئے۔ خاص طور پر ان کے مختصر تبلیغی و تعلیمی نوعیت کے تفاسیر وقرآن پاک کے تراجم سندھ میں دینی تعلیم واشاعت میں بڑے معاون ثابت ہوئے۔ (۳۲) قاضی صاحب کا یہ ترجمہ طباعت کے لحاظ سے اپنی نوعیت کا منفرد ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ میں ہر ورق کے نصف حصے پر عربی متن کے نیچے سندھی میں ترجمہ دیا گیا ہے، اور باقی نصف حصہ پر آیات کا نمبر دے کر ان کی علمی وفقہی توضیحات کی گئی ہیں۔ اس سے پہلے جتنے بھی قرآن پاک کے سندھی تراجم طبع ہو چکے ہیں، ان میں یہ پہلا ترجمہ ہے، جس میں یہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔ ترجمہ کے آخر میں عبدالحلیم خوش نویس بلوچستانی کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف ترجمہ کی کتابت سال ۱۳۲۹ھ /۱۹۴۹ء درج ہے۔ ترجمہ کی کتابت کے تقریباً دس سال بعد یہ ترجمہ عباسی کتب خانہ جھونا مارکیٹ کراچی کی طرف سے شایع ہوا۔ یہ ترجمہ ۹۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ ترجمے سے پہلے مقدمہ میں قرآن پاک کی تعلیم کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے قرآن پاک کی خصوصیات، تلاوت کے اصول، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ، اور قرآن پاک کی آیات میں نازل کئے ہوئے مضامین کی فہرست بھی دی گئی ہے۔

قاضی عبدالرزاق کا یہ سندھی ترجمہ بامحاورہ ترجمہ ہے۔ ترجمہ میں قواعد صرف ونحو ولغت عرب کا بہت زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔ سندھی زبان اور انداز بیان کے لحاظ سے شستہ وصاف ہے اور معنویت کے لحاظ سے مطلب خیز ہے۔ یہ ترجمہ سندھ کے ہر طبقہ میں مقبول رہا ہے اور سندھی دینی ادب میں بیش بہا اضافہ ہے۔

(۱۱) قرآن شریف مترجم (مولانا محمد عالم سومرو):

قرآن پاک کے اس سندھی ترجمے کا مترجم مولانا محمد عالم سومرو (م ۱۹۸۸ء) ہے۔ اس ترجمہ کو ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۳ء میں قومی ہجرہ کاؤنسل اسلام آباد کے تعاون سے پرائما پرنٹرس مینارہ روڈ سکھر سندھ سے شایع کرایا گیا۔ اس ترجمے کے شروع میں مترجم کی طرف سے مقدمہ دیا گیا ہے۔ اس مقدمہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد عالم نے یہ ترجمہ ذوالقعد ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۷ء سے شروع کیا اور ذوالقعد ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء میں مکمل کیا۔(۳۳) یہ مکمل ترجمہ ۷۳۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

قرآن پاک کا یہ ترجمہ تحت اللفظ ترجمہ ہے۔ ترجمہ عربی عبارات کے نیچے اس طرح دیا گیا ہے، کہ تھوڑی سی توجہ دینے سے قاری عربی عبارت کی معنی کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ ترجمہ میں خالص سندھی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ تحت اللفظ ہونے کی وجہ سے جدید سندھی گرامر کے مطابق نہیں ہے، لیکن پر بھی پڑھنے میں عام فہم، صاف وشستہ ہے۔ ہجرہ کاؤنسل اسلام آباد نے اس سندھی ترجمہ کو شایع کرا کے سندھ میں قرآن فہمی کے فروغ میں معاونت کر کے اپنی ملی ودینی ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) قرآن شریف مترجم (مولانا محمد مدنی):

مولانا محمد مدنی کا یہ مکمل سندھی ترجمہ سلیس اور بامحاورہ سندھی میں ہے۔ مولانا محمد مدنی نے ہالا تعلقہ کے ایک غریب ہندو خاندان میں جنم لیا۔ بچپن سے ہی قرآن پاک سے محبت تھی اور یہ محبت انہیں اسلام میں داخل ہونے کا سبب بنی۔ مسلمان ہونے کے بعد ممبئی کے راستے سندھ سے نقل مکانی کر کے مدینہ منور پہنچ گئے۔ وہاں عرب کے علماء سے علم حاصل کرنے کے ساتھ مولانا حسین احمد مدنی، مولانا محمود الحسن، مولانا خلیل احمد سہارن پوری، مولانا انور شاہ کاشمیری اور مولانا عبیداللہ سندھی جیسے بلند مرتبہ علماء کی صحبت میں علم وعرفان کی منزلیں طے کیں۔ (۳۴) مولانا محمد مدنی نے قرآن پاک کی محبت، ذوق وشوق کو عملی جامہ پہنانے کے لیے سندھی زبان میں کا ترجمہ کیا۔ مولانا محمد مدنی نے یہ ترجمہ بڑی محنت وجانفشانی سے جدید طرز پر بامحاورہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ پہلے تو مختلف پاروں کی صورت میں الگ الگ شایع ہوتا رہا، لیکن مکمل ترجمہ کی شکل میں ۱۳۷۶ھ /۱۹۵۶ء میں ایجوکیشنل پریس کراچی سے طبع ہوا۔ اس ترجمے کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ حاشیہ پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے 'فتح الرحمان' کا سندھی ترجمہ حواشی پر دیا گیا ہے۔ فتح الرحمان کا یہ ترجمہ علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی نے کیا ہے۔

مولانا محمد مدنی کے اس ترجمے کے مطالعہ سے واضع ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ فصاحت وبلاغت کے تمام خصوصیتوں سے آراستہ ہے۔ سندھی عبارت میں مٹھاس ونغمگی سمائی ہوئی ہے۔ کئی جگھو پر سندھی محاورات واصطلاحات کو بڑی خبرداری سے ترجمہ میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ سندھ میں مولانا تاج محمود امروٹی کے ترجمہ کی طرح نہایت ئی مقبول ہے۔ اس لئے مولانا امروٹی کے ترجمہ کی طرح بڑی تعداد میں شایع ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ موازنہ کرنا مشکل ہے کہ مولانا امروٹی اور مولانا محمد مدنی کے تراجم میں مقبولیت کے لحاظ سے کونسا ترجمہ سندھ میں زیادہ مقبول اور عام ہے۔

(۱۳) قرآن شریف مترجم (مولانا قاضی عبدالرزاق):

یہ مکمل قرآن پاک کا ترجمہ بھی قاضی عبدالرزاق نے کیا ہے۔ اس ترجمہ کو محمد عثمان ڈیپلائی نے جدید طرز پر بلاکس میں ایک طرف قرآن پاک کا عربی متن اور دوسری طرف سندھی ترجمہ دے کر شایع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرایا۔ ڈیپلائی صاحب نے یہ ترجمہ قرآن کمپنی حیدرآباد کی طرف سے شایع کرایا یہ ترجمہ ۶۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

قاضی عبدالرزاق کا یہ سندھی ترجمہ اس پہلے ان کے شایع شدہ سندھی تراجم سے مختلف ہے اور با محاورہ سندھی میں ہے۔ ترجمہ میں ادائے مفہوم اور فصاحت مطلب کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور معنویت کے لحاظ سے مطلب خیز ہے۔ اس کے علاوہ ترجمہ کرتے ہوئے معروف ومجہول گفتگو کو جدید نثر کے اصولوں کو مدنظر ترتیب دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے قرآن پاک کے اصل مفہوم کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ یہ اس ترجمہ کی بڑی خصوصیت ہے۔ قاضی عبدالرزاق کا یہ سندھی ترجمہ سندھی دینی ادب میں ایک بیش بہا اضافہ ہے۔

(۱۴) قرآن مجید مترجم ومحشی (مولانا قاضی عبدالرزاق):

قرآن پاک کے اس سندھی ترجمے کا مترجم بھی قاضی عبدالرزاق ہے۔ اس ترجمہ کے حواشی پر مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کے بیان القرآن کا سندھی ترجمہ دیا گیا ہے۔ اس ترجمہ کو شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کتب لاہور کے تعاون سے شایع ہوتا رہا ہے۔ یہ ترجمہ ۵۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

قاضی عبدالرزاق نے اس ترجمہ میں قرآن پاک کے ترجمہ کے قواعد وضوابط کو مدنظر رکھنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ آپ چونکہ سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی میں فقہ کے استاد تھے۔ اس لئے درس وتدریس سے وابستگی کے بنا پر ان کی سندھی نثری عبارت میں بہت زیادہ پختگی آچکی تھی، اس لئے اس ترجمہ میں فصاحت وبلاغت کے تمام پہلو نمایاں نظر آتے ہیں۔ آزادی کے بعد اوائلی دنوں میں پنجاب سے کتب فروشوں نے سندھ کے دیہی علاقوں میں اس قرآن پاک کے ترجمے کو عام کرنے میں بہت کردار ادا کیا ہے۔ اس لیے یہ ترجمہ شمالی سندھ کے دور دراز دیہی علاقوں کی مساجد میں عام طور پر نظر آتا تھا۔

(۱۵) نورالقرآن۔ قرآن پاک کا منظوم ترجمہ (مولانا حاجی احمد ملاح):

'نورالقرآن' قرآن پاک کا مکمل منظوم ترجمہ ہے۔ اس کا مترجم الحاج احمد م ملاح (۱۹۶۷ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ مولانا حاجی احمد ملاح نے سب سے پہلے قرآن پاک کے آخری پارہ 'عمّ' کا منظوم ترجمہ شایع کرایا تھا۔ یہ ترجمہ دارالاشاعت حیدرآباد نے شایع کیا تھا، اس کے بعد حاجی احمد ملاح نے مکمل قرآن پاک کو نظم کی شکل میں ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ کو ارباب اللہ جڑیو نے فوٹو آفسیٹ پر کراچی سے طبع کرایا۔ اس ترجمہ کو دوبارہ مہران آرٹس کاؤنسل سندھ نے سندھ ٹیکسٹ بورڈ حیدرآباد سے ۱۹۷۸ء میں شایع کرایا۔ آرٹس کونسل والے طبع شدہ ترجمے کا مقدمہ علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی نے لکھا ہے۔ اس کے بعد ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء میں سعودی عرب کے امیر شہزادہ ولید بن طلال ابن عبدالعزیز آل سعود کی طرف سے ہزاروں کی تعداد میں سندھ میں یہ منظوم سندھی ترجمہ تقسیم کیا گیا۔ اس کے باوجود یہ ترجمہ مسلسل شایع ہورہا ہے، اورعوام خواہ خواص میں نہایت مقبول ہے۔

سندھ کا ادب تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علمائے سندھ نے قدیم سندھی نظم میں قرآن پاک کے تراجم وتفاسیر تالیف کئے ہیں اور وہ سب کے سب تفاسیر کے زمرے میں شامل ہوتے ہیں، لیکن مولانا حاجی احمد ملاح سندھ کے اولین مترجم میں ہیں، جنھوں نے مکمل قرآن پاک کا خالص منظوم ترجمہ کیا ہے۔ علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی کے رائے کے مطابق 'حاجی احمد ملاح کا یہ ترجمہ نئی طرز پر اپنی نوعیت کا پہلا ترجمہ ہے۔ (۳۵) ہم جب نور القرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب کی رائے بلکل درست نظر آتی ہے۔ اور واقعی یہ ترجمہ اپنی نوعیت کا یہ ایک شاہکار ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ میں نظم کی نوعیت قدیم سندھی ''بیت'' کی ہے۔ سندھی بیت سندھ کی کلاسکی شاعری کی بہترین صنف ہے۔ سندھ کے عظیم قومی شاعر شاہ عبداللطیف کی شاعری بھی اسی ''بیت'' کی صنف پر مشتمل ہے۔ اس لئے اس منظوم ترجمہ سے شاہ عبداللطیف بھٹائی کا یہ شعر سامنے آتا ہے۔ جی تو بیت بھانیا۔ سی آیتون آھن۔ (یعنی جس کو تم نے بیت سمجھا ہے، وہ آیات ہیں)۔

شاہ عبداللطیف بھٹائی کے اس دعویٰ کو حاجی احمد ملاح نے سچ کر کے دکھایا۔ اور یہ منظوم ترجمہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ سندھی زبان کی قدیم شاعری کی صنف اتنی وسعت حاصل کرچکی ہے کہ اس میں قرآن پاک کے الہامی آیات کے مضمون کو بیان کیا جاسکتا ہے۔ اس منظوم ترجمہ میں حاجی احمد ملاح

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے قرآن پاک کے ترجمہ کے اصول وضوابط کی احسن طریقہ سے پابندی کی ہے۔ اور کہیں بھی ان اصول وضوابط سے روگردانی نہیں کی۔ ترجمہ میں الفاظ کی بناوٹ، ترکیبات، محاورات کا استعمال علمی نقطہ نظر سے اعلیٰ کمال سے کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں قواعد صرف ونحو ولغت عرب کی پوری رعایت رکھی گئی ہے اس علمی وادبی نقطۂ نگاہ سے حاجی احمد ملاح کا یہ سندھی منظوم ترجمہ سندھی علم وادب میں ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۱۶) قرآن کریم مترجم مع حاشیہ (مولانا محمد رفیق خوشنوس):

قرآن پاک کا یہ ترجمہ مع حاشیہ مولانا محمد رفیق خوشنوس نے کیا ہے۔ اس ترجمہ کو بڑی تختی پر شیخ غلام حسین اینڈ سنز لاہور نے شایع کرایا۔ یہ ترجمہ ۵۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ ترجمہ بامحاورہ سندھی نثر میں ہے اور جدید سندھی کے مروج اصولوں پر مبنی ہے۔ اس ترجمہ کو سندھ کے دور دراز دیہی علاقوں تک پہنچانے میں پنجاب کے کتب فروشوں کا اہم کردار ہے۔ اس لئے یہ ترجمہ بھی سندھ کی مساجد میں عام طور موجود نظر آتا تھا۔

(۱۷) قرآن پاک مترجم (خان بہادر میر گل حسن ٹالپور):

قرآن پاک کا یہ مکمل سندھی ترجمہ خان بہادر میر گل حسن ٹالپور نے کیا ہے۔ یہ ترجمہ سندھی زبان میں اہل تشیع مسلک کا اولین ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ کو میاں محمد جعفر رحمت اللہ خواجہ نے اپنے خرچ پر فل اسکیپ سائیز میں ۱۹۱۱ء میں شایع کرایا تھا اور بغیر عربی متن کے صرف آیات کے نمبر دے کر ان کا سندھی ترجمہ دیا گیا تھا۔ یہ ترجمہ اب ناپید ہے۔ ہوسکتا ہے کہ سندھ کے خاص اہل تشیع مسلک سے وابستہ اشخاص کے پاک تبرک کے طور پر موجود ہو۔ علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی نے پہلے مرتبہ اس ترجمہ کی نشان دہی کی تھی۔ (۳۶)

(۱۸) قرآن پاک مترجم (مولانا عبدالغفور):

قرآن پاک کے اس سندھی ترجمے کے مترجم مولانا عبدالغفور ہیں۔ مولانا عبدالغفور کا تعلق کراچی کے قدیم سندھی آبادی والے علاقے کھڈہ سے تھا۔ مولانا عبدالغفور کے اس ترجمہ کے پہلے چار پارے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رنگین عکسی بلاکس میں ماڈرن پبلشنگ ہاؤسنگ کراچی کے مالک میاں بشیر احمد نے شایع کرائے تھے۔ اس ترجمہ کے یہ چار پارے طبع ہونے کے بعد میاں بشیر احمد باقی پاروں کو شایع کرانے کی سعی میں مشغول تھے کہ اچانک اس جہان فانی سے رحلت کر گئے۔ اس لئے ترجمہ کا باقی کام ادھورا رہ گیا۔ اور باقی ترجمے کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کا کیا ہوا۔ بہرحال یہ طبع شدہ بامحاورہ ترجمہ ہے۔ اگر یہ ترجمہ مکمل شایع ہوجاتا تو سندھی تراجم میں ایک بیش بہا اضافہ شمار ہوتا۔ (۳۷)

(۱۹) قرآن پاک مترجم (مولانا محمد اسماعیل شکارپوری):

قرآن پاک کا یہ سندھی ترجمہ مولانا محمد اسماعیل شکارپوری نے کیا ہے۔ یہ ترجمہ بامحاورہ سندھی میں تالیف کیا گیا اور قلمی شکل میں مولانا اسماعیل کے اولاد کے پاس تبرکاً موجود تھا۔ سیارہ ڈائجسٹ کے قرآن نمبر میں پروفیسر محمد سلیم اس ترجمہ کے متعلق رقمطراز ہیں کہ مولانا محمد اسماعیل کا یہ ترجمہ بامحاورہ اور اپنی نوعیت کا منفرد ترجمہ ہے۔ (۳۸) راقم جب ۱۹۹۰ء میں سندھی زبان میں قرآن پاک کے تراجم وتفاسیر پر پی۔ ایچ۔ ڈی کا مقالا تیار کررہا تھا، تو اس دوران اس ترجمہ کے متعلق مواد حاصل کرنے کے لیے شکارپور کا سفر کیا اور مولانا محمد اسماعیل کے اولاد سے ملاقات کی۔ انھوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ واقعی مولانا محمد اسماعیل نے قرآن پاک کا سندھی ترجمہ کیا تھا، لیکن ان کی وفات کے بعد ہماری بے توجہی کی وجہ سے کوئی شخص ہم سے عاریتاً لے کر غائب ہوگیا۔ اور اب اس ترجمہ کا کوئی پتہ نہیں، البتہ اس ترجمہ کے کچھ اوراق ان کے پاس تبرکاً موجود تھے۔

(۲۰) قرآن پاک مترجم ومحشیٰ (مولانا فرمان علی):

قرآن پاک کا یہ ترجمہ اصل میں اردو سے سندھی زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ اردو میں اہل تشیع کے مشہور عالم مولانا فرمان علی کی تالیف ہے۔ اس ترجمہ کو سندھی زبان میں ترجمہ کرکے پیر ابراہیم ٹرسٹ کراچی نے ۱۹۷۵ء میں شایع کرایا ہے۔ ترجمہ کے سندھی مترجم کے متعلق ترجمہ میں کہیں بھی نشاندہی نہیں کی گئی ہے۔ یہ ترجمہ وحواشی ۸۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ مترجم نے ترجمہ کرتے وقت ترجمہ کے اصول وضوابط کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی ہے اور وہ اس میں بڑی حد تک کامیاب نظر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتے ہیں۔

(۲۱) کلام اللہ مترجم (مولانا عبدالوارث دل):

یہ قرآن پاک کا بغیر عربی متن کے بامحاورہ سندھی ترجمہ ہے۔ اس ترجمے کے مترجم مرحوم عبدالوارث دل ہے۔ مولانا عبدالوارث کو مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی شاگردی اور قربت کا شرف حاصل تھا۔ ترجمے کے مقدمے میں مولانا عبدالوارث لکھتے ہیں کہ مولانا سندھی کی صحبت کی وجہ سے میرے دل میں یہ آرزو تھی کہ قرآن پاک کے الہامی پیغام کو غیر مسلم نوجوانوں تک پہنچانے کے لئے کوششیں کرنی چاہیے، تاکہ وہ اللہ کے حقیقی تعلیمات سے بھرور ہوسکیں۔ اس خیال سے انہوں نے مولانا تاج محمود امروٹی، مولانا محمد مدنی اور شاگردی کے زمانے میں مولانا سندھی کے درس کے دوران قرآن پاک کے ترجمہ وتفسیر کے سلسلے میں بیان کئے گئے علمی وتحقیقی نکات کو سامنے رکھ کر آسان سندھی زبان میں بغیر عربی متن کے یہ ترجمہ تیار کیا ہے۔ (۳۹) علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی کی رائے کے مطابق یہ ترجمہ بامحاورہ سندھی میں ہے اور مولانا عبدالوارث نے ترجمہ کرتے وقت عربی زبان کے قواعد وضوابط کو ہر لحاظ سے ملحوظ کرنے کی کوشش کی ہے۔ (۴۰) اس ترجمے کو مولانا عبیداللہ سندھی کتب خانہ نیوسعید آباد سندھ نے ۱۹۹۲ء میں شایع کرایا اور ڈیمی سائیز کے ۸۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہماری رائے میں مولانا عبدالوارث کا یہ بغیر عربی متن کے سندھی ترجمہ عصری درس گاہوں میں تعلیم حاصل کرنے والے غیر مسلم طلباء میں قرآن پاک کے اصل روح وپیغام کی اشاعت میں معاون ثابت ہوگا۔

(۲۲) قرآن پاک مترجم (پروفیسر عبداللہ تنیو):

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے مشہور تفسیر 'تفہیم القرآن' کے عربی متن کے نیچے جو خالص ترجمہ شامل ہے، پروفیسر عبداللہ تنیو نے اس کا بامحاورہ ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ میں ایک ورق پر عربی متن اور اس کے سامنے سندھی ترجمہ دیا گیا ہے۔ پروفیسر صاحب ترجمہ کو بامحاورہ بنانے میں علمی نقطہ نظر سے بڑی محنت کی ہے۔ یہ ترجمہ ۳۹۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۹۹۵ء میں اس ترجمے کو سندھ مسلم سوسائٹی کی طرف سے شایع کرایا گیا ہے۔ اس کے بعد یہ ترجمہ مسلسل شایع ہورہا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۳) لفظ بہ لفظ ترجمہ: (مولانا غلام اصغر):

قرآن پاک کا یہ لفظ بہ لفظ ترجمہ مولانا غلام اصغر نے کیا ہے، اس ترجمہ کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس ترجمہ میں قرآن پاک کے آیت کے ہر لفظ کے سامنے سندھی، اردو، انگریزی اور فارسی زبان کے تراجم دیئے گئے۔ اس نوعیت کا یہ اولین ترجمہ ہے۔ مولانا غلام اصغر نے بڑی محنت اور مطالعہ سے یہ ترجمہ مرتب کیا ہے، اور ایسے محسوس ہوتا ہے، جیسے یہ چاروں زبانوں میں 'لغات القرآن' کو ایک جگہ مجتمع کیا گیا ہے۔ چونکہ انگریزی اور فارسی زبانوں کے صرفی ونحوی قواعد میں مشابہت پائی جاتی ہے، اس لئے ان کو قرآن پاک کے عربی متن کے ساتھ رکھا گیا ہے، تاکہ مبتدی کو ہر لفظ کے معنی اور مفہوم سمجھنے میں زیادہ سہولت ہو۔ اسی بنا پر انگریزی ترجمے کو متن کے دائیں طرف اور فارسی ترجمہ کو بائیں طرف رکھا گیا ہے۔ اس طرح اردو اور سندھی تراجم جن کے صرفی ونحوی قواعد ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، متصل رکھا گیا ہے۔ اس ترجمے کی بڑی خوبی یہ ہے کہ ترجمہ میں لفظ بہ لفظ ہر زبان کے عدد کے قوانین اور تذکیر وتانیث میں جو فرق پایا جاتا ہے اس کا پوری طرح خیال رکھا گیا ہے۔ اکثر مقامات پر عربی زبان کے واحد مؤنث کے صیغہ کا ترجمہ دوسری زبانوں میں مذکر اور جمع مذکر کے صیغوں میں آتا ہے۔ اس سلسلے میں اس پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ ہر زبان میں صفت اور موصوف میں جو مقدم اور مؤخر کا فرق ہوتا ہے، اس کو ترجمہ کرتے وقت اشاروں سے واضح کیا گیا ہے۔ (۴۱) درحقیقت مولانا صاحب کے اس علمی کام کو دیکھ کر ان کی ادبی وتحقیقی خدمات کی داد دیے بغیر نہیں رہا سکتا۔ اس ترجمہ کے پہلے پندرہ پارے ۱۹۷۹ء میں مکتبہ اسحاقیہ کراچی نے شایع کئے تھے۔ ۱۹۹۸ء میں قرآن کاؤنسل گڈو ضلع سکھر نے قرآن پاک کے اس لفظ بہ لفظ چاروں زبانوں میں ترجمہ کو چار جلدوں میں شایع کرا کے بڑا علمی، ادبی وتحقیقی کام سرانجام دیا ہے۔

(۲۴) بیان القرآن فی ترجمۃ القرآن (مولانا عبدالوحید جان سرہندی):

قرآن پاک کے اس سندھی ترجمہ کا مترجم مولانا عبدالوحید جان سرہندی ہیں۔ مولانا سرہندی نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے یہ ترجمہ تیار کیا ہے۔ یہ ترجمہ دو حصوں میں شایع ہوا ہے۔ پہلا حصہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے ۱۵ پاروں پر دوسرا باقی قرآن پاک کے پندرہ پاروں کے ترجمہ پر مشتمل ہے۔ مولانا عبدالوحید جان سرہندی نے یہ ترجمہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ / ۱۵ جنوری ۱۹۹۹ء میں مکمل کیا۔ (۴۲) اس کے بعد فقیر فیض محمد سکندری نے اس ترجمہ کو کتابت کرنا شروع کیا اور تقریباً دو سال کے عرصہ میں ۲۰ رجب ۱۴۲۲ھ / ۱۸ اکتوبر ۲۰۰۱ء میں مکمل کیا۔ (۴۳) یہ ترجمہ ۹۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ مولانا سرہندی نے ترجمہ کرتے وقت ترجمہ کے جملہ اصول وقواعد کا بہت خیال رکھا ہے، اور کوشش کر کے بامحاورہ سندھی میں ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ترجمہ پڑھنے میں شائستگی اور روانی قائم ہے۔ یہ ترجمہ آزادی کے بعد شایع ہونے والے تراجم میں جدید نثری تقاضاؤں پر تالیف کیا گیا ہے۔

(۲۵) قرآن پاک مترجم (علی خان ابڑو):

قرآن پاک کا یہ ترجمہ علی خان ابڑو نے کیا ہے۔ علی خان ابڑو نہ صرف انگریزی علم وادب پر مہارت رکھتے تھے بلکہ انہیں عربی، فارسی اور سندھی ادب وزبان پر بھی بڑا ملکہ حاصل تھا۔ علی خان نے برصغیر کے بلند مرتبہ علماء ومفسرین کے تراجم وتفاسیر کے مطالعہ کے بعد ۱۹۴۵ء میں اس ترجمہ کو سندھی زبان میں تیار کرنا شروع کیا۔ اور ۱۹۵۴ء میں مکمل کیا۔ (۴۴) باوجود دلی خواہش کے یہ ترجمہ ابڑو صاحب کی زندگی میں تو شایع نہیں ہوسکا، البتہ ۱۹۹۶ء میں ان کے فرزند کی سعی وکوشش سے سندھیکا اکیڈمی کراچی نے شایع کیا ہے۔ یہ ترجمہ دلکش گیٹ اپ میں ڈیمی سائیز کے ۱۰۱۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ علی خان صاحب نے ترجمہ کرتے ہوئے حواشی پر مختصر تفسیری نوٹس بھی دیے ہیں۔ اس سلسلے میں قرآنی آیات میں بیان کئے گئے قدیم اقوام کے حالات کا برصغیر اور خاص طور پر سندھ کے سماجی حالات کا موازنہ بھی کیا ہے۔ ترجمہ میں سادہ، صاف اور عام فہم الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور عربی وفارسی کے دقیق الفاظ سے پرہیز کی گئی ہے۔ اس ترجمہ کا شمار سندھ کے مقبول تراجم میں ہوتا ہے۔ آج کل یہ ترجمہ بڑی تعداد میں فروخت ہورہا ہے اور سندھ میں قرآن پاک کے مقصد ومفہوم سمجھنے میں بڑا معاون ثابت ہورہا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۶) قرآن پاک مترجم (مولانا عبدالکریم قریشی):

قرآنِ پاک کا یہ سندھی ترجمہ مولانا عبدالکریم قریشی صاحب نے کیا ہے۔ مولانا عبدالکریم قریشی وقت کے عالم، فاضل، حکیم، سندھ اور بلوچستان کے دینی درسگاہوں کے سرپرست اعلیٰ اور روحانی پیشوا تھے۔ ضلع لاڑکانہ کے ابائی قصب ''بیرشریف'' میں اپنی زندگی میں ظاہری وباطنی علوم کی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ سندھ میں تحریک ختم نبوت کے سرگرم رکن اور روح رواں تھے۔ مولانا قریشی صاحب نے ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ / ۴ جنوری ۱۹۹۹ء کو رحلت فرمائی (۴۵)۔ ان کی سات تصانیف اب تک طبع ہو چکی ہیں۔ مولانا قریشی صاحب کا یہ ترجمہ سندھی تراجم میں اپنی نوعیت کا بہترین ترجمہ شمار ہوتا ہے۔ اس سے پہلے قرآن پاک کے جتنے سندھی زبان میں تراجم شایع ہوئے ہیں، وہ تو بامحاورہ ہیں یا تحت اللفظ۔ مولانا عبدالکریم نے ان روایات سے الگ ایک ایسا دلکش انداز اختیار کیا ہے، کہ یہ ترجمہ تحت اللفظ اور محاوراتی ترجمہ کا امتزاج محسوس ہوتا ہے۔ ترجمہ کرتے وقت زائد الفاظ استعمال کرنے سے پرہیز کیا گیا ہے۔ آیت کے ہر لفظ کے نیچے اس کا سندھی ترجمہ اسی قابلیت سے دیا گیا ہے کہ آیت کا کوئی بھی جز ترجمہ سے خالی نہیں ہوتا۔ ان خصوصیات کی بنا پر یہ ترجمہ سندھی دینی ادب میں ہر لحاظ سے ایک بہترین ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ کے متعلق علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی کی رائے ہے، کہ یہ ترجمہ نہایت سلیس اور شستہ زبان میں ہے۔ اس لئے مولانا تاج محمود امروٹی کے ترجمہ کی طرح یہ ترجمہ بھی سندھ میں نہایت مقبول ہوگا۔ (۴۶) اور واقعہ یہی ہے کہ یہ ترجمہ سندھی میں بڑی تعداد میں شایع ہو رہا ہے اور عام خواہ خاص میں مقبول ہے۔ اس ترجمہ کو سب سے پہلے ۱۹۹۶ء میں اسریٰ اسلامک فاؤنڈیشن نے شایع کرایا تھا۔ اور اب علمی مجلس سندھ کی طرف سے مسلسل شایع ہو رہا ہے۔

(۲۷) درس القرآن (الاستاد غلام مصطفیٰ دادوی):

قرآن پاک کے معنی ومطالب کو بیان کرنے اور سکھانے کیٔ لئے ہمیشہ سے امت میں اس کے درس وتدریس اور تعلیم وتعلم کے مراکز قائم رہے ہیں۔ ناظرہ قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا اور اس کے مطالب کو اسلوبِ رسالت کے ساتھ جاننا ایسا دائرہ کار رہا ہے، جس سے اس امت کے اکابرین اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفسرین نے ہمیشہ ایک فرض منصبی کے طور پر پیش کیا ہے۔ دور حاضر میں جدید تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن فہمی کے لئے قرآن مجید کے تراجم کو کئی شکلوں میں پیش کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ سندھی زبان میں عام سندھی خوان قاری کے استفادہ کے لئے 'درس القرآن' کے نام سے یہ ایک منفرد علمی، ادبی ودینی کوشش ہے۔ قرآن مجید کے مستند معانی ومطالب سیکھنے کے لئے جدید اسلوب کے تحت یہ لفظ بہ لفظ رواں ترجمہ الاستاد غلام مصطفیٰ دادوی نے کیا ہے۔ اسریٰ اسلامک فاؤنڈیشن اسریٰ یونیورسٹی سندھ نے پوری سندھ میں قرآن فہمی کے مراکز قائم کئے ہیں۔ ان مراکز میں قرآن فہمی کے سلسلے میں ''درس القرآن'' کے نام سے یہ لفظ بہ لفظ رواں ترجمہ الگ الگ پاروں کی صورت میں ۱۹۹۹ء میں شایع کرایا گیا۔ اس ترجمے کی خوبی یہ ہے کہ ہر آیت کے ہر ہر لفظ کی جدا جدا معنیٰ دیئے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ معنیٰ کے تسلسل اور روانی کو قائم رکھنے کے لئے ہر آیت کا الگ بامحاورہ ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ الاستاد علامہ غلام مصطفیٰ دادوی نے ترجمہ کرتے ہوئے تمام ترحروف کی معنویت کو برقرار رکھتے ہوئے ضمائر کے ترجمے اور اسماء وافعال کی صرفی ونحوی صورتوں کا پورا خیال رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اس طرح عام سندھی خوان قاری اس سے بھرپور استفادہ حاصل کرسکتا ہے۔

(۲۸) قرآن کان فرقان تائین (محمد محسن پنہور):

اس ترجمے میں روانہ زندگی کے احکامات اور دنیا وآخرت کے بھلائی کے متعلق قرآن پاک کی آیات کا ترجمہ شامل کیا گیا ہے۔ اس ترجمے کا مترجم مرحوم محمد محسن پنہور ہیں۔ مرحوم محمد محسن ترجمے کے شروع میں لکھتے ہیں، کہ قرآن پاک کے اس ترجمے کے مرتب کرنے کا مقصد یہ ہے، کہ عام لوگوں میں قرآن شناسی کا ایسا ماحول پیدا کیا جائے تاکہ قرآن کا سمجھنا دلچسپ اور آسان ہوسکے۔ جب ایسا ماحول میسر ہوگا، تو عام آدمی کے لئے مختلف علماء مفسرین ومترجمین کی تالیفات سے مستفیذ ہونا آسان ہوسکے گا۔ اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے برصغیر کے مختلف بلند مرتبہ مفسرین ومترجمین کے تالیفات کے مطالعے سے یہ ترجمہ مرتب کیا ہے۔ (۴۷) بغیر عربی متن کا یہ ترجمہ ۳۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۲۰۰۱ء میں مرحوم مرتب کے فرزند طارق محسن پنہور نے سندھیکا اکیڈمی کراچی کے تعاون سے اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمے کو شایع کرا کر مفت فی سبیل اللہ تقسیم کیا جو علمی و دینی لحاظ سے بڑی خدمت ہے۔

(۲۹) قرآن پاک مترجم (ڈاکٹر عبدالحی ابڑو):

یہ ترجمہ دراصل مولانا قاضی عبدالرزاق اور محمد عثمان ڈیپلائی کے تراجم پر نظر ثانی کر کے تیار کیا گیا ہے۔ دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ سندھی کی صلاحکار کامیٹی نے ۱۹۵۰ء والی دھائی میں شایع ہونے والے سندھی تراجم کو نئی جدید ترتیب پر تصحیح کر کے شایع کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس سلسلے میں یہ کام مولانا امیر الدین مہر صاحب کے سپرد کیا گیا لیکن بعد میں یہ احساس ہوا کہ دعوتی ذہن رکھنے والے قاری کے لئے یہ ترجمہ زیادہ سودمند نہیں ہوگا۔ اس کے بعد یہ کام پروفیسر ڈاکٹر عبدالحی ابڑو کے حوالے کیا گیا، جنہوں نے عربی، اردو اور سندھی تراجم کو سامنے رکھ کر بڑی محنت سے اس ترجمے کی ہمہ گیر تصحیح کا کام کیا ہے۔ (۴۸) اب یہ ترجمہ ۱۹۵۰ء والے ترجمہ سے اس قدر بامحاورہ اور الگ نظر آتا ہے کہ یہ محسوس نہیں ہوتا کہ یہ اصل ترجمہ ہے یا پہلے شایع شدہ ترجمہ کی تصحیح ہے۔ (۴۹) اس ترجمہ کو ریجنل سینٹر کراچی دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی نے ۲۰۰۶ء میں شایع کرایا ہے۔ اور قرآن پاک کے سندھی تراجم میں ایک بامحاورہ ترجمہ کی حیثیت سے ایک بیش بہا اضافہ ہے۔

❀❀❀❀

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی وحوالہ جات

۱: مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: 'تفسیر ہاشمی' سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ، ۱۹۸۷ء، دیکھیے مقدمہ از غلام مصطفیٰ قاسمی، ص ۵۔۶

۲: سید محمد عبداللہ ڈاکٹر: 'دائرۃ معارف اسلامیہ'، جلد 1/1، دانشگاہ پنجاب لاہور، ۱۹۷۸ء، ص ۵۴۱۔

۳: محمد شفیع مفتی: 'جواہر الفقہ'، جلد اول، مکتبہ دارالعلوم کراچی، ۱۳۹۵ء، ص ۹۹

۴: دہلوی رحیم بخش مولانا: 'حیات ولی'، مکتبہ طیبہ بلال گنج لاہور، ۱۹۷۲ء، ۳۰۷

۵: 'تفسیر ہاشمی'، دیکھیے مقدمہ، ص ۱۷

۶: سید ابوظفر ندوی: 'تاریخ سندھ'، مطبع معارف اعظم گڑھ، ۱۹۴۷ء، ص ۳۲۳

۷: قاضی اطہر مبارکپوری: 'ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں'، مکتبہ عارفین کراچی، ۱۹۶۵ء، ص ۹۲

۸: بھٹی محمد اسحاق: 'برصغیر پاک وہند میں علم فقہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۷۳ء، ص ۲۷۔۲۸

۹: ٹالپور محمد جمن: 'سندھ جا اسلامی درسگاہ'، سندھی ساعت گھر حیدرآباد، ۲۰۰۷ء، ص ۱۳۹

۱۰: لاکھو غلام محمد: 'کلہوڑا دور حکومت'، انجمن اتحاد عباسیہ پاکستان کراچی، ۲۰۰۴ء، ص ۴۰۱۔۴۰۲

۱۱: ملکانی منگھارام: 'سندھی نثر جی تاریخ'، زیب ادبی مرکز حیدرآباد سندھ، ۱۹۷۷ء، دیکھیے مقدمہ از علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی، ص ۹۰۷

۱۲: وفائی دین محمد مولانا: 'تذکرہ مشاہیر سندھ' جلد دوم، سوم، سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ، 2005ء، ص ۴۲۷

۱۳: بلوچ نبی بخش خان ڈاکٹر: 'سندھی بولی ادب جی تاریخ'، پاکستان اسٹڈی سینٹر سندھ یونیورسٹی جام شورو، ۱۹۹۰ء، ص ۳۹۲۔۳۹۴

۱۴: قریشی حامد علی خانائی: ٹالپور دور جو سندھی نثر نگار، ساہی مہران، ۱۹۷۹ء، ص ۱۵۷

۱۵: مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: 'تفسیر ہاشمی'، سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ، ۱۹۸۷ء، دیکھیے مقدمہ از علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی، ص ۱۲

۱۶: مخدوم نورنگ کا اصل نام نوراللہ ہے۔ بڑے عالم وصوفی بزرگ گزرے ہیں۔ ملتان کے غوثیہ درگاہ کی طرف سے سندھ میں خلیفہ مقرر تھے۔ ان کی اولاد 'نورنگ زادہ' کہلواتی ہے۔ بحوالہ عبدالغنی عبداللہ: تاریخ سندھ، حصہ سوم، انسٹیٹیوٹ آف سندھالوجی جامشورو سندھ، ۱۹۸۴ء، ص ۱۵۸

۱۷: تذکرہ مشاہیر سندھ'، جلد دوم وسوم، ص ۲۹۴، ۲۹۶

۱۸: محمد صدیق مولانا: 'قرآن پاک مترجم محشیٰ'، مطبع حسینی ممبئی، ۱۳۱۷ھ، ص ۵۳۸

۲۰: قاضی شرف الدین: 'قرآن پاک مترجم مع مختصر حاشیہ'، قلمی، ص ۱۰۴۸

۲۱: راقم نے مولانا امروٹی کی سورۂ یٰس کے منظوم تفسیر کو جدید طرز پر ایڈٹ کر کے مولانا عبدالخالق کنڈیاروی اکیڈمی جام نوراللہ تعلقہ کنڈیارو کے تعاون سے شائع کرایا ہے۔

۲۲: سید محمود شاہ بخاری ڈاکٹر: 'وطن جی آزادی جو امام' شہباز پبلیکیشن حیدرآباد، سندھ، ۱۹۸۴ء، ص ۴۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳: تفسیر ہاشمی، دیکھئے مقدمہ، ص ۱۷۔۱۸

۲۴: وطن جی آزادی جو امام، ص ۱۵۱۔۱۵۲ ۲۵: تفسیر ہاشمی، دیکھئے مقدمہ، ص ۸

۲۶: مولانا نور محمد عادل پوری: ''قرآن مجید وفرقان حمید مترجم'' مطبع کراچی پریس لاہور، ۱۹۱۳ء، دیکھئے مقدمہ، ص ۲

۲۷: سید ممتاز حسین ڈاکٹر: 'سندھ مدرسۃ الاسلام جو سندھ جی علمی، ادبی ۽ سماجی تاریخ میں حصو، (قلمی)، ص ۱۷۳

۲۸: علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی: 'قرآن پاک جا سندھی ترجمہ تفسیر، سہ ماہی مہران۔ سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ، ۱۹۸۰ء، ص ۱۵

۲۹: پیرزادہ شاہنواز: 'الاھی آواز جو آلاپ، جلد اول، چندن پرنٹنگ پریس حیدرآباد سندھ، ۱۹۴۷ء، ص ۱۰۔۱۱

۳۰: حاجی شاہنواز نے دنیا کے کئی ممالک کے دورے کیئے تھے۔ اس ضمن میں مشرق وسطیٰ کے تاریخی مقامات کا سیر بھی کیا تھا۔ قرآن پاک میں جن تاریخی مقامات کا ذکر آیا ہے، ان کے ترجمے کرتے وقت آخر میں آیت کا نمبر دے کر ان مقامات کے متعلق اپنے مشاہدتی تاثرات کو پیش کیا ہے۔ ہماری رائے میں سندھی زبان میں یہ پہلا ترجمہ ہے، جس میں یہ منفرد انداز اختیار کیا گیا ہے۔

۳۱: میمن عبدالرؤف ڈاکٹر: 'مولانا عبداللہ کھڈہری'، ماہنامہ شریعت، ۱۹۸۵ء، ص ۱۲۔۲۲

۳۲: چاچڑ عبدالوہاب مولانا: 'شریعت سوانح حیات نمبر'، آکٹوبر ۱۹۸۱، ص ۹۴

۳۳: سومرو محمد عالم: قرآن شریف مترجم، قومی ھجرہ کاؤنسل اسلام آباد، ۱۹۸۳ء، ص ۳۔۴

۳۴: سومرو مظہرالدین ڈاکٹر: 'تحریک آزادی میں علمائے سندھ جو حصو، پی۔ایچ۔ڈی مقالہ، قلمی، سندھ یونیورسٹی جام شورہ، ۱۹۸۳ء، ص ۸۷

۳۵: ملاح حاجی احمد مولانا: 'نورالقرآن' مہران آرٹس کاؤنسل حیدرآباد سندھ، ۱۹۷۸، دیکھئے مقدمہ از علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی، ص ۵

۳۶: علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی: 'قرآن پاک جا سندھی ترجمہ تفسیر، سہ ماہی مہران، ۱۹۸۰ء، ص ۱۶۵

۳۷: ایضاً، ص ایضاً

۳۸: پروفیسر محمد سلیم: 'قرآن پاک کے سندھی تراجم'، ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ، (قرآن نمبر)، ص ۱۹۰

۳۹: مولانا عبدالوارث دل: ' کلام اللہ مترجم'، مولانا عبیداللہ سندھی کتب خانہ سعید آباد سندھ، ۱۹۹۲ء، دیکھئے مقدمہ ص ۳

۴۰: ایضاً، ص ۴

۴۱: مولانا غلام اصغر: 'لفظ بہ لفظ ترجمہ، قرآن کاؤنسل گڈو، ۱۹۹۸ء، دیکھئے مقدمہ ص الف

۴۲: سرہندی عبدالوحید مولانا: 'بیان القرآن فی ترجمۃ القرآن'، ص ۹۲۶ ۴۳: ایضاً

۴۴: ابڑو علی خان: 'قرآن مترجم'، سندھیکا اکیڈمی کراچی، ۱۹۹۶ء، دیکھیے مقدمہ، ص ۴

۴۵: سومرو محمد قاسم: 'سوانح حیات۔ حضرت سائیں بیروارا، روشنی پبلی کیشن کنڈیارو سندھ، ۲۰۰۴ء، ص ۶۵۵

۴۶: قریشی عبدالکریم مولانا: 'قرآن مجید مترجم'، علمی مجلس سندھ ۱۹۹۹ء، دیکھیے مقدمہ از علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی، ص الف

۴۷: پنہور محمد محسن: 'قرآن کان فرقان تائین، سندھیکا اکیڈمی کراچی، ۲۰۰۱ء، ص ۱۔۱۴

۴۸: ابڑو عبدالحی ڈاکٹر: 'القرآن الکریم مترجم'، ریجنل سینٹر دعوۃ اکیڈمی کراچی، ۲۰۰۶ء، دیکھئے مقدمہ، ص ۳۔۴

۴۹: ایضاً

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کے سندھی تراجم اور ان کی خصوصیات

عبدالعزیز نہڑیو☆

اسلام کی مقدس الہامی کتاب قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوئی کیونکہ قرآن کریم کے پہلے مخاطب عرب تھے اور ان کی مساوی زبان عربی تھی اس لئے قرآن کریم کی معنی ومطلب سمجھنے میں ان کو کوئی دقت پیش نہ آئی تھی اگر انہیں کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی تو صحابہ کرام خود رسول اللہ ﷺ سے معلوم کر لیتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو جہاں دوسرے اعلیٰ مناصب پر فائز فرمایا تھا، وہاں ایک منصب قرآن کریم کے مفسر اور ترجمان کا بھی تھا ارشاد ہے:

﴿ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ ﴾ (۱)

''اور ہم نے یہ ذکر (قرآن کریم) آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرما گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں۔''

جیسے جیسے اسلام کا پیغام سرزمین عرب سے نکل کر آگے بڑھنے لگا تو غیر عربی اور عجمی ذہنیت کے لئے قرآن مجید کی تعلیمات سمجھنے میں دشواری پیش آئی تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے مقامی زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ کر کے آسانی پیدا کی۔

سرزمین سندھ عہد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اسلام کے نور سے منور ہو چکی تھی لیکن پہلے صدی ہجری کے اواخر میں غازی محمد بن قاسم کے ہاتھوں باقاعدہ فتح ہوئی اور اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آیا ہو سکتا ہے کہ اس وقت اہل سندھ کو دین سکھانے کے لئے سندھی زبان میں کتابیں لکھیں

☆ لیکچرار اسلامیات، گورنمنٹ ڈگری کالج کالی موری، حیدرآباد سندھ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئیں ہوں جس قرآن کریم کا سندھی ترجمہ بھی شامل ہوسکتا ہے۔لیکن تاریخی لحاظ سے ثابت ہے کہ دنیا کی دوسری زبانوں کی مقابلے میں سب سے پہلے قرآن مجید کا ترجمہ سندھی زبان میں ہوا۔

مشہور عرب سیاح اور مؤرخ بزرگ بن شہریار الرامھرمزی اپنی مایہ ناز کتاب ''عجائب الہند'' میں ذکر کرتے ہیں کہ

270ھ میں الور کے ہندو راجا مہروک بن رائق نے منصورہ سندھ کے مسلمان حاکم عبداللہ بن ہباری کو لکھا کہ اسلام کے عقائد و تعلیمات پر کسی اچھے عالم سے سندھی زبان میں ایک کتاب لکھوا کر بھیجئے۔ عبداللہ بن عمر ہباری نے یہ کام عراقی عالم کے سپرد کیا جو کافی عرصہ سے سندھ میں مقیم تھا وہ سندھی خواہ دوسری مقامی زبانوں پر دسترس رکھتا تھا۔ اس نے سندھی نظم میں کتاب لکھ کر راجا کو بھیجا۔ راجا کتاب پڑھ کر نہ صرف اسلام سے متاثر ہوئے بلکہ مصنف کے علمی مرتبہ سے بھی بے حد متاثر ہوئے اور راجا کو لکھا کہ اس مصنف کو ان کی پاس بھیج دیا جائے۔ وہ عالم تین سال راجا کی پاس رہا اور 372ھ میں جب واپس عبداللہ بن ہباری کے پاس آیا تو بتایا کہ راجا دل سے مسلمان ہو چکا ہے لیکن مخالفین کے ڈر سے اس کا اظہار نہیں کرتے۔

مصنف نے راجا کی فرمائش پر قرآن پاک کا سندھی میں ترجمہ اور تفسیر لکھی جس کو وہ روزانہ بلاناغہ سنتے تھے۔ ایک دن سورۃ یٰسں کی آیت ''مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ'' کا ترجمہ ان کو بتایا گیا تو وہ فوراً تخت سے نیچے اتر آئے اور دوسری مرتبہ ترجمہ سن کی سجدہ میں گر گئے اور بہت روئے۔ جب کافی دیر کے بعد سجدہ سے اٹھے تو ان کی زبان سے بے اختیار یہ الفاظ نکلے: ''بے شک وہی رب معبود ہے جو ازلی اور ابدی ہے۔'' اس نے ایک جگہ بھی تیار کروائی جس میں تنہائی میں نماز پڑھتے تھے۔ (۲)

اسی ترجمہ قران کی نوعیت اور رسم الخط کی بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا اور حوادث زمانہ کی وجہ سے محفوظ نہیں رہ سکا۔

عرب اقتدار کے خاتمہ کے بعد سندھ میں مقامی سومرہ خاندان برسر اقتدار آیا۔ ان کی دور میں سندھی زبانوں کو فروغ حاصل ہوا۔ علمی مراکز قائم ہوئے جہاں بڑے بڑے علماء، مفسرین اور محدثین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے خدمات سرانجام دیں۔ لیکن اس دور کا علمی، ادبی اور مذہبی ذخیرہ دستیاب نہیں ہوسکا ہے۔ ان کے بعد سمہ خاندان پھر ارغون اور ترخان خاندان برسر اقتدار آئے۔ جس کے بعد مغل امراء کا دور شروع ہوا۔ اس زمانے میں سندھی زبان کی ترقی بدستور جاری رہی اگرچہ مغل دور میں فارسی کے غلبہ سے سندھی کی رفتار سست ہوگئی تھی۔ لیکن جب دوبارہ مقامی کلہوڑہ خاندان کا دور شروع ہوا تو سندھی کو بے حد فروغ حاصل ہوا یہ دور سندھ کی تاریخ میں علمی، ادبی اور مذہبی نقطۂ نگاہ سے نہایت اہم دور سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے پاس جو بھی قدیم دینی کتابیں سندھی زبان میں موجود ہیں ان کا سلسلہ تین سو سال پہلے کلہوڑا دور کے ابوالحسن ٹھٹوی کی ''مقدمۃ الصلوٰۃ'' یا ''ابوالحسن ٹھٹوی کی سندھی'' ہے جو قدیم سندھی نظم میں لکھی گئی ہے۔ ان کے مخدوم ضیاء الدین ٹھٹوی اور دیگر بزرگوں نے بھی اس ضمن میں بڑا کام کیا ہے۔ آگے چل کر مخدوم ضیاء الدین ٹھٹوی کے شاگرد مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے بے شمار دینی کتابیں لکھیں۔ جن میں سے قرآن کریم کے آخری پارہ کا ترجمہ اور تفسیر ہاشمی مشہور ہے جو قدیم سندھی نظم میں ہے۔ قرآن کریم کے کچھ حصہ کا پرانا سندھی ترجمہ یہیں موجود ہے کلہوڑہ دور حکومت کے بعد تالپور عہد اور پھر انگریزی دور میں سندھی ایک مکمل زبان بن گئی۔ 1854ء میں انگریزوں نے موجودہ سندھی رسم الخط کی تشکیل کی جس کے بعد سندھی تصنیف، تالپور اور طباعت کو خوب فرغ حاصل ہوا۔

ہم یہاں مشہور سندھی ترجمہ اور تفسیر کا تعارف پیش کرتے ہیں۔

ا۔ قرآن مجید مترجم قاضی عزیز اللہ مٹیاری:

قرآن مجید کا سندھی ترجمہ آخوند عزیز اللہ مٹیاری نے تیرہویں صدی ہجری کے شروع میں لکھا ہے۔ آخوند پہلے سندھی عالم ہیں جنہوں نے خالص سندھی نثر میں قرآن کریم کا ترجمہ اور حاشیہ لکھا جس سے دوسری سندھی علماء کے لئے قرآن مجید کی سندھی ترجمہ کرنے کے لئے آسانی پیدا ہوئی گویا کہ ترجمہ بعد میں آنے والے علماء کے لئے ایک راہنما اور رہبر کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ترجمہ گجرات اور بمبئی سے چھپتا رہا ہے۔ ایک ایڈریس ۱۳۲۰ھ میں چھپا جس میں آخوند کے سندھی ترجمہ کے ساتھ ساتھ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فارسی ترجمہ بھی شامل ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخوندہ کا یہ سندھی ترجمہ فنی اعتبار سے اوائلی نری ترجمہ ہے۔ اسلوب بیان کی وجہ سے سندھی علماء نے اس ترجمہ کو معیاری قرآن قرار دیا ہے۔ یہ ترجمہ ایک بڑا علمی کارنامہ ہے۔ سندھی زبان کے نری دینی ادب کی یہ پہلی کڑی ہے جس میں آخوندہ کامیاب نظر آتے ہیں۔ قرآنی عبارات کی نتیجے انکار لفظی ترجمہ دیا گیا ہے اس کے نتیجے شاہ ولی اللہ دہلوی کا فارسی ترجمہ دینے کا یہی سبب معلوم ہوتا ہے کہ سندھی ترجمہ پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہو کیونکہ آخوندہ کے دور میں سندھ میں فارسی کا زیادہ غلبہ تھا۔

آخوندہ عربی اور فارسی زبانوں پر عروج رکھتے تھے اس لئے ان کی تحریروں پر عربی اور فارسی کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔ ان کا یہ سندھی ترجمہ فارسی ترجمہ کے بغیر بھی کئی بار چھپتا رہا ہے۔ (۴)

۲: قرآن مجید مترجم مولانا محمد صدیق نورنگ پوتہ:

مولانا محمد صدیق ولد مخدوم عبدالرحمٰن اپنے وقت کے مشہور عالم تھے۔ تحصیل علم کے بعد بمبئی میں سکونت اختیار کی اور دینی علوم کی اشاعت خصوصاً پرانی سندھی کتابوں کی طباعت کے لئے ''مطبع حسینی'' قائم کی اور 1295ھ میں سب سے پہلے مطبع حسینی سے یہ سندھی ترجمہ اور حاشیہ شائع کیا۔ اس کے بعد یہ ترجمہ کئی بار چھپ چکا ہے۔

مولانا محمد صدیق کے اس ترجمہ اور حاشیہ کا رنگ اور ڈھنگ آخوند عزیز اللہ مٹیاروی کے ترجمہ جیسا ہے۔ ترجمہ کی زبان سندھ کے جنوبی خطہ ''لاڑ'' والی استعمال کی گئی ہے۔ ترجمہ تحت لفظی ہونے کی وجہ سے نہایت آسان اور دلکش ہے۔ فاضل مترجم نے ترجمہ کے ساتھ ساتھ سندھی میں تفسیری حواشی بھی لکھے ہیں۔ آخوند عزیز اللہ مٹیاروی کے بعد مولانا محمد صدیق کا ترجمہ اور حاشیہ ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔

۳: قرآن مجید مترجم مولانا تاج محمود شاہ امروٹی:

قرآن کریم کا یہ بامحاورہ سندھی ترجمہ سندھ کے مایہ ناز عالم اور روحانی بزرگ مولانا سید تاج محمود شاہ امروٹی صاحب کا ہے۔ آخوند عزیز اللہ اور مولانا محمد صدیق کے ذکر کردہ تراجم کافی حد تک تحت اللفظ تراجم تھے اور ان کی زبان بھی قدیم تھی۔ لیکن ان کے مقابلہ میں یہ معیاری اور بامحاورہ ترجمہ ہے۔ جس قدر مولانا امروٹی صاحب کی سندھی عبارت میں جدید نثر کی خوبیاں نظر آتی ہیں، اس قدر کسی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے ترجمہ میں نظر نہیں آتیں۔ مولانا امروٹی کو عربی زبان کے ساتھ سندھی زبان پر بھی دسترس حاصل تھی۔ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے جو عربی میں نازل ہوا ہے، جس کا اپنا مزاج ہے۔ اس کو ایک بامحاورہ ترجمہ کی صورت میں پیش کرنا بڑی مہارت کا کام ہے۔ امروٹی صاحب کی محنت اور جفاکشی کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے جب سندھی ترجمہ کا ارادہ کیا تو ایک بڑا دینی کتب خانہ قائم کیا اور مولانا عبیداللہ سندھی کی نگرانی میں ''امروٹ'' میں بڑا دینی مدرسہ قائم کیا، جہاں کئی قابل ذکر علماء نے تحصیل علم سے فراغت حاصل کی۔ ان کی مجالس میں علماء کا جم غفیر موجود رہتا تھا۔ آپ کے کتب خانہ میں قرآن کریم کے تفاسیر کا وسیع ذخیرہ موجود تھا۔

آپ کا یہ سندھی ترجمہ کئی خصوصیات کا حامل ہے۔ فصاحت اور بلاغت سے پُر ہے۔ ترجمہ اتنا آسان اور سادہ ہے کہ ہر کس و ناکس اسے آسانی سے سمجھ سکے۔ آپ کا ترجمہ دیگر سندھی تراجم میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے، جس طرح مرزا قلیچ بیگ نے سندھی زبان و ادب میں جدید نثر کا بنیاد رکھا، اسی طرح مولانا امروٹی صاحب نے دینی ادب اور قرآن کریم کے ترجمہ کے سلسلہ میں جدید نثری رنگ اختیار کر کے علماء کے لئے راہ ہموار کی۔ آپ کے ترجمہ کے سلسلہ میں مشہور محقق علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب لکھتے ہیں کہ

> ''مولانا امروٹی کا یہ ترجمہ اتنا مستند، بامحاورہ اور عمدہ ہے کہ جس طرح فارسی میں شاہ ولی اللہ دہلوی کا ترجمہ اعجاز کا درجہ رکھتا ہے، اسی طرح مولانا امروٹی کا یہ ترجمہ بھی وہی حیثیت رکھتا ہے۔''

الغرض ان کا یہ ترجمہ سندھ کے دینی ادب کے نثری صنف میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس بھی عالم نے قرآن پاک کے سندھی ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے، اس کے سامنے مولانا امروٹی کا یہ ترجمہ ضرور رہتا ہے۔

مولانا تاج محمود امروٹی صاحب نے ''تذکیر المؤمنین'' کے نام سے سورۂ یاسین کا سندھی میں منظوم ترجمہ اور تفسیر اور ''نور الایمان تفسیر عروس القرآن'' کے نام سے سورۂ الرحمٰن کا منظوم ترجمہ اور تفسیر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی تصنیف کی ہیں۔

۴: قرآن مجید ترجمہ اور حواشی مولانا قاضی عبدالرزاق صاحب:

قرآن پاک کا یہ مکمل سندھی ترجمہ سندھ مدرسۃ الاسلام کے استاد مولانا قاضی عبدالرزاق روہڑی والے نے کیا ہے۔ ہر آدھے صفحہ پر عربی متن کے نیچے سندھی ترجمہ دیا گیا ہے۔ باقی آدھے صفحے پر ان آیات کے خاص خاص مقامات اور واقعات کا عالمانہ انداز میں حاشیہ لکھا گیا ہے۔

قاضی صاحب کا یہ ترجمہ ترتیب کے ساتھ اور ایک خاص رنگ و ڈھنگ میں کیا گیا ہے۔ مقدمہ میں قرآن پاک کی تعلیم کی اہمیت، قرآن کریم کی خصوصیات، تلاوت کے طریقے اور اوقات، قرآن کریم کے مضامین کی فہرست پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قاضی صاحب نے حاشیہ پر اپنے دور کے علماء اور قدیم مفسرین کی تفسیر سے مواد لیا ہے۔ آیات کی تشریح میں احادیث، فقہی روایات سے بھی مدد لی گئی ہے۔

قاضی صاحب کا یہ ترجمہ اگرچہ مختصر ہے، لیکن اس میں جامع اور مکمل تفسیر کی جھلک نظر آتی ہے۔ یہ ترجمہ سندھ کے ہر طبقہ میں مقبول ہوا اور سندھ کے دینی ادب میں اضافہ کا سبب بنا۔ (۸)

۵: قرآن مجید مترجم قاضی عبدالرزاق:

قرآن کریم کا یہ مکمل سندھی ترجمہ قاضی عبدالرزاق صاحب نے مشہور ادیب مرحوم محمد عثمان ڈیپلائی کے لئے کیا ہے۔ جسے ڈیپلائی صاحب نے جدید طرز پر کالموں میں ایک طرف قرآن پاک کی عربی عبارت اور دوسری طرف سندھی ترجمہ دے کر شائع کیا ہے۔

قاضی صاحب کا یہ ترجمہ ان کے پہلے ذکر کردہ ترجمہ کی بنسبت مختلف نوعیت کا ہے۔ سندھی عبارت میں ترجمہ کو پوری طرح واضح کرنے کے لئے گرامر کے اصولوں کے مطابق جدید نثر کے اصولوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ تاکہ قرآن پاک کے اصل مفہوم کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ قرآن کریم کا یہ سندھی ترجمہ ان خصوصیات کی بنا پر سندھ کے مذہبی ادب میں اہم مقام رکھتا ہے۔ (۱۰)

۶: قرآن مجید مترجم مع حواشی قاضی عبدالرزاق:

قاضی عبدالرزاق کا یہ تیسرا ترجمہ قرآن کریم ہے، جو انہوں نے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اردو ترجمہ اور حاشیہ ''بیان القرآن'' کو سامنے رکھ کر کیا ہے اور حاشیہ پر تشریحی نوٹ بھی بیان القرآن سے ترجمہ کیے ہوئے ہیں۔ ترجمہ کے شروع میں سورتوں کی فہرست، تلاوت کے آداب اور فضائل ذکر کئے گئے ہیں، تاکہ تلاوت کرنے والے کو ہر بات آسانی سے سمجھ میں آجائے۔ ان کے علاوہ سورتوں کی خصوصیات اور فوائد، نبی ﷺ کی سوانح حیات اور نسب نامہ بیان کیا ہے۔

قاضی عبدالرزاق کا یہ سندھی ترجمہ بامحاورہ سندھ میں ہے۔ عربی متن کے نیچے خوبصورت سندھی عبارت میں ترجمہ کیا ہے۔ قاضی صاحب مولانا تاج محمود امروٹی کے ترجمہ سے بے حد متاثر ہے۔ اس لئے کوشش کر کے وہی طریقہ اختیار کیا ہے۔ قرآن کریم کے ترجمہ کے اصول وقواعد کو مدنظر رکھا ہے۔ قاضی صاحب عربی، فارسی اور سندھی کے عالم تھے اور ساتھ ساتھ جدید علوم سے بھی آشنا تھے۔ اس لئے کوشش کر کے جدید سندھی نثر کے ڈھنگ میں اپنی عبارت لکھنے کی کوشش کی ہے اور اس میں کامیاب گئے ہیں۔ چونکہ قاضی صاحب سندھ کے مدرسۃ الاسلام کراچی میں فقہ کے استاد تھے، اس لئے طلبہ کو سندھی زبان میں فقہی مسائل پڑھاتے اور سمجھاتے ان کی سندھی نثر کی عبارت میں پختگی آ گئی تھی۔ اس لئے ان کے اس ترجمہ میں بھی پختگی دیکھنے میں آتی ہے۔ ان کا یہ ترجمہ فصاحت و بلاغت کی خوبیوں سے معمور ہے اور ان کی سندھی عبارت سندھی نثر نویسی کے جدید گرامر کے اصولوں کے مطابق ہے۔ (۱۱)

ان تینوں تراجم کے علاوہ قاضی عبدالرزاق صاحب نے ''تفسیر معلم القرآن'' کے نام سے پارہ عم کے آخری ربع کی تفسیر (۱۲) اور ''تفسیر فتح الرحمٰن'' کے نام سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سندھی زبان میں لکھیں۔ (۱۳)

۷: قرآن شریف مترجم مولانا محمد مدنی:

مولانا محمد مدنی صاحب قرآن، حدیث اور علوم عربیہ کے مستند ماہر تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد بچپن میں حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد مسجد الحرام میں پڑھاتے رہے۔ مولانا عبیداللہ سندھی صاحب کے مشورہ سے واپس سندھ میں آئے۔ پہلے مدرسہ دارالرشاد پیر جھنڈو میں تعلیم دیتے رہے۔ اس کے بعد سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی میں عربی کے استاد مقرر ہوئے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں قرآن مجید کا سندھی ترجمہ کرنے کا شوق ہوا۔عربی تفاسیر اور لغات کے عمیق مطالعہ کے بعد ترجمہ کرتے تھے۔آپ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے جدید طرز پر بامحاورہ ترجمہ کیا ہے۔اس ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ محاورہ کی رعایت کے ساتھ قرآن کریم کا کوئی بھی لفظ ترجمہ سے خالی نہیں چھوڑا گیا ہے۔کئی مقامات پر ترجمہ کی مدد سے مشکل تفسیری مسائل کو بھی حل کیا گیا ہے۔

ترجمہ کے ابتدا میں مولانا محمد مدنی کے داماد اور مشہور عالم مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب کا عالمانہ مقدمہ بھی دیا گیا ہے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ''تفسیر فتح الرحمٰن'' کے مقدمہ کا سندھی ترجمہ بھی دیا ہے، جس سے ترجمہ کی اہمیت وافادیت بڑھ گئی ہے۔حاشیہ پر ''تفسیر فتح الرحمٰن'' کا سندھی ترجمہ بھی علامہ قاسمی صاحب نے شامل کیا ہے۔مولانا محمد مدنی کا یہ ترجمہ سلیس، بامحاورہ اور فصاحت و بلاغت کی خوبیوں سے مزین ہے۔مولانا صاحب نے ترجمہ آسان اور عام فہم انداز میں کیا ہے، تاکہ زیادہ یا کم علم والا اس کو آسانی سے پڑھ کر سمجھ سکے۔کئی مقامات پر سندھی کے محاورے اور اصطلاح بھی استعمال کی ہیں، جن کی وجہ سے ترجمہ کی عبارت جاذب اور دلکش بن گئی ہے۔

مولانا مدنی کا یہ ترجمہ مجموعی طور پر سندھی زبان کے موجودہ دور کے تراجم میں نہایت اعلیٰ اور معیاری ہے۔اگر دیکھا جائے تو مولانا تاج محمود امروٹی کے بعد مدنی صاحب کا یہ ترجمہ ہر لحاظ سے بہتر ہے۔ (۱۴)

نیز مولانا محمد مدنی صاحب نے قرآن کریم کے آخری چار پاروں کا الگ ترجمہ اور تفسیر بھی لکھی ہے۔ترجمہ اور تفسیر سے پہلے ہر سورت کے مضمون کا خلاصہ اور شان نزول بیان کیا گیا ہے۔سورتوں میں آپ ربط ذکر کرتے ہیں، بعض جگہوں پر قرآن کریم پر اٹھنے والے اعتراضات کا کافی وشافی جواب دیا ہے۔تفسیر کی زبان نہایت سادہ اور عام فہم ہے۔(۱۵)

۸۔قرآن مجید مترجم مولانا عبدالرحیم مگسی:

قرآن شریف کا یہ ترجمہ سندھ مدرسہ کے استاد مولانا عبدالرحیم مگسی صاحب نے بامحاورہ، صاف اور دلکش سندھی زبان میں کیا ہے۔سندھی عبارت جدید نثر کے اصولوں کے مطابق ہے، جس سے ان کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابلیت اور سندھی نثر پر دسترس معلوم ہوتی ہے۔ مولانا عبدالرحیم مگسی نے قرآن کریم کے ترجمہ سے پہلے قرآن کریم کے فضائل اور سیرت نبوی ﷺ پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے سندھی ترجمہ میں فصاحت و بلاغت کی خصوصیات ہمیشہ قائم رہے گی۔ آپ نے خالص الفاظ اور تشبیہات استعمال کی ہیں۔ تصنع اور تکلف سے اجتناب کیا ہے۔ ان کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سندھ میں اتنے قابل قدر علماء پیدا ہوئے ہیں، جن کی علمیت اور ذہانت کا نہایت اعلیٰ مقام ہے۔ یہ ترجمہ سندھی زبان کے بہترین تراجم میں شمار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مولانا عبدالرحیم مگسی نے ''دلائل الایمان بتفسیر القرآن'' پارہ عم کے آخری ربع کی تفسیر بھی لکھی ہے۔ (۱۷)

۹۔ قرآن مجید مترجم سندھی منظوم مولانا احمد ملاح:

مولانا احمد ملاح کا شمار سندھ کے جلیل القدر علماء میں شمار ہوتا ہے۔ آپ کا تعلق زیریں سندھ کے شہر بدین سے تھا۔ دینی اور دنیوی علوم کے ساتھ سیاسی بصیرت کے مالک تھے۔ سندھی زبان کے عالم و ادیب اور بے مثال شاعر تھے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن کریم کا سندھی منظوم ترجمہ ہے۔

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کے پارہ عم کے منظوم سندھی ترجمہ کے بعد مولانا احمد ملاح پہلے سندھی عالم ہیں جنہوں نے قرآن پاک کا مکمل منظوم سندھی ترجمہ کیا ہے۔ اس ترجمہ میں مولانا احمد ملاح نے مقصد اور مفہوم کے ساتھ اس کی اصلیت برقرار رکھی ہے اور ترجمہ کا پورا پورا حق ادا کیا ہے۔ ترجمہ کے دوران اگر کہیں سوالیہ جملہ نظر آیا ہے تو اس کا سندھ میں منظوم ترجمہ بھی اسی انداز میں کیا ہے اور شعر کی نزاکت برقرار رکھی ہے۔ ان کے ترجمہ میں تجنیس حرفی کی صنعت کو نہایت خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ آپ کا یہ منظوم ترجمہ سندھی زبان کا ایک بہترین شاہکار ہے۔ (۱۸)

۱۰۔ قرآن مجید مترجم شیخ عبدالعزیز عرب:

شیخ عبدالعزیز کا تعلق نجد سے تھا۔ سندھ میں کافی عرصہ رہے۔ عربی کے ساتھ سندھی بھی جانتے تھے۔ انہوں نے قرآن کریم کا بامحاورہ سندھی ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ فصیح و بلیغ اور سندھی نثر نویسی کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ عربی عبارت کو اس طرح سندھی کا جامہ پہنایا ہے کہ قرآن کریم کی اصل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبارت کے روح کو قائم رکھا گیا ہے۔ اس ترجمہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اکثر سندھی تراجم میں وضاحت کے لئے زائد الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، لیکن اس میں ترجمہ کو برقرار رکھ کر زائد الفاظ سے اجتناب کیا گیا ہے۔ سندھی عبارت کے قواعد اور جدید نثر نویسی کے اصولوں کو برقرار رکھا گیا ہے۔ مجموعی طور پر یہ ترجمہ عام فہم ہے۔ (۱۹)

۱۱۔ قرآن مجید مترجم مولانا نور محمد عادلپوری:

مولانا نور محمد عادلپوری گھوٹکی سندھ کے رہنے والے تھے۔ آپ کا یہ ترجمہ بامحاورہ اور عام فہم زبان میں ہے۔ ترجمہ سے قبل سورتوں کی فہرست، ہر سورت کی فضیلت، قرأت اور تجوید کے متعلق اہم باتیں سمجھائی گئی ہیں۔ حاشیہ پر وضاحتی نوٹ بھی تحریر کئے گئے ہیں، جو آیتوں کے مضامین کی مناسبت سے پیش آمدہ فقہی مسائل، آیات کے شان نزول، ناسخ اور منسوخ جیسی اہم باتوں سے متعلق ہیں۔ فقہ کے مشہور علماء اور مشہور و معتبر تفاسیر کے حوالے بھی جابجا ملتے ہیں۔ مولانا عادل پوری کا یہ ترجمہ اور حاشیہ اپنی جگہ پر قابل ستائش ہے۔ (۲۰)

۱۲۔ قرآن پاک مترجم و مختصر حاشیہ قاضی شرف الدین سیوہانی:

قاضی شرف الدین خطاط سیوہن کے مردم خیز خطہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اپنے وقت کے جدید عالم تھے۔ عربی اور سندھی پر عبور رکھتے تھے۔ آپ کا قرآن مجید کا تحت اللفظ ترجمہ ہے۔ ہر آیت کے عربی متن کے نیچے سندھی ترجمہ دیا گیا ہے۔ کئی آیات کے مضامین کی وضاحت میں حاشیہ بھی لکھا ہے۔ اسی طرح آیات کے شان نزول کو بھی واضح کیا ہے، جس کی وجہ سے ہر آیت کا مطلب و معنیٰ آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔ فصاحت و بلاغت کا خیال رکھا گیا ہے، ترجمہ میں قرآن پاک کے اصل عربی متن کی روح کو برقرار رکھا گیا ہے۔ قاضی صاحب نے جدید نثر کو استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ سندھی کے محاورے اور اصطلاحات استعمال کی ہیں۔ (۲۱)

۱۳۔ قرآن مجید مترجم شاہ محمد پیرزادہ:

حاجی شاہ محمد پیرزادہ کا تعلق کنڈیارو ضلع نوشہرہ فیروز سے تھا۔ آپ نے قرآن پاک عربی متن کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغیر ترجمہ کیا ہے۔ ابتدا میں ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے، جس میں برصغیر پاک و ہند میں انگریز حکومت کے خاتمہ کے بعد سندھ میں آنے والی تبدیلیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے با اثر لوگوں کے حالات اور ذہنوں کا بیان کیا ہے اور ان حالات کی اصلاح کا واحد ذریعہ قرآنی تعلیم کو قرار دیا ہے اور یہ قرآن کریم کے معنیٰ و مطلب کو سمجھنے سے حاصل ہوسکتا ہے۔ یہ سندھی ادب میں ایک بلند پایہ تصنیف ہے۔

ترجمہ بامحاورہ اور شستہ زبان میں کیا ہوا ہے۔ نہایت قابلیت سے سندھی عبارت کے رنگ کو شروع سے آخر تک برقرار رکھا گیا ہے۔ آپ نے یہ ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوی کے اردو ترجمہ کو سامنے رکھ کر کیا ہے۔ ترجمہ میں سندھی محاورے اور اصطلاحات کا استعمال کیا گیا ہے۔ آیتوں کے نمبر دے کر آخر میں وضاحتی نوٹ لکھے ہیں، جن کا انداز تفسیری ہے۔ (۲۲)

۱۴۔ قرآن پاک مترجم مولانا محمد عالم سومرو:

اس ترجمہ کو پڑھنے سے عربی الفاظ کے معنیٰ و مفہوم کا علم ہوتا ہے۔ آپ نے یہ ترجمہ کم علم رکھنے والے سندھی لوگوں کی عربی عبارت کی معنیٰ سے واقفیت کے لئے کیا ہے اور اس میں کامیاب رہے ہیں۔ ترجمہ میں صاف اور نج سندھی الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ (۲۳)

۱۵۔ قرآن مجید مترجم مولانا عبدالغفور کھڈے والے:

مولانا عبدالغفور مولانا محمد صادق کھڈے والے کے قریبی رشتہ دار اور داماد تھے۔ انہیں مولانا عبیداللہ سندھی کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا شرف حاصل تھا۔ قرآن کریم سمجھنے اور سمجھانے کا انہیں زیادہ شوق رہتا تھا۔ سندھ ماڈرن پبلشنگ ہاؤس کے مالک میاں بشیر احمد کی فرمائش پر مولانا عبدالغفور نے بامحاورہ ترجمہ لکھا اور مختصر نوٹ بھی لکھے۔ ترجمہ نہایت سلیس اور عام فہم ہے۔ مولانا محمد مدنی صاحب اور مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب نے بھی اس ترجمہ پر نظر ثانی کی ہے۔ (۲۴)

۱۶۔ ترجمہ قرآن مجید علامہ علی خان ابڑو:

علامہ علی خان ابڑو صاحب انگریزی علم و ادب کے ساتھ عربی، فارسی اور سندھی علم و ادب کے بھی ماہر تھے۔ آپ نے "تفسیر المنیر" کے نام سے قرآن پاک کا سلیس ترجمہ اور مختصر شرح کی ہے۔ آخری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین پاروں کا ترجمہ ضائع ہونے کی وجہ سے مولانا محمد مدنی کے ترجمہ سے شامل کر کے مکمل شائع کیا گیا ہے۔ آپ نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے، جس میں قرآن کریم میں غور وفکر کی اہمیت اور افادیت پر مدلل انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہر آیت کے سامنے اس کے معنی دے کر حاشیہ پر مختصراً اس کی تشریح کی ہے۔ آپ نے آیات کی تشریح کرتے ہوئے قرآن پاک، حدیث اور مختلف قدیم وجدید تفاسیر کی مدد سے سندھ کے معاشرتی حالات کا قدیم قوموں کے حالات سے موازنہ کر کے تفسیری نوٹ لکھے ہیں۔ ہر رکوع سے پہلے اس کے موضوعات کی نشان دہی کی گئی ہے، جس کی وجہ سے پڑھنے والے کی دل میں ترجمہ وتفسیر پڑھنے کا تجسس پیدا ہوتا ہے۔ آپ نے ترجمہ میں نہایت سادہ صاف اور عام فہم زبان استعمال کی ہے۔ کہیں کہیں وضاحت کے لئے بین القوسین انگریزی الفاظ بھی استعمال کیے ہیں۔ عربی اور فارسی کے مشکل الفاظ سے اجتناب کیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر علامہ صاحب کا یہ ترجمہ وتفسیر سندھ کی نوجوان نسل کو قرآن کریم سمجھانے کے سلسلہ میں نہایت کارآمد ہے۔ (۲۵)

۱۷۔ قرآن پاک مترجم مولانا عبدالکریم قریشی:

مولانا عبدالکریم قریشی صاحب کا یہ سندھی ترجمہ اپنی نوعیت کا بہترین ترجمہ ہے۔ اس وقت تک سندھی زبان میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہوئے ہیں، وہ یا تو بامحاورہ ہیں، یا تحت اللفظ۔ مولانا قریشی صاحب نے ان روایتی طریقوں سے ہٹ کر ایسے دلکش انداز میں ترجمہ کیا ہے کہ یہ ترجمہ تحت اللفظ اور محاوراتی ترجمہ کا امتزاج محسوس ہوتا ہے۔ اس سے قبل سندھی مترجمین نے کئی مقامات پر مطلب اور مفہوم واضح نہ ہونے کی وجہ سے کچھ الفاظ کا بین القوسین اضافہ کر کے ترجمہ بیان کیا ہے۔ مولانا صاحب نے کسی بھی جگہ یہ طریقہ اختیار نہیں کیا ہے، بلکہ ترجمہ کرتے ہوئے الفاظ کا اس طرح استعمال کیا ہے کہ کہیں بھی الفاظ بڑھانے کی صورت پیش نہیں آئی۔ ترجمہ کی یہ خوبی دیکھنے کے بعد کہہ سکتے ہیں کہ مولانا صاحب کو عربی کے ساتھ سندھی پر بھی مکمل دسترس ہے۔ اس ترجمہ میں ایک یہ بھی خوبی نظر آتی ہے کہ مولانا صاحب نے ترجمہ کرتے ہوئے ہر ایک آیت کے لفظ کے نیچے اس کا سندھی ترجمہ ایسی قابلیت سے پیش کیا ہے کہ آیت کا کوئی بھی حصہ ترجمہ کے بغیر نہیں رہا۔ اس لحاظ سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کا ترجمہ اپنی انفرادی نوعیت کا ترجمہ ہے اور سندھ کے مذہبی ادب میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔(۲۶)

۱۸۔ترجمۂ قرآن مجید چار زبانوں میں: اردو، سندھی، انگریزی، فارسی- غلام اصغر ونڈیر علیگ:

اس ترجمہ کو غلام اصغر ونڈیر صاحب نے اردو، سندھی، انگریزی اور فارسی کے جن قدیم و جدید تراجم کی مدد سے ترتیب دیا ہے، ان میں مولانا عبدالماجد دریا آبادی، مولانا فتح محمد جالندھری اور مولانا اشرف علی تھانوی کے اردو تراجم، مخدوم مولانا عثمان کان تنویر الایمان، تفسیر کوثر شاہ میردان شاہ سندھی میں اور علامہ عبداللہ یوسف علی اور مارماڈیوک پکتھال کے انگریزی تراجم اور شاہ ولی اللہ دہلوی کا فارسی ترجمہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ بقول مرتب: چار زبانوں کے مختلف ترجموں کو بیک وقت افقی طور پر لفظ بلفظ اور عمودی طور پر بحد امکان بامحاورہ بنا کر ترتیب دینے کے اعتبار سے یہ قرآن مجید کا ترجمہ اپنی نوعیت کی پہلی مثال ہے۔ انگریزی اور فارسی زبانوں کا ترجمہ جن کے صرفی اور نحوی قواعد میں کافی مشابہت پائی جاتی ہے، قرآن مجید کے عربی متن کے ساتھ رکھا گیا ہے، تاکہ مبتدی کو ہر لفظ کے معنیٰ اور مفہوم سمجھنے میں زیادہ سہولت ہو۔ اسی بنا پر انگریزی ترجمہ کو عربی متن کے دائیں طرف اور فارسی ترجمہ کو اس کے بائیں طرف رکھا گیا ہے۔ اسی طرح اردو اور سندھی کے ترجمے، جن کے صرفی اور نحوی قوانین ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، متصل رکھے گئے ہیں۔ لفظ بلفظ ترجمہ میں ہر زبان کے عدد کے قوانین اور تذکیر و تانیث میں جو فرق پایا جاتا ہے، اس کا بھی پوری طرح خیال رکھا گیا ہے۔ اکثر مقالات پر عربی زبان کے واحد مونث کے صیغے کا ترجمہ دوسری زبانوں میں واحد مذکر اور جمع مذکر صیغوں میں ہی ہے۔ اس کے علاوہ ہر زبان میں صفت اور موصوف میں جو مقدم اور مؤخر کا فرق ہوتا ہے، ترجمہ میں اسے ہر جگہ اشاروں سے واضح کیا گیا ہے۔(۲۷)

۱۹۔تفسیر ''تنویر الایمان'' مولانا محمد عثمان نورنگ زادہ:

مولانا محمد عثمان نورنگ زادہ سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی میں اسلامیات کے ساتھ تھے۔ اپنے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت کے مشہور عالم، فقیہ اور مفسر گزرے ہیں۔ ترجمہ اور تفسیر آپ نے اپنے روحانی پیشوا پیر رشید الدین شاہ جھنڈے والے کی فرمائش پر لکھا۔ 25 پاروں کو مکمل کر سکے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے پوتے مولانا محمد نورنگ زادہ نے اسی طرز پر باقی کام مکمل کیا۔ آپ نے عالمانہ مقدمہ میں تلاوت قرآن کریم کے فضائل و مسائل، جمع و تدوین کی تاریخ اور اس پر وارد اعتراضات کے جوابات دیے ہیں۔ ہر سورت کا ترجمہ اور تفسیر بیان کی ہے۔ علم تفسیر کی روشنی میں ہر آیت کے شان نزول سے لے کر ناسخ و منسوخ آیات کی نشاندہی کی ہے۔ مولانا محمد عثمان کا یہ ترجمہ و تفسیر سندھی زبان میں ایک بہترین کاوش ہے۔ (۲۸)

۲۰۔ تفسیر مفتاح رشد اللہ قاضی فتح محمد نظامانی:

قاضی فتح محمد نظامانی اپنے وقت کے جید علماء میں سے تھے۔ پیر رشید الدین شاہ جھنڈے والے نے اپنے بیٹوں سید رشد اللہ شاہ، محمد امام شاہ کو دینی تعلیم دینے کے لئے پیر جھنڈو میں مقرر کیا۔ تفسیر مفتاح رشد اللہ پارہ 'الم' کا ترجمہ اور تفسیر ہے جو قاضی فتح محمد نے سید رشید الدین کی فرمائش پر لکھا تھا۔ ترجمہ اور تفسیر کی ترتیب وہی ہے جو دوسرے سندھی علماء کے تراجم میں نظر آتی ہے۔ (۲۹)

۲۱۔ تفسیر کوثر شاہ مردان شاہ مولانا محمد صدیق نورنگ پوتہ:

مولانا محمد صدیق نے سورۂ فاتحہ کا ترجمہ و تفسیر لکھا ہے۔ اس کے بعد ہر سورت کی آیت کا ترجمہ دے کر اس کی تفسیر بیان کی ہے۔ چونکہ "تفسیر کوثر شاہ مردان' انگریزوں کے ابتدائی زمانہ کی تفسیر ہے، اس لئے عبارت کا رنگ وڈھنگ متقدمین علماء والا نظر آتا ہے۔ مولانا محمد صادق نے آخوند عزیز اللہ مٹیاروی کے ترجمہ سے راہنمائی لی ہے، لیکن کافی جدت بھی پیدا کی ہے۔ سندھی نثر کی عبارت میں زیریں سندھ کا لہجہ استعمال کیا ہے۔ (۳۰)

یہ تفسیر پیر حزب اللہ شاہ پاگارہ کے حکم سے لکھا گیا ہے۔

ان تراجم و تفاسیر کے علاوہ بھی کئی مکمل یا نامکمل تراجم و تفاسیر سندھی زبان میں موجود ہیں، جن میں مولانا محمد فضل اور سید محمد فاضل شاہ کی تفسیر "فاضلین" مخدوم مہر و دل کی تفسیر "رغبۃ الطالبین"، قاضی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالکریم کی ''تفسیر کریمی''، مخدوم عبداللہ نرئی والے کی تفسیر ''احسن القصص''، مولانا محمد ادریس ڈاہری کی ''احسن البیان فی تفسیر القرآن''، مولانا محمد خان لغاری مرتضائی کی ''تفسیر ضیاء الایمان''، مخدوم محمد شفیع صدیقی کا ترجمہ وتفسیر پارہ الم، مولانا احمد نورنگ پوتہ کا پارہ ''عم'' کا ترجمہ وتفسیر بنام تفسیر احمدی، مخدوم اللہ بخش کھوڑوی کی ''تفسیر تسہیل القرآن''، مولانا عبدالخالق کنڈیاروں کی سورۃ کوثر کی تفسیر ''حیات ملت'' اور ''تفسیر معارف القرآن''، مولانا علی محمد مہیری کا سورۃ الفتح کا منظوم ترجمہ وتفسیر، فقیر ہدایت علی تارک کی ''آثار العرفان فی تفسیر الفرقان''، مولانا عبیداللہ سندھی کی ''تفسیر تمدن عرب، تفسیر جنگ انقلاب'' اور ''الہام الرحمٰن فی تفسیر القرآن''، مولانا عبداللہ کھڈہری کا ''بیان القرآن''، مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی کی ''روائع البیان فی تفسیر القرآن''، مولانا عبدالہادی جتوئی کی ''تفسیر عرفان القرآن'' مولانا عبداللہ چانڈیو کی ''الظہور فی تفسیر سورۃ النور'' مولانا رحیم بخش قمر لاکھو کی ''تفسیر خزائن الرحمٰن''، علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی کی تفسیر ''بدیع التفاسیر'' علامہ سید محبّ اللہ شاہ راشدی کی ''المنہج الاقوم فی تفسیر سورۃ مریم'' مولانا خیر محمد نظامانی کی تفسیر پارہ عم اور مولانا محدم عمر جونیجو کا پارہ عم کا ترجمہ ''مطالب القرآن'' شامل ہیں۔

ان کے علاوہ بعض اردو تراجم وتفاسیر کے سندھی میں تراجم کیے گئے ہیں، ان میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی تفسیر ''تفہیم القرآن'' کا سندھی ترجمہ از مولانا جان محمد بھٹو اور حکیم امیر الدین مہر، مولانا احمد رضا خان بریلوی کے کنز الایمان کا ترجمہ از مفتی عبدالرحیم سکندری، مولانا شبیر احمد عثمانی کی تفسیر عثمانی کا ترجمہ از مولانا محمد رمضان مہیری اور محرم علی ٹکڑ، مولانا عبدالستار دہلوی کے ''فوائد ستاریہ'' کا ترجمہ از مولانا امام الدین جونیجو، تفسیر ابن کثیر کا ترجمہ از انجینئر عبدالمالک میمن شامل ہیں۔ نیز مولانا عبداللہ تنیو، پروفیسر احمد علی انصاری، پیر عبدالوحید جان سرہندی، ڈاکٹر امیر الدین مہر، غلام مصطفیٰ دادوی، عبدالرؤف سومرو، مولانا محمد اکبر مری، مولانا اللہ نواز ہرل، مولانا محمد خان محمدی وغیرہ کے سندھی تراجم بھی قابل ستائش کاوشیں ہیں۔ (۳۱)

❀❀❀❀

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی وحوالہ جات

١: النحل

٢: بزرگ بن شہریار ''عجائب الہند'' لیدن، سید سلیمان ندوی ''عرب و ہند کے تعلقات'' 342، سید ابوظفر ندوی ''تاریخ سندھ'' 357

٣: آخوند عزیزاللہ ''ترجمہ قرآن کریم'' کریمی پریس بمبئی

٤: محمد صدیق نورنگ ''قرآن مجید مترجم ومحشی''، مطبع حسینی بمبئی

٥: مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی مقدمہ ''تفسیر ہاشمی'' ص 17

٦: سید تاج محمود امروٹی ''قرآن پاک مترجم'' تاج کمپنی لاہور، سید محمود شاہ بخاری ''وطن کی آزادی کا امام'' شہباز پبلی کیشن حیدرآباد

٧: سید تاج محمود امروٹی ''تذکیر المؤمنین فی تفسیر سورۂ یٰسین'' محمود المطابع امروٹ

٨: سید تاج محمود امروٹی ''نور الایمان فی تفسیر عروس القرآن'' محمود المطابع امروٹ

٩: قاضی عبدالرزاق ''قرآن مجید مترجم'' عباسی کتب خانہ کراچی

١٠: ایضاً قرآن کمپنی حیدرآباد سندھ

١١: ایضاً شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

١٢: ایضاً ''تفسیر معلم القرآن'' الوحید پرنٹنگ پریس کراچی

١٣: ایضاً ''تفسیر فتح الرحمٰن'' مدینہ دارالاشاعت کراچی

١٤: مولانا محمد مدنی ''قرآن مجید مترجم'' ایجوکیشنل پریس کراچی

١٥: ایضاً ''ترجمۃ القرآن مع تفسیر القرآن'' شیخ عبداللہ نومسلم کراچی

١٦: عبدالرحیم مگسی ''مقبول عام قرآن پاک مترجم'' صابر پریس کراچی

١٧: ایضاً ''دلائل الایمان بتفسیر القرآن'' قومی کتب خانہ کراچی

١٨: مولانا احمد ملاح ''نور القرآن'' مہران آرٹس کونسل حیدرآباد

١٩: عبدالعزیز عرب ''قرآن پاک مترجم'' مقبول عام کتب خانہ سکھر

٢٠: نور محمد عادل پوری ''قرآن پاک مترجم'' کریمی پریس لاہور

٢١: قاضی شرف الدین ''ترجمہ قرآن مجید'' مخطوط انسٹیٹیوٹ آف سندھالاجی، سندھ یونیورسٹی جامشورو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲: شاہ محمد پیرزادہ ''ترجمہ قرآن کریم'' چندن پریس حیدرآباد

۲۳: مولانا محمد عالم سومرو ''ترجمہ قرآن کریم'' قومی ہجرہ کونسل اسلام آباد

۲۴: مولانا عبدالغفور کھڈے والے ''ترجمہ قرآن مجید'' سندھ ماڈرن پبلشنگ ہاؤس کراچی

۲۵: علامہ علی خان ابڑو ''تفسیر المنیر'' سندھیکا اکیڈمی کراچی

۲۶: مولانا عبدالکریم قریشی ''ترجمہ قرآن الکریم'' اسریٰ فاؤنڈیشن حیدرآباد

۲۷: غلام اصغر ونڈیر ''ترجمہ قرآن کریم'' قرآن کونسل گڈو

۲۸: مولانا محمد عثمان نورنگ زادہ ''تفسیر تنویر الایمان'' محمد عظیم اینڈ سنز شکارپور''

۲۹: قاضی فتح محمد نظامانی ''مفتاح رشد اللہ'' زیب ادبی مرکز حیدرآباد

۳۰: مولانا محمد صدیق ''تفسیر کوثر مردان شاہ'' قرآن پریس حیدرآباد

۳۱: ڈاکٹر عبدالرزاق گھانگھرو ''قرآن مجید کے سندھی تراجم اور تفاسیر'' مہران اکیڈمی شکارپور

مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی ''مقالات قاسمی'' سیارہ ڈائجسٹ ''قرآن نمبر'' لاہور

فہرس المراجع والمصادر

☆ القرآن الکریم، کلام اللہ منزل من رب الرحیم

☆ ابڑو ''تفسیر المنیر'' سندھیکا اکیڈمی کراچی 1996ء

☆ آخوند عزیز اللہ ''ترجمہ قرآن کریم'' کریمی پریس بمبئی 1320ھ

☆ امروٹی تاج محمود سید (i) ''قرآن پاک مترجم'' تاج کمپنی لاہور (ii) ''تذکیر المؤمنین فی تفسیر سورۃ یٰسین'' محمود المطابع امروٹ 1901ء (iii) ''نور الایمان فی تفسیر عروس القرآن'' محمود المطابع امروٹ 1901ء

☆ بخاری محمود شاہ سید ''وطن کی آزادی کا امام'' شہباز پبلیکیشن حیدرآباد 1954ء

☆ پیرزادہ شاہ محمد ''ترجمہ قرآن کریم'' چندن پریس حیدرآباد 1947ء

☆ الرامہرمزی بزرگ بن شہریار ''عجائب الہند برہ و بحرہ و جزائرہ'' لیدن 1886ء

☆ سومرو محمد عالم ''ترجمہ قرآن مجید'' قومی ہجرہ کونسل اسلام آباد 1983ء

☆ عادل پوری نور محمد ''قرآن پاک مترجم'' کریمی پریس لاہور 1930ء

☆ عرب عبدالعزیز ''قرآن پاک مترجم'' مقبول عام کتب خانہ سکھر

☆ عبدالغفور مولانا کھڈہ والے ''ترجمہ قرآن مجید'' سندھ ماڈرن پبلشنگ ہاؤس کراچی

☆ قاسمی غلام مصطفیٰ مولانا (۱) ''مقدمہ تفسیر ہاشمی'' سندھی ادبی بورڈ جامشورو (۲) مقالات قاسمی

☆ قرآن نمبر سیارہ ڈائجسٹ لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ قاضی عبدالرزاق (1) ''قرآن مجید مترجم'' عباسی کتب خانہ کراچی 1968ء (2) ''قرآن مجید مترجم'' قرآن کمپنی حیدرآباد سندھ (3) ''قرآن مجید مترجم'' شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور (4) ''تفسیر معلم القرآن'' الوحید پرنٹنگ پریس کراچی 1947ء (5) ''تفسیر فتح الرحمٰن'' مدینہ دارالاشاعت کراچی 1954ء

☆ قاضی شرف الدین ''ترجمہ قرآن مجید'' مخطوط انسٹیٹیوٹ آف سندھالاجی جامشورو

☆ ریشی مولانا عبدالکریم ''ترجمہ قرآن کریم'' اسرار فاؤنڈیشن حیدرآباد 1996ء

☆ گھانگھرو عبدالرزاق ''قرآن پاک کے سندھی تراجم اور تفاسیر'' مہیران اکیڈمی شکارپور

☆ مدنی مولانا محمد (1) قرآن مجید مترجم ایجوکیشن پریس کراچی 1376ھ (2) ''ترجمۃ القرآن مع تفسیر القرآن'' شیخ عبداللہ نومسلم کراچی 1936ء

☆ مگسی عبدالرحیم مولانا (1) ''مقبول عام قرآن پاک مترجم'' صابر پریس لاہور 1358ء (2) ''دلائل الایمان بتفسیر القرآن'' قومی کتب خانہ کراچی 1947ء

☆ ملاح احمد مولانا ''نور القرآن'' مہران آرٹس کونسل حیدرآباد 1980ء

☆ ندوی سید سلیمان ''عرب و ہند کے تعلقات'' اردو اکیڈمی کراچی

☆ ندوی ابوظفر سید ''تاریخ سندھ''

☆ نورنگ زادہ محمد صدیق مولانا (1) ''تفسیر کوثر شاہ مردان'' قرآن پریس حیدرآباد 1963ء (2) ''قرآن مجید مترجم محشی'' مطبع حسینی بمبئی 1317ھ (3) ''تفسیر تنویر الایمان'' محمد عظیم اینڈ سنز شکارپور 1986ء

☆ نظامانی فتح محمد قاضی ''مفتاح رشد اللہ'' زیب ادبی مرکز حیدرآباد 1991ء

☆ ونڈیر غلام اصغر علی ''ترجمہ قرآن کریم'' قرآن کونسل گڈو 1996ء

❁❁❁❁

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پشتو زبان میں قرآن پاک کے تفاسیر وتراجم
6 منتخب تراجم وتفاسیر کا مختصر جائزہ

پروفیسر ڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء ☆

انسان کو کرۂ ارض پر بسانے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کی راہنمائی کا بندوبست بھی فرمایا۔ تاکہ وہ جادۂ حق سے نہ بھٹکے۔ اس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو اپنی ہدایات کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اور مختلف زمانوں میں مختلف اقوام کے پاس انہی کی زبان بولنے والے انبیاء ورسل بھیجے۔ یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتام پذیر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعث کے ساتھ ہی نبوت کا سلسلہ منقطع ہوا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی آخری آسمانی کتاب وقرآن مجید کی قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لیے منتخب کیا گیا۔

عربی زبان میں نازل کیے گئے قرآن کے مخاطب تمام انسان ہیں۔ اس کا پیغام آفاقی اور اس کی ہدایت بے مثل ہے۔ اس کی انہی خصوصیات کی وجہ سے یہ نہ صرف وادیٔ حجاز میں بسنے والے مقامی لوگوں کے لیے مشعل راہ تھا۔ جو نزول قران کے وقت زندہ تھے۔ بلکہ جوں جوں اسلام کی روشنی قرب و جوار میں پھیلتی گئی تو قرآن مجید کے درخت بار آور کے آثمار سے وہاں کے مکین بھی مستفید ہونے لگے۔ ابدی نور سے فیضیابی کا سلسلہ ہنوز جاری ہے اور یقیناً تا قیامت جاری رہے گا۔

جزیرۃ العرب کی حدود سے نکل کر جب دین اسلام غیر عرب اقوام کی سرزمین میں داخل ہوا۔ تو انہیں بھی قرآن کا پیغام سمجھنے اور اسے اپنی زبان میں ترجمہ کرنے کی ضرورت پیش آئی، اس لیے کہ یہ

☆ صدر شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف پشاور۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب اسلام کا دستور و آئین اور شریعت کا منبع ہے۔ اسے سمجھے بغیر قوانین کا نفاذ ممکن نہیں۔ ایک اسلامی معاشرہ تو کیا ایک فرد کی اسلامی طرزِ معاشرت کے لیے بھی قران کا سمجھنا ازحد ضروری ہے۔ انہی وجوہات کی بنا پر ہر زمانے کے کئی علماء کرام نے مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے کی کوشش کی ہے۔ اور مستقبل میں بھی یہ سلسلہ جاری رہے گی۔ (۱)

ترجمے کے حوالے سے، البتہ اس مسلمہ حقیقت کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ قرآن مجید کا کسی بھی زبان میں کوئی بھی ترجمہ، خواہ کتنی ہی محنت اور دقت نظر سے انجام پایا ہو، ان عظیم معانی کو کما حقہ ادا کرنے سے بہر حال قاصر رہتا ہے جو قرآن کریم کے معجزانہ متن کے عربی مدلولات ہیں، نیز یہ کہ ترجمہ میں جن مطالب کو پیش کیا جاتا ہے، وہ دراصل مترجم کی قرآن فہمی کا ماحاصل ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ ہر انسان کی طرح ترجمۂ قرآن میں بھی غلطی، کوتاہی اور نقص کا امکان باقی رہتا ہے۔ (۲)

پشتو تراجم وتفاسیر قرآن:

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پشتو زبان دنیا کی قدیم زبانوں میں سے ایک ہے۔ پختونوں کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ یہ من حیث القوم مسلمان ہیں۔ اس لیے اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ پشتو زبان کا دامن تراجم وتفاسیر قرآن سے خالی نہ ہوتا لیکن بدقسمتی سے متعدد تراجم وتفاسیر زمانے کے دست برد سے محفوظ نہیں رہے اور ہم تک پہنچ نہ سکے۔ (۳) دوسری بات یہ کہ انگریزوں کی آمد سے پہلے اور بعد میں بھی برصغیر پاک و ہند میں مقامی زبانوں کے ساتھ دفتری زبانوں کے ساتھ دفتری زبان فارسی تھی۔ اور عالم دین بننے کے لیے فارسی زبان وادب پر بھی عبور حاصل کرنا ضروری تھا۔ اس لیے علماء عموماً فارسی کی تفسیر، تفسیر حسینی اور اس طرح کی دیگر تفاسیر پڑھتے تھے۔ اور پشتو میں تراجم اور تفاسیر کی طرف کما حقہ توجہ نہ دے پاتے۔ اور جب پاکستان بننے کے لیے بعد اردو کو سرکاری اور قومی زبان کی حیثیت حاصل ہوگئی تو چونکہ ہر پختون آسانی سے اُردو بھی پڑھ سکتا تھا، اس لیے وہ شاہ القادر رحمہ اللہ، شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ اور اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے تراجم اور تفاسیر سے اپنی علمی تشنگی بجھاتے تھے۔ تاہم صوبہ سرحد، بلوچستان اور افغانستان میں ایسے لوگوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں تھی، جو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پشتو کے علاوہ کوئی دوسری زبان پڑھنے سے عاجز تھے۔ خصوصاً وہ پردہ نشین عورتیں جو باقاعدہ طور پر سکول کی تعلیم حاصل نہ کرسکیں، وہ اپنے گھروں میں اپنے بزرگوں یا محلے میں کسی بوڑھی عورت سے دینی مضامین پر مشتمل رشید البیان، نور نامہ اور جنگ نامہ وغیرہ منظوم کتابیں پشتو میں پڑھتی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ قرآن کا پشتو میں ترجمہ بھی پڑھتی تھیں جو ملا صاحب دار منگی نے کیا ہے۔ تاہم یہ دعویٰ کرنا مناسب نہ ہوگا کہ انیسوی صدی سے پہلے پشتو زبان میں قرآن کریم کی کوئی خاص خدمت نہیں ہوئی۔ جب کہ پوری کی پوری قوم مسلمان تھی اور علوم اسلامیہ کی تحصیل کا شوق عام تھا خصوصی طور پر علم فقہ کے جید علماء موجود تھے۔ اور یہ علماء قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر کی طرف بھی تھوڑی بہت توجہ دیا کرتے تھے۔(۵) اٹھارویں اور انیسویں صدیوں کے نصف اول میں پختونوں کا علاقہ ایک بڑے سیاسی بحران میں مبتلا تھا۔ یہ لوگ کبھی قبائلی خانہ جنگیوں میں مصروف رہے اور کبھی سکھوں کے سیلاب بلا کو بزور شمشیر روکتے رہے۔ ان مسلسل جنگوں میں عموماً سیاسی راہنمائی وہی حضرات ہوتے جو مذہبی پیشوا کہلاتے تھے۔ اس لیے جب دشمن غلبہ پاتا تو سب سے پہلے انہی علماء کا سرمایہ لٹتا اور ان کے گھر مسمار ہوتے، اس طرح کئی علمی ذخیر تباہ ہو گئے اور شاید اس لیے انیسویں صدی کے وسط تک متفرق سورتوں کے تراجم اور اکا دکا مکمل ترجمہ یا تفسیر کے علاوہ ہمیں زیادہ تعداد میں قرآنی تراجم وتفاسیر کا سراغ نہیں ملتا۔ غالباً اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ پختون قوم نسبتاً زیادہ قدامت پسند تھی۔ قرآن شریف کے بارے میں وہ حد درجہ محتاط تھے جس طرح شاہ ولی اللہ کی فارسی ترجمہ پر دہلی میں اودھ مچا اور لوگ ان کے قتل کے درپے ہو گئے اسی طرح انیسویں صدی کے اوائل میں جو آدمی بھی پشتو تفسیر اور ترجمہ لکھنے کی جرأت کرتا، نیم ملا قسم کے لوگ اس کی جان کے دشمن بن جاتے اور اسے لینے کے دینے پڑ جاتے۔ انیسویں صدی کے وسط میں اس علاقے میں ایک منظم حکومت قائم ہوئی اور سیاسی بحران ختم ہو گیا ہے۔ زندگی کی نئی قدریں سامنے خانے کھل گئے۔ ہندوستان کی طرف آمدورفت بڑھ گئی اور لوگوں کے ذہنوں میں ایک خوشگوار تبدیلی پیدا ہوئی۔ رفتہ رفتہ لوگوں نے محسوس کیا کہ ان کے پاس اپنی زبان میں کلام اللہ کا ترجمہ وتفسیر ہونی چاہیے تا کہ وہ اللہ کے احکامات کو آسانی سمجھ سکیں اور ان پر خاطر خواہ عمل کرسکیں۔ چنانچہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفتہ رفتہ پشتو میں قران مجید سے متعلق قابل قدر ذخیرہ جمع ہو گیا۔

ڈاکٹر ہدایت اللہ نعیم کی تحقیق کے مطابق سترھویں صدی عیسوی سے لے کر 1940 تک 39 مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے 123 تراجم لکھے گئے۔ 1986 تک ان کی تعداد 1200 تک جا پہنچی جو 76 مختلف عالمی اور قومی زبانوں میں لکھی گئیں۔ 1986 تک برصغیر پاک و ہند میں 12 مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے 252 تراجم (مکمل و نامکمل) منظر عام پر آئیں۔ (5) ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

بلوچی:	01
بنگالی:	50
انگریزی:	12
ہندی:	10
پشتو:	54
پنجابی:	15
سندھی:	10
اُردو:	100

مذکورہ زبانوں میں قدیم ترین تراجم کی تواریخ حسبِ ذیل ہیں: (6)

سندھی:	370ھ	مطابق	980ء
پشتو:	1093ھ		1679ء
اُردو:	1147ھ		1733ء(7)
بنگالی:	1247ھ		1828ء
ہندی:	1333ھ		1915ء
پنجابی:	بیسوی صدی کے اوائل		

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلوچی: 1392ھ 1972ء

مکمل پشتو تراجم وتفاسیر قرآن کی الف بائی ترتیب (۸)

سن طباعت	نام مترجم ومفسر	نام ترجمہ یا تفسیر	نمبر شمار
1994	مولانا عبدالسلام رستمی	احسن الکلام	1
1995	ڈاکٹر سعید اللہ جان (مازارہ)	اسباب تفسیر (ترجمہ تفسیر شاہ ولی اللہؒ)	2
9183	محمد افضل خان (شیخ شاہ پور)	افضل التراجم	3
غیر مطبوعی	حافظ ولی سید	انعام الرحمٰن	4
2007	تسنیم الحق کا کاخیل	ترجمہ تفسیر عثمانی	5
غیر مطبوع	مولانا عبدالجبار، باجوڑ	ترجمۃ القرآن	6
غیر مطبوع	حافظ لطف الرحمٰن ادینہ	ترجمۃ القرآن	7
1983تا2008	ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف	ترجمۃ القرآن الحکیم	8
1287ھ بھوپال	علمائے افغانستان و ہندوستان	ترجمہ قرآن مع فوائد	9
1975ء سے پہلے	مولانا عبدالحق داربنگی	ترجمہ قرآن	10
نامعلوم	ڈاکٹر حبیب الحق زروبی	ترجمہ قرآن مجید	11
تاج کتب خانہ، پشاور	ڈاکٹر محمد دین	تعلیم القرآن (قرآن مجید کا پشتو ترجمہ)	12
تاج کتب خانہ 2008	مولوی زاہدی احمد زئی	تفسیر ابن کثیر، تالیف امام عماد الدین	13
غیر مطبوع	مولانا سید انوار الحق کا کاخیل	تفسیر انوار القرآن	14
مکتبہ قرائت وتجوید، کوئٹہ	مولانا عبیداللہ قندھاری	تفسیر ایوبی	15

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

16	تفسیر بخاری	مولانا سید بادشاہ گل بخاری	1956
17	تفسیر بدر منیر (تفسیر حسینی کا پشتو ترجمہ)	دوست محمد خٹک	1873
18	تفسیر بیان القرآن المعروف تشریح القرآن	مولوی عبد الشکور طوروی	نامعلوم
19	تفسیر بینظیر مترجم	نامعلوم	1882
20	تفسیر تعلیم القرآن	مولانا شفیق الرحمٰن	مکتبہ الھدیٰ مردان
21	تفسیر تیسیر القرآن	شیخ القرآن مولانا محمد طاہر	غیر مطبوع
22	تفسیر جیبی	مولانا حبیب الرحمٰن	1963
23	تفسیر حسینی کا پشتو ترجمہ	میاں عبداللہ کاکاخیل	1330ھ۔لاہور
24	تفسیر خیر الکلام	مولوی امین اللہ	معراج کتب خانہ، محلّہ جنگی، پشاور
25	تفسیر فخر الاسلام	مولوی عبدالسلام، درگئی	زیب آرٹ پبلشرز، محلّہ جنگی۔ پشاور
26	تفسیر فوق الیسیر	مولانا عبید الحق داربنگی	1304ھ دہلی و لاہور
27	تفسیر فوق الیسیر	قاضی عبداللطیف گالوچ	1925
28	تفسیر قرآن مجید (شیخ الہند مولانا محمود الحسن و علامہ شبیر احمد عثمانی کا پشتو ترجمہ) المعروف بہ تفسیر کابل	پختو ٹولنہ کابل	1948-9144
29	تفسیر کشاف القرآن	حافظ ادریس	9161 (جلد اول) 1976 (جلد دوم)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

30	تفسیر لا مثال	عبداللہ فانی	معراج کتب خانہ قصہ خوانی بازار، پشاور
31	تفسیر مظاہری	عبدالعزیز مظاہر، طورو	غیر مطبوع
32	تفسیر معارف القرآن کا پشتو ترجمہ	پروفیسر ڈاکٹر قاضی مبارک، مولانا گل برخان، مولانا سیف الحنان موسی زئی	تاج کتب خانہ، محلّہ جنگی، پشاور
33	تفسیر نشر المرجان من مشکلات القرآن	محمد افضل خان	1403ھ
34	تفسیر وضاحت القرآن	مولانا سلطان محمود مردانی	نامعلوم
35	تفسیر یسیر	نامعلوم	1302ھ۔ دہلی/لاہور
36	تفسیر یسیر	مراد علی صاحبزادہ	1866
37	تفہیم القرآن مولانا ابوالاعلیٰ مودودی	قیام الدین کشاف، مولانا راحت گل	1989تا1980
38	تلاوت قرآن مشہور بہ تفسیر زبیدہ	مولانا امیر ترخوی	1968
39	جمال القرآن مولانا اشرف علی تھانوی	قاری عبدالعزیز	1943ء
40	جواہر القرآن، مولانا غلام اللہ خان	مولوی گل برخان	نامعلوم
41	جواہر القرآن مولانا غلام اللہ خان	مولانا عبدلمالک	کتب خانہ وحیدیہ، محلّہ جنگی پشاور 2008
42	خیر الکلام، پشتو ترجمہ	عبداللہ فانی	نامعلوم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

43	سراج القرآن	مولانا روح اللہ	نامعلوم
44	ضیاء الکلام	مولانا عبدالمستعان	ضیفی کتب خانہ، پشاور
45	عزیز التفسیر	مولانا عزیز احمد	نامعلوم
46	القرآن الحکیم (پشتو ترجمہ)	میاں فضل رازق کاکاخیل	نامعلوم
47	القرآن الحکیم (شاہ ولی اللہ کے ترجمے کا پشتو ترجمہ	نامعلوم	نامعلوم
48	القرآن المجید (مولانا اشرف علی تھانوی کے بیان الفرید کا پشتو ترجمہ)	مولانا عبدالرحیم	
49	قرآن مجید، تفسیر و ترجمہ	صدیق تخنین	9137¾1933
50	قرآن مجید مع منظوم پشتو ترجمہ	الحاج سید جعفر حسین شاہ تخوی نے	1968/حمیدیہ پریس پشاور
51	قرآن مجید مترجم پشتو مع حواشی	مولانا عبدالرحیم	1990
52	قرآن مجید مع تفسیر افضلیہ	مولانا رکن الدین	
53	قرآن مجید (ترجمہ مع تفسیر ودودی)	مولانا فضل ودود (پارہ 1 تا 18) مولانا گل رحیم اسماری (پارہ 19 تا آخر)	9153
54	قرآن مجید پشتو ترجمہ	مولانا محمد امین اضاخیل	نامعلوم
55	قرآن مجید، مولانا محمود الحسن و شبیر احمد عثمانی	وزارت اطلاعات و کلچر کابل	1929

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

56	قرآن مجید (ترجمہ شیخ الہند کا پشتو ترجمہ)	علی محمد	نامعلوم
57	قرآن مجید انگریزی ترجمہ وتفسیر، عبداللہ یوسف علی	صباح الدین کشکی	1965
58	قرآنی پلوشے	گل بدین حکمتیار	افغانستان
59	لغات القرآن، مولانا عبدالکریم ناگپوری	محمد عباس	نامعلوم
60	مخزن التفاسیر	مولانا محمد الیاس کوچانی	1855۔دہلی
61	مرشد الحیران، دروس شیخ القرآن محمد طاہر	مولانا احمد منیب وردگ	غیر مطبوع
62	مفتاح القرآن	ملا احمد تنگی	نامعلوم
63	معارف القرآن، مفتی محمد شفیع	محمد عباس	1993

چھ منتخب تفاسیر وتراجم کا مختصر جائزہ

1۔ تفسیر یسیر:

مؤلف: مولانا مراد علی ولد مولانا عبدالرحمٰن، ساکن کامہ، جلال آباد، افغانستان

ناشران: اسلامیہ کتب خانہ، قصہ خوانی بازار، پشاور، رحمان گل پبلشرز، ڈھکی نعل بندی، پشاور

تاریخ طباعت: 1891 (دوسری بار)

تفسیر یسیری پشتو زبان کی پہلی مکمل مطبوعہ تفسیر ہے۔ مولانا مراد علی صاحبزادہ نے اس کا آغاز 1282ھ میں کیا اور دو سال کے عرصے میں اس کی تکمیل کی۔

مولانا موصوف عربی، فارسی اور پشتو تینوں زبانوں کے ماہر اور ان میں ادیبانہ نظم ونثر لکھنے پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدرت رکھتے تھے۔اس کے ساتھ ہی آپ ایک وسیع حلقۂ معتقدین و مریدین بھی رکھتے تھے۔اس لیے آپ کی تفسیر بہت جلد مقبول ہوئی۔ زبان بہت عالمانہ اور کبھی کبھار مغلق کے حد تک مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے علماء کو اس کے مشکل عربی اور فارسی اصطلاحات کی شروحات لکھنی پڑیں۔ کچھ حضرات نے تشریحی حواشی کا اضافہ بھی کیا، بعد میں ظاہر ہونے والا یہ کام تیسیر الیسیر اور فوق الیسیر کے عنوانات سے منظر عام پر آیا۔

تفسیر یسیر کی مزید خصوصیا مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ مفسر آیات کا چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر کے ترجمہ وتفسیر کرتے جاتے ہیں۔

2۔ شان نزول آیات سے پہلے لکھتے ہیں۔

3۔ ترجمہ نیم لفظی محاورہ قسم کا ہے۔لہٰذا پڑھنے والا ترجمہ وتفسیر میں فرق نہیں کر سکتا ہے البتہ وہ قرآن حکیم کے حکیمانہ مفہوم کو ضرور اخذ کر لیتا ہے۔

4۔ زبان مشکل ہے اکثر مقامات پر مضاف الیہ مضاف سے پہلے ذکر کیا گیا ہے متردک الفاظ بھی پائے جاتے ہیں۔

تفسیر یسیر پر حافظ محمد ادریس جائزہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''تفسیر یسیر میں عربی اور فارسی زبان کی بہتاب ہے۔جس کا سمجھنا عوام کے لیے مشکل ہے۔اس لیے جس طبقہ میں یہ کتاب عام ہے وہ بھی اس کتاب سے کماحقہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ترجمہ کے علاوہ مفسر کے قلم پر ترجمہ کا طرز کچھ اس طرح چھا گیا ہے کہ وہاں اپنی آزاد عبارت بھی عربی نماترجمے کی طرح لکھتے رہے٭ اور یہی اس دور میں علماء کی مخصوص زبان تھی اور فضیلت کی نشانی سمجھی جاتی تھی۔''(۹)

مفسر نے اسرائیلیات کی روایت میں بھی فراخدلی دکھائی ہے۔مثال کے طور پر ایک جگہ لکھتے ہیں:

''روایت کی جاتی ہے کہ تمام روئے زمین کا ایک بادشاہ نمرود بن کنعان نام کا تھا۔جس کا پایا تخت بابل شہر تھا۔ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ بابل کی جانب سے ایک روشن ستارہ طلوع ہوا۔اتنا روشن کہ اس کے آگے سورج اور چاند دونوں کی روشنی ماند پڑگئی۔بادشاہ انتہائی گھبراہٹ کے عالم میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیند سے بیدا ہوا اور فوراً اپنی مملکت کاہنوں کو جمع کر کے ان سے پوچھا کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اسی سال بابل میں ایک لڑکا جنم دے گا جو آپ کی بادشاہی کو برباد کر کے رکھ دے گا۔"

اس تفسیر میں مروی احادیث کو مصادر اصلیہ سے لینے کا اہتمام بھی نہیں کیا گیا ہے ضعیف اور موضوع اقوال بھی پائے جاتے ہیں مصنف نے اس تفسیر کی تالیف میں بیضاوی، مدارک التنزیل، الوجیز، جلالین، تفسیر خازن اور دیگر کئی تفاسیر سے استفادہ کیا ہے۔

2۔ قرآن مجید (پشتو منظوم ترجمے کے ساتھ)

مترجم: الحاج سید جعفر حسین شاہ تخو نے

ناشر: حمیدیہ پریس، پشاور۔ 1968

قرآن مجید کا یہ مکمل منظوم ترجمہ اہل تشیع کے عالم الحاج سید جعفر حسین شاہ کا ہے۔ جس کا آغاز 1961 میں کیا گیا۔ اور 22 نومبر 1963 کو اس کی تکمیل ہوئی۔

مؤلف کے اپنے الفاظ کے مطابق: "پاکستان بننے سے پہلے یعنی انگریزی عہد حکومت میں سکولوں میں حاضر سے پہلے ایک نظم پڑھی جاتی تھی۔ جیسا کہ آج کل ہر سکول میں پاکستانی ترانہ گایا جاتا ہے۔ اس وقت کوئی باقاعدہ نظم مقرر نہیں تھی بلکہ ہر کوئی اپنی صوابدید کے مطابق چناؤ کرتا۔ اسی حوالے سے میں نے 1963 میں سورہ فاتحہ کا منظوم ترجمہ کیا جو ہمارے گاؤں کے سکول میں صبح کے وقت اسمبلی میں پڑھا جاتا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد یعنی 22 اگست 1955 کو صبح کے وقت جب میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا تو سورہ لقمان کی نصائح اور اخلاقی باتوں نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ اس کیفیت کو دل میں سموئے ہوئے میں اپنی مادری زبان پشتوں میں اسی سورۃ کریمہ کا ترجمہ کیا۔ کافی عرصے تک ترجمے کا خیال پھر سے میرے ذہن میں نہیں آیا۔ 1963 میں میری توجہ دوبارہ قرآن مجید کی چند چھوٹی سورتوں کا پشتوں ترجمہ کرنے کی طرف مبذول ہوئی اور میں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کا ترجمہ کیا میرا ہرگز یہ ارادہ اور خیال نہیں تھا کہ میں پورے قرآن مجید کا ترجمہ کرلوں گا یا کہ سکوں گا۔ اسی لیے میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمے کا آغاز سورۃ بقرہ سے نہیں بلکہ 30ویں پارے سے کیا۔ پھر جب جب مجھے موقع ملتا تو میں ترجمہ کر لیتا۔ اسی اثناء میں اُردو کی دو دو اور پشتو کی چند کتابیں بھی میرے زیرِ قلم تھیں۔ آخر کار جب اُردو کی آخری کتاب ''مومن'' کو اللہ کے فضل و کرم سے میں نے 5 جون 9163 کو مکمل کر لیا تو اس وقت تک میں کلام پاک کے پندرہ پاروں کا ترجمہ بھی مکمل کر چکا تھا۔ اس کے بعد میں مصمم ارادہ کر لیا کہ جب تک میں قرآن مجید کو مکمل طور پر پشتو نظم میں نہ ڈالوں، میں کویی اور کام نہیں کروں گا۔ چنانچہ اسی ترتیب سے میں پیچھے کی طرف آتا گیا تاآنکہ 5 رجب المرجب 1383ھ بمطابق 22 نومبر 1963 بروز جمعہ کو آخری سورۃ د، سورۂ بقرہ کا ترجمہ مکمل ہوا، والحمدللہ'' (10)۔

اس منظوم ترجمہ قرآن کی چند خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ اب تک کی معلومات کے مطابق یہ قرآن مجید کا پشتو زبان میں مکمل منظوم ترجمے کی پہلی اور آخری کوشس ہے۔

2۔ چونکہ یہ ترجمہ منظوم ہے۔ اس لیے مغلق اور عربی وفاسی الفاظ سے بھرپور ہے۔ مثال کے طور پر:

﴿والقٰنتین والقٰنتٰت والصٰدقین والصٰدقات﴾ کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے:

اور هم داسے قانتین او قانتات   او هر واړه صادقین او صادقات

پشتو زبان کی تنگی اور نظمی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مترجم نے ''قانتین اور صادقین'' کا پشتو ترجمہ نہیں دیا ہے بلکہ ہو بہو عربی الفاظ کو نقل کیا ہے۔

3۔ چونکہ نظم میں ردیف، قافیہ وغیرہ کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عربی قرآن کا دوسری زبانوں میں نثر میں منتقل کرنا بھی تقریباً ناممکن کام ہے تو پھر یہ کیونکہ ممکن ہو سکے گا کہ کوئی اسے اپنی تمام تر خوبصورتیوں کے ساتھ نظم میں ڈال دے۔ اس لیے واضح طور پر نظر آتا ہے کہ قران مجید کا زیرِنظر پشتوں منظوم ترجمہ الفاظ کے صحیح مفاہیم، عربی فصاحت و بلاغت کے امتیازات اور روانی و شستگی سے عاری ہے۔

4۔ قرآن مجید میں وارد تاکید اور حصر کا ترجمے میں خاص خیا نہیں رکھا گیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5۔ اس ترجمے کی خوبی یہ ہے کہ جتنی آیات کی کتابت صفحے پر کی گئی ہے، اسی صفحے پر نمبروں کے ساتھ ان آیات کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ جس سے قاری کو پڑھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

6۔ یہ محض تحت اللفظ اور حرفی ترجمہ ہے۔ قران متعلق دوسرے علوم (جیسے شان نزول، ناسخ و منسوخ وغیرہ) یا تفسیری و تشریحی حواشی نہیں دیے گئے ہیں۔

7۔ اس ترجمے میں پشتو املاء کی غلطیاں بھی نظر سے گزرتی ہیں، اور مبہم ترجمہ بھی سامنے آتا ہے، مثال کے طور پر: ﴿والفجر وليالٍ عشرٍ﴾

پــه صبی او ر فـجـر سـه دے قسم او پـه لسو شپو عشر سه دے قسم

مندرجہ بالا ترجمے میں املائی غلطی واضح طور پر نظر آتی ہے۔ ''صبی'' پشتو زبان کی ''سبا'' (صبح کا وقت) ہے جو ترجمے میں غلط لکھا گیا ہے۔ اصل میں یہ عربی کا لفظ ہے جس کے معنی بچے کے ہیں۔ اور مترجم نے اسے ''سبا'' یعنی صبح صادق کے لیے استعمال کیا ہے۔

8۔ مسلکی طور پر امامیہ شیعہ ہونے کے باوجود بھی مترجم نے تعصب سے کام نہیں لیا ہے اور ترجمے میں حقیقت پسندی کو ترجیح دی ہے۔

خلاصہ یہ کہ قرآن کریم کا ترجمہ نثر میں کرنا ایک انتہائی کٹھن اور مشکل کام ہے مگر مترجم نے اسے پشتو نظم میں پیش کر کے یقیناً ایک بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

3۔ قرآن کریم کے معانی اور تفسیر کا پشتو ترجمہ (کابی تفسیر)

مترجمین: مجموعہ علمائے افغانستان و ہندوستان

ناشر: مجمع الملک فہد، مدینہ منورہ تاریخ طباعت: 1414ھ بمطابق 1994

افغانستان اور صوبہ سرحد میں بڑی بڑی قد آور علمی شخصیتیں ہو گزری ہیں۔ جنہوں نے انتہائی بے سروسامانی کی کیفیات اور معاشی تنگ دستی کے باوجود تعلیم و تعلّم اور تصنیف کے سلسلے کو آگے بڑھایا ہے۔ اور دن رات ایک کر کے ارشادات الٰہی اور احادیث رسول ﷺ کو پھیلانے کا مبارک سلسلہ جاری رکھا ہے۔ اس طرح چراغوں سے چراغ جلتے رہے ہیں اور روشنیوں کی تقسیم ہوتی رہی ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تسلسل میں ایک عظیم اور قابل ستائش جدوجہد ان علمائے افغان کی ہے۔ جنہوں نے ہندوستان کے دو مشہور علمائے کرام شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی اور علامہ شبیر احمد عثمانی کی اُردو تفسیر کو(1944 تا 1948)ٹھیٹ قندھاری پشتو لہجے میں منتقل کیا۔ اس تفسیر کی اب تک کئی طباعتیں منظر عام پر آئی ہیں جہاں تک اس کی پہلی طباعت کا تعلق ہے تو وہ عمدہ کاغذ پر آہنی حروف کے ذریعے عمل میں لائی گئی ہے۔ جو چار ہزار صفحات پر محیط ہے۔ یہ پشتو ترجمہ براہِ راست عربی سے نہیں بلکہ اُردو ترجمے سے کیا گیا ہے لہٰذا کئی پیچیدگیوں کا باعث بنا ہوا ہے۔ فارسی اور عربی کے ثقیل الفاظ سے لبریز ہے۔ اکثر مقامات پر مضافات الیہ مضافا سے پہلے لایا گیا ہے۔ جس سے کبھی کبھار قاری کو سمجھنے میں دشواری پیش آتی ہے۔

اتحاد اسلامی افغانستان نے اس ترجمے کو 9181 میں جیبی ضخامت میں نئے عنوان (تفسیر کابلی۔ شیخ الہند) کے نام سے شائع کر کے اس کا انتساب شہداء کی مقدس روحوں کا نام کیا ہے۔

1414ھ بمطابق 1994ءکو سلك فهد ، خادم اطريمين الشريفين کی ہدایات کی روشنی میں وزارت برائے اسلامی امور، سعودی عرب نے اس ترجمے کا انتخاب کر کے اسے پشتو دان قارئین کے استفادہ کے لیے دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔ اس ترجمے اور تفسیر کی طباعت کی سعادت مدینہ منورہ میں قائم مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف کو حاصل ہوئی ہے۔

اس ایڈیشن میں اس بات کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے کہ پرانے ترجمے میں موجود مشکل، ثقیل اور متروک الفاظ کو قوسین میں مترادفات کے ذریعے واضح کیا جائے۔ یہ دقیق علمی خدمت پشتو زبان کے ماہر سید عبید اللہ شاہ کو رابطہ عالم اسلامی، مکۃ المکرّمہ کی طرف سے سونپی گئی تھی۔ جس نے اسے بطریق احسن انجام دیا تاہم اس کوشش کے باوجود بھی عام قاری کے لیے اس کا سمجھنا مشکل ہے، اس لیے کہ افغانی پشتو لہجے اور صوبہ سرحد میں عمومی طور پر بولے جانے والے یوسف زئی لہجے واضح فرق پایا جاتا ہے :افغانی پشتو پر عربی اور دری کے گہرے نقوش پائے جاتے ہیں جب کہ صوبہ سرحد کے پشتو لہجات انگریزی اور اُردو کلمات کی کثرت کی وجہ سے اصلیت سے دور ہو رہے ہیں۔ اس فرق کو سمجھنے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے تفسیر کابلی میں وارد چند کلمات کا یوسف زئی پشتو لہجے کے ساتھ تقابلی مطالعہ ملاحظہ فرمائیے

افغانی پشتو لہجہ/لفظ	یوسفزئی پشتو لہجہ/لفظ	اُردو مفہوم٦
تاسی	تاسو	آپ/تم
ھغو	ھغہ	ان
پند	نصیحت	نصیحت
پسہ	گڈ	دنبہ
کرنت	زمیداری	کاشتکاری
ویالی	ولے	نہریں
لیارہ	لارہ	راستہ
لومڑے	اول	پہلا
جلا	جدا	جدا/الگ
راباسی	راوباسی	نکالتا ہے
ددی لہ املہ	پہ دے وجہ	اسی وجہ سے
ژر	زر	بہت جلد
گرد	ٹول	سارے کے سارے
سنڈہ	غاڑہ	کنارہ
گوخی کیدل	تیریدل	گزرنا
ثابتان پہ سختیوکِ	پہ سختے کِ صبر کوونکی	سختی میں صبر کرنے والے

اسی بنا پر تفسیر کابلی افغانی لہجہ بولنے والے پٹھانوں کے لیے بڑی کارآمد ہے لیکن صوبہ سرحد کے شمالی اضلاع میں رہنے والے پختونوں کے لیے اس سے استفادہ اب بھی بہت مشکل ہے، تاہم صحیح فکر اور اعلیٰ نکات کی بنا پر اس تفسیر کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4۔ تفسیر کشاف القرآن:

مؤلف: پروفیسر حافظ محمد ادریس ایم اے فاضل ڈابھیل، مولوی، فاضل، منشی فاضل، ادیب فاضل

پبلشر: یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور

پروفیسر حافظ محمد ادریس پشاور یونیورسٹی میں شعبہ عربی کے چیئرمین تھے۔ مرحوم اکتوبر 1965ء میں اس جہاز کے حادثہ میں شہید ہوئے تھے جس میں ملک کے 127 نامور علمائے کرام اور سکالرز قاہرہ جارہے تھے۔ جہاز کے اترنے میں چند ہی منٹ باقی تھے کہ یہ حادثہ پیش آیا۔ حافظ صاحب کی زندگی میں کشاف القران کی پہلی جلد شائع ہوچکی تھی۔ جلد دوم کا مسودہ بریف کیس میں رکھ کر اپنے ساتھ قاہرہ لے جا رہے تھے تاکہ فارغ اوقات میں مسودے کی تصحیح اور نظر ثانی کر سکیں جب حادثے میں سارے مسافر شہید ہوئے اور جہاز راکھ کا ڈھیر بن گیا تو یہ قرآن پاک کا معجزہ تھا کہ یہ مسودہ بالکل محفوظ رہا۔ حافظ صاحب کی شہادت کے بعد یونیورسٹی بک ایجنسی، خیبر بزار، پشاور اس کو شائع کیا۔

پشتو زبان میں سب سے آسان و بامحاورہ ترجمہ وتفسیر حافظ محمد ادریس کا ہے۔ جو دو جلدوں میں کشاف القرآن کے نام سے شائع ہو چکا ہے حافظ ضلع مردان کے ایک گاؤں طورر کے رہنے والے تھے۔ اور یوسف زئی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ یوسف زئی قبیلہ کو پشتو زبان کی فصاحت و بلاغت میں اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ حافظ محمد ادریس نے انتہائی آسان، سادہ، شستہ اور بامحاورہ زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر کر کے اپنی قوم پر بڑا احسان کیا ہے۔ ان کے قول کے مطابق ان کا ترجمہ ''آسان اور عام فہم ہے تاکہ عوام الناس اس سے مستفید ہوسکیں۔ یہ ترجمہ کیا جائے تو پشتو بولنے والے تمام افراد اس سے استفادہ نہیں کرسکیں گے۔ نہ ہی ہمارا ترجمہ بلکل بامحاورہ ہے۔ اس لیے کہ ایسا کرنے سے مترجم اصل الفاظ کے مدلولات سے بہت دور چلا جاتا ہے۔ اور قرآن مجید کے حوالے سے مجھے یہ بات مناسب نہیں لگتی۔ اس ترجمے میں میں نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی رحمہ اللہ کا اقتدا کیا ہے جتنی تقدیم اور تاخیر انہوں نے مناسب سمجھی ہے، تقریباً اتنی ہی میں نے بھی کی ہے۔''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید خصوصیات:

۱۔ تفسیری حصے میں صرف ان مباحث کے گرے کھولنے کی کوشش کی گئی ہے جو براہِ راست قرآن مجید سے متعلق ہیں۔

۲۔ صرف ضروری شان نزول دیئے گئے ہیں۔

۳۔ کہیں کہیں ربط آیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۴۔ اسرائیلیات سے احتراز کیا گیا ہے اور جگہ جگہ ان کی تردید کی گئی ہے۔

۵۔ بعض مشکل الفاظ کے معنی اور بعض ترکیبوں کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔

5۔تفسیر احسن الکلام:

مؤلف: شیخ القرآن والحدیث مولانا عبدالسلام رستمی

طباعت: پشاور 1994

متأخرین یا معاصر علماء میں مکمل مستند پشتو ترجمہ اور تفسیر شیخ عبدالسلام صاحب کا ہے۔ آپ شیوخ التفاسیر مولانا حسین علی، مولانا غلام اللہ خان اور مولانا محمد طاہر رحمھم اللہ کے شاگرد ہیں۔ آپ کی تفسیر میں متقدمین اور متأخرین کی خوبیوں کا امتزاج پایا ہے گویا پھولوں کا ایک گلدستہ ہے۔ جو علمائے کرام اور عوام الناس دونوں کے لیے یکساں مفید ہے یہی وجہ ہے کہ یہ تفسیر بہت مقبول ہے اور ہر صاہِ علم اور اس کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ تفسیر میں صحیح مستند روایات کا حوالہ دیا گیا ہے اسرائیلی روایات اور بے بنیاد واقعات سے مکمل طور پر اجتناب کیا گیا ہے۔ اور یہی قرآن پاک کا اسلوب ہے کہ ہر جگہ پر تصورتو حید حکمرانی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ تفسیر احسن الکلام کو پشتو تفاسیر کا دائرۃ المعارف کہا جائے تو جا نہ ہو گا۔ اس تفسیر میں جو خوبیاں اور محاسن ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں کیونکہ مؤلف خداد صلاحیتوں کے مالک ہیں بعد میں پشتو زبان میں تراجم وتفاسیر لکھنے والے یقیناً احسن الکلام سے استفادہ کریں گے۔

شیخ القرآن مولانا عبدالسلام رستمی سے پہلے انہی کے خاندان سے تعلق رکھنے والے ایک اور بزرگ مولانا حبیب الرحمٰن نے بھی تفسیر حبیبی کے نام سے پشتو میں ایک ضخیم تفسیر لکھی ہے۔ جس میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے مصر کے مشہور مفسر قرآن شیخ رشید رضا کی تفسیر المنار سے کافی استفادہ کیا ہے لیکن اس کی زبان اتنی سادہ، آسان اور رواں نہیں، جتنی کہ احسن الکلام کی ہے۔

مزید خصوصیات:

۱۔ یہ تفسیر توحید و سنت کی روشنی میں قرآن مجید کی ترجمان ہے۔

۲۔ یہ غلط عقائد، بدعات، رسوم و رواج کی نشاندی کرتی ہے اور ان کو واضح کرنے کے لیے عمیق بحث کرتی ہے۔

۳۔ سورتوں کے مختلف ثابت ناموں کی وضاحت کرتی ہے۔

۴۔ تمام سورتوں کے درمیان ربط اور مناسبات کو بیان کرتی ہے اور کئی مقامات پر آیات کے درمیان ربط کو بھی زیر بحث لاتی ہے۔

۵۔ ہر سورت کی ابتدا میں اس کا اجمالی خلاصہ دیا گیا ہے اور پھر اسی سورت کے مختلف ابواب بنا کر مضامین کے تفصیلی خلاصے کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں۔

۶۔ مفسرین کے اقوال بیان کرنے کے بعد مفسر اپنا ترجیحی قول پیش کرتا ہے۔

۷۔ صرف اشد ضرورت کی بنا پر اسباب نزول ذکر کیے جاتے ہیں۔ عام رواج کے مطابق ہر آیت کا سبب نزول ذکر کرنے سے اجتناب کیا گیا ہے۔

۸۔ یہ تفسیر مشکلات القرآن کے حوالے سے مناسب بحث کرتی ہے اور ان کا مختصر حل پیش کرتی ہے۔

۹۔ بعض لغوی نکات اور فوائد کا ذکر بھی ملتا ہے۔

۱۰۔ عقیدے کے لحاظ سے انتہائی ضروری مسائل (مثلاً: صفاتِ باری تعالیٰ، مسئلہ جبر وقدر، عصمت انبیاء اور حیات برزخ وغیرہ) کی وضاحت کے لیے اسی طرح معاشرے میں موجود بدعات و محدثات کی بیخ کنی کے لے مسئلہ حیلہ، عبادات پر اجرت لینا، سحر، تقلید، وسیلہ سماع موتی وغیرہ جیسے مسائل کی مناسب اور مفصل تشریح کی گئی ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6۔ترجمہ قرآن حکیم:

مترجم: ڈاکٹر ابوسلمان سراج الاسلام حنیف

ناشر: دارالقرآن والسنہ، ہوتی (شہباز گڑھی) مردان

مولانا ڈاکٹر ابوسلمان سراج الاسلام حنیف راقم السطور کے بڑے بھائی ہیں اور اللہ کے فضل وکرم سے علمی دنیا میں ایک ابھرتے ہوئے متعصب محقق اور باعمل کی حیثیت سے شہرت رکھتے ہیں۔ ابھی آپ کی قلم سے دو درجن کے قریب مؤلفات منظر عام پر آ چکی ہیں جن میں سے تیرہ منتخب علمی مکتوبات، قاموس الکتاب، اللباب وفی تاویل الفاظ اشکلت الکتاب اور معرفت علوم حدیث کی کئی طباعتیں ختم ہو چکی ہیں۔ ان کے قران مجید کا زیر تبصرہ ترجمہ انہوں نے والد بزرگوار رحمہ اللہ کے ایماء پر 1983ء میں شروع کیا تھا۔ آپ تک 28 پارے بحمد اللہ شائع ہو چکے ہیں۔ بقیہ 2 پارے بھی بہت جلد منظر عام پر آ جائیں گے یہ ترجمہ عوام وخواص دونوں میں کافی مقبول ہو رہا ہے اور خصوصاً نوعمر بچے اور بچیاں اس سے کافی استفادہ کر رہے ہیں۔

خصوصیات:

ا۔ یوسف زئی پشتو لہجے میں لکھا گیا یہ ترجمہ تحت اللفظ نہیں ہے بلکہ مفاہیم قرآن کو سلیس اور عام فہم انداز میں پیش کرنے کی ایک اچھی کاوش ہے۔

۲۔ روانی، سلاست، شستگی اور سادہ انداز میں مشکل الفاظ کی وضاحت اس ترجمے کی خاص خصوصیات ہیں۔

۳۔ مترجم نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ لفظ کی رعایت کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور قران کریم میں وارد اصطلاحات کی مختلف تعبیرات کو قاری کو اس کے مادری زبان میں ذہن نشین کر دیا جائے۔

۴۔ یہ ترجمہ بلا مبالغہ بے جا ایجاز واطناب سے پاک اور قرآنی روح کے مطابق ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مترجم کی عربی زبان پر مکمل عبور حاصل ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ قرآنی علوم سے شناسا اور ترجمے وتفسیر کے لیے دیگر ضروری علوم سے واقف ہے۔

۵۔ فی الحال اس ترجمے کی طباعت انتہائی معمولی کاغذ پر علیحدہ پاروں کی صورت میں کی گئی ہے۔ جسے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاتب سے لکھوایا گیا ہے۔ قرآنی آیات کے متن کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے کے ترجمے کو اس کو بعد درج کیا گیا ہے۔ اس ترجمے کی کمپیوٹر پر لکھائی اور طباعت (Computerized Version) سے اس کی خوبصورتی مزید بڑھ جائے گی اور اس کے ساتھ مختصر حواشی اور وضاحتی نوٹس کا اضافہ تو یقیناً اسے چار چاند لگا دے گا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی وحوالہ جات

ا: مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیں: محمد عبداللہ منہاس، '' قرآن مجید کے تراجم مغربی اور مشرقی زبانوں میں'' سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر) جلد دوم (صفحات: 603 تا 608)، مولانا عبدالماجد دریا آبادی، '' قرآن مجید کے انگریزی تراجم''، سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر) جلد دوم (صفحات: 611 تا 616) ڈاکٹر مولوی عبدالحق،'' پرانی اُردو میں قرآن مجید کے تراجم، اور تفاسیر''، سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر) جلد دوم، (صفحات: 617 تا 626)، حافظ محمد ادریس، '' پشتو ادب میں تفاسیر کا ذخیرہ'' سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر) جلد دوم) صفحات: (627-633)، محمد سلیم، '' سندھی زبان میں قرآن مجید کے تراجم اور تفاسیر''، سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر) جلد دوم (صفحات: 635-638)

۲: کیا قرآن کا ترجمہ ممکن ہے؟ اس بحث پر مطالعے کے لیے دیکھیے: ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین، قرآن حکیم کے اُردو تراجم (تاریخ۔تعارف۔تبصرہ تقابلی جائزہ (صفحات: 69-75)

۳: محقق زلمے ہیوادمل کے مطابق پشتو زبان میں قرآن مجید کے جزوی تراجم کا ثبوت گیارہویں صدی عیسوی سے ملتا ہے پشتو ادب کے کئی ماہرین نے مسجع عبارات میں قرآن مجید کے بعض سورتوں اور آیتوں کے ترجمے لکھے۔ 12 ویں صدی اور بعد کے ادوار میں اس میں مزید اضافہ ہوا۔ دیکھیے: سرمحقق زلمے ہیوادمل، دپختو نثرلنۂ سوہ کالہ '' پشتو نثر کے آٹھ سو سال'' (صفحات: 442-460)

۴: مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: حافظ محمد ادریس: پشتو ادب میں تفاسیر کا ذخیرہ۔ سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر) جلد دوم (صفحات: 627-633)

۵: دیکھیے ہدایت اللہ نعیم Islamic Literaturer in Pashto پی ایچ ڈی مقالہ (1986)، ایریا سٹڈی سنٹر (سنٹرل ایشا) پشاور یونیورسٹی (صفحات: 1-25)

۶: ایضاً (صفحہ 3)

۷: ڈاکٹر صالح عبدالحکیم کی تحقیق کے مطابق قرآن مجید کا سب سے پہلا اردو ترجمہ 1087ھ بمطابق 1676ء میں عبدالصمد بن عبدالوہاب خان نے لکھا۔ دیکھیے: قرآن حکیم کے اُردو تراجم۔ (صفحہ 82-83)

۸: اس چارٹ کی تیاری میں مندرجہ ذیل مقالات استفادہ کیا گیا ہے۔

i۔ پروفیسر عارف نسیم '' پشتو میں دینی ادب '' (صفحات: 217-228) در: صوبہ سرحد پر پہلی لسانی اور ثقافتی کانفرنس کے مقالات کا مجموعہ منعقدہ 29، اپریل 1986ء (ترتیب و تدوین) پروفیسر محمد نواز طائر، پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1986ء

ii۔ زلمے ہیوادمل: دپختو نثراتۂ سوہ کالہ (صفحات:442-459)

iii۔ ڈاکٹر ہدایت اللہ نعیم:Islamaic Literature in Pashto۔ پی ایچ ڈی مقالہ 1986 ایریا سٹڈی سنٹر، پشاور (صفحات I-25)

iv۔ ڈاکٹر شاہجہان: پرپختو نثرکس دمطبوعہ جمویوہ تنقیدی مطالعہ (پشتو نثر میں مطبوعہ تراجم کا تنقیدی مطاطع پی ایچ ڈی مقالہ 2000، شعبہ پشتو۔ پشاور یونیورسٹی (صفحہات:23-33)

v۔ حافظ محمد ادریس: پشتو ادب میں تفاسیر کا ذخیرہ، سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر) جلد دوم (صفحات:627-633)

vi۔ ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن: علمائے سرحد کی تصنیفی خدمات۔

xi۔ حافظ محمد ادریس: پشتو ادب میں تفاسیر کا ذخیرہ (صفحہ 629)

x۔ الحاج سید جعفر حسین شاہ، قرآن مجید مع منظوم پشتو ترجمہ۔

مصادر و مراجع

☆ سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر) جلد دوم، پیراڈائز سبسکرپشن ایجنسی، فاطمہ جناح روڈ کراچی سن اشاعت نا معلوم ڈاکٹر صالح عبدالحکیم شرف الدین، قرآن حکیم کے اُردو تراجم (تاریخ تعارف۔تبصرہ تقابلی جائزہ)، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی نمبر 1، سن اشاعت نا معلوم

☆ زلمے ہیوادمل: دپختو نثراۃ سوۂ کالہ رحمت پرنٹر لاہور، 1996

☆ پروفیسر محمد نواز طاہر، (ترتیب و تدوین): صوبہ سرحد پر پہلی لسانی اور ثقافتی کانفرنس کے مقالات کا مجموعہ منعقدہ 29 اپریل 1986ء، پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی، 1986ء

☆ ڈاکٹر ہدایت اللہ نعیم:Islamaic Literature in Pasto پی ایچ ڈی مقالہ 1986 ایریا سٹڈی سنٹر، پشاور

☆ ڈاکٹر شاہجہان: پہ پختو نثرکس دمطبوعہ ترجمویوہ تنقیدی مطالعہ (پشتو نثر میں مطبوعہ تراجم کا تنقیدی مطالعہ) پی ایچ ڈی مقالہ (2000)، شعبہ پشتو، پشاور یونیورسٹی

☆ ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن علمائے سرحد کی تصنیفی خدمات، فرنٹیر پبلشنگ کمپنی، اُردو بازار، لاہور۔

❀❀❀❀

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلوچی اور براہوئی میں
قرآن حکیم کے تراجم اور تفاسیر

پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر ☆

میاں حضور بخش جتوئیؒ (1) مولانا محمد فاضلؒ درخانی کے مدرسہ درخانہ سے فیض یاب ہو کر علاقہ سنی (ضلع کچھی) کے ایک چھوٹے سے گاؤں ''تائب'' میں ایک دینی مدرس کی حیثیت سے رہنے لگے۔ ابتدائی حالات اس طرح ہیں کہ حضرت مولانا محمد فاضلؒ درخانی جب تبلیغ کے باعث اس بے نام قصبہ ''تائب'' میں آئے تو یہاں کے لوگ دینی اعتبا سے قطعی نابلد تھے۔ مولانا موصوفؒ نے یہاں تبلیغ کی اور ان کے مثاثر کن وعظ کے نتیجے میں قصبہ کے لوگوں میں ایک بڑی اکثریت نے نصیحت حاصل کی اور اپنی بداعمالیوں سے تائب ہوئے، چنانچہ مولانا صاحبؒ نے اسی نسبت سے اس قصبے کا نام ''تائب'' رکھا اور میاں حضور بخش کو مدرس مقرر کیا۔ جنہوں نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ علاقہ بھر کے لوگ ان سے مستفیض ہوئے۔

مشنریوں کے خلاف مولانا محمد فاضلؒ درخانی کے مشن کو آگے بڑھانے اور بلوچ حلقوں تک پہنچانے میں آپ کا بہت اہم کردار ہے۔ مولانا حضور بخشؒ کی شاعری سے متعلق مولوی عبدالباقی درخانی نبیرہ نے حضرت محمد فاضلؒ درانی سے روایت کی ہے کہ جب قصبہ ''تائب'' کے باشندے دیندار بن گئے تو قرب و جوار کے لوگوں نے ان پر طنزیہ اشعار کہے اور ہر محفل میں طنزیہ اشعار کے ذریعے انہیں رسوا کرنے لگے۔ اہل تائب اس صورت حال سے بہت سرگراداں ہوئے۔ مولانا حضور بخش نے ایک

☆ 276۔اے او بلاک III سٹیلائٹ ٹاؤن، کوئٹہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاقات میں مولانا محمد فاضل سے اس کا تذکرہ کیا انہوں نے فرمایا کہ ان کے طنزیہ اشعار کا جواب آپ بھی اشعار میں دیں تو مولانا جتوئی نے عرض کیا کہ مجھ میں شاعری کی صلاحیت نہیں اگر ایسا ہوتا تو یقیناً میں ان کا جواب دیتا۔ چنانچہ اس موقع پر مولانا فاضلؒ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے دعا بارگاہ ایزدی میں قبول ہوئی۔ اگلے روز مولانا جتوئی اشعار کہیں لگے۔ اور جب مخالفین سے آمنا سامنا ہوا تو وہ مات کھا گئے اور بعد میں اس حد تک خائف ہوئے کہ ہمیشہ کے کئے خاموشی اختیار کر لی۔

بعدازاں مولانا حضور بخشؒ نے اس جذبہ کو تصنیف و تالیف کے اصلاحی کام پر لگا دیا، چنانچہ ان کی تصانیف میں اکثریت منظوم تراجم کی ہے۔ ایک قادر الکلام شاعر کی حیثیت سے انہوں نے بعض دینی کتب کا بلوچی میں منظوم ترجمہ کیا ہے، ماہرین کہتے ہیں کہ انہوں نے ترجمے کا حق ادا کیا ہے۔ بلوچی زبان میں دینی کتب کی بہت کمی تھی جسے مولانا جتوئی کی کتب نے پورا کر دیا۔

مولانا حضور بخش جتوئی کا عظیم ترین کارنامہ قرآن مجید کا صاف و شستہ بلوچی میں ترجمہ ہے، جو آج تک متداول ہے۔

مولانا موصوف نے مشہور درسی کتاب قدوری کا عربی سے بلوچی میں ترجمہ کیا۔ شمائل شریف جو عربی میں ہے اس کا بلوچی میں منظوم ترجمہ کیا۔ اسی طرح خلاصہ کیدانی، منیۃ المصلی، روضۃ الاحباب اور حکایت الصادقین جو عربی زبان کی مستند درسی کتب ہیں مولانا موصوف نے انہیں بلوچی میں ترجمہ کیا۔

1۔ نغمہ کوہسار، ص 177-178۔

قرآن مجید بزبان بلوچی:

مترجم: مولانا میاں حضور بخش جتوئی (اپنے دور کے جیّد عالم اور بہت بڑے شاعر تھے چالیس کے قریب تصانیف، اکثر بلوچی میں منظوم تراجم، بعض دینی کتب کا بلوچی میں منظوم ترجمہ کیا، شاعی خاص دینی و مذہبی نغمہ کوہسار، عبدالرحمٰن غور، کوئٹہ 1968ص ص 177،178 کتب کی فہرست مولانا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالباقی درخانی مرحوم نے 1993ء میں ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی کو مہیا کی تھی۔ بلوچستان میں دینی ادب، خطی، ص ص 622 تا 2287) قرآن مجید کا یہ پہلا بلوچی ترجمہ ہے جو جمادی الاوّلیٰ 1326ھ/1908ء میں مکمل ہوا اور 1329ھ/1911ء میں ہندوستان سٹیم پریس لاہور میں چھپ کر ڈھاڈر بلوچستان سے شائع ہوا۔ صفحات 1224 ترجمہ کے وقت مترجم کے پیش نظر شاہ ولی اللہؒ (1176ھ/1762ء) شاہ رفیع الدین (1233ھ/1818ء) اور شاہ عبدالقادر (1230ھ/1814ء) کے تراجم قرآن پاک تھے۔ اُن کے مطالعہ کے بعد آپ نے مغربی بلوچی میں یہ ترجمہ کیا۔ ماہرین کی رائے میں مولانا جتوئی نے اپنا جداگانہ انداز اپنایا۔ اور اس کا مکمل طور پر پتہ نہیں چلتا کہ متذکرہ بالا تراجم سے استفادہ کیا گیا ہے۔

سورۂ یٰسں بزبان بلوچی:

مترجم: مولانا حضور بخش جتوئی، سن طباعت و اشاعت اور پریس کا نام تحریر نہیں کیا گیا۔ عربی متن کے ساتھ بلوچی ترجمہ بین السطور دیا ہے اور زبان نہایت سلیس ہے۔ اس کا ہدیہ ایک روپیہ ہے۔

تبارک الذی بزبان بلوچی:

مترجم: مولانا حضور بخش جتوئی، اس کا ذکر فہرست کتب مکتبہ درخانی ڈھاڈر 1948ء میں ہے، اور ہدیہ پانچ روپیہ درج ہے۔ عربی متن ساتھ بلوچی ترجمہ بین السطور میں چھپا ہے۔

قرآن مجید (بلوچی ترجمہ وتفسیر):

مترجم ومفسر: قاضی عبدالصمد سربازی ومولانا خیر محمد ندوی بلوچ۔ قرآن مجید کے اس بلوچی ترجمہ کے لیے خان تلات میر احمد یار خان مرحوم نے 1355ھ/اگست 1936ء میں کہا تھا، قاضی عبدالصمد سربازی پانچ سال میں صرف انیس پاروں کا ترجمہ اور پہلے پارے کی تفسیر تحریر کر سکے، عدلیہ کی ذمہ داریوں کی وجہ سے وہ اس اہم کام کو مکمل کر سکے۔ بعد کے گیارہ پاروں کا ترجمہ مولانا خیر محمد ندوی بلوچ (بلوچی کے مشہور ومعروف ادیب، مدیر ماہنامہ سوخات بلوچی، کراچی نے کیا۔

یہ درحقیقت شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی 8369 تا 1949ء کی تفسیر کا بلوچی ترجمہ ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتدا کے چند صفحات پیش لفظ اور مترجمین کے احوال زندگی اور دیگر معلومات کے لیے وقف کیے گئے ہیں۔ مولانا اختشام الحق آسیا آبادی نے اسے بڑے اہتمام سے اعلیٰ کاغذ پر آفست کی طاعت اور ریگزین کی خوبصورت جلد کے ساتھ الجعیۃ المرکزیۃ الدعوۃ الاسلامیہ پنجگو اور جعیۃ انصار ترتیب کی جانب سے پیش کیا ہے اسے اسحاقیہ پرنٹنگ پریس کراچی نے طبع کیا۔ اس بلوچی ترجمہ وتفسیر کے بارے میں روزنامہ جنگ کراچی (جمعہ ایڈیشن 21 فروری 1987ء نے لکھا تھا کہ

''بلوچی بولنے والے ایسے لوگ جو دوسری زبانوں سے نا آشنا ہیں۔ اُن کے لیے یہ ترجمہ وتفسیر نصیحت سے کم نہیں ہے۔ وہ اس کے مطالعہ سے قرآنی احکامات وتعلیمات سے آگاہ ہوتے ہوئے خدا کے آخری پیغام کو سمجھ سکتے ہیں۔ اور اس پر عمل کر کے اپنی دنیا اور آخرت سنوار سکتے ہیں۔

تفسیر القرآن (بلوچی (پہلا پارہ الم):

مفسر: قاضی عبدالصمد سربازی (1902ء 13 ستمبر 1975ء 6 رمضان المبارک 1395 سب سے پہلے آیت کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد اُس کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ قاضی عبدالصمد سربازی کو سابقہ ریاست قلات کے محکمہ کی ذمہ داریاں سونپی گئیں، اس لیے وہ زیادہ ہی معروف ہو گئے۔ چنانچہ اس پہلے پارے کے ترجمہ وتفسیر کو مولوی خیر محمد ندوی بلوچ نے مرتب کیا اور محرم الحرام 1403ھ/1986ء میں پاک نیوز ایجنسی تربت حکمران نے اسحاقیہ پرنٹنگ پریس جونا مارکیٹ کراچی میں چھپوا کر شائع کی۔ یہ تفسیر 87 صفحات پر مبنی ہے۔

ذکری فرقہ کے متعلق آپ کی دو کتابیں (ارمضان ذگریان۔ کراچی، 1357، 1938ء تیسرا اسلام ہر کھور ذگریاں۔ کراچی 1357ھ/1838ء) میں شائع ہوئیں۔ آپ کی ایک اور کتاب فتح مبین 1975ء میں چھپی (کچکول (بلوچی) الحال مولوی خیر محمد بلوچ ندو، کراچی 1978ء ص 71) دیوان سربازی (ترتیب وتدوین: عبدالستار عارف قاضی) 1405/1984 میں کراچی سے چھپا۔

قرآن مجید ترجمہ وتفسیر (قلمی بلوچی):

مترجم ومفسر: مرزا فیض اللہ خان یوسف زئی (1906۔ 11 اکتوبر 1981ء وطن مالوف دالبندین ضلع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ بلوچستان) اپنی زندگی میں صرف تین پاروں کا مکمل ترجمہ وتفسیر لکھ سکے جن کا مسودہ طاہر محمد خان ایڈووکیٹ (سابق وزیر اطلاعات حکومت پاکستان) کوئٹہ کے پاس موجود ہے۔ ان تین پاروں میں سب سے پہلے آیت کا بلوچی ترجمہ ہے اور حاشیہ میں مختصر تفسیر بلوچی ہے۔ آپ کے زیر مطالعہ کون کونسی تفاسیر ہیں۔ اس کا ذکر موجود نہیں، ماہرین فن نے آپ کے انداز ترجمہ وتفسیر کو سراہا ہے۔

قرآن مجید (ترجمہ وتفسیر بلوچی کلی مکمل):

مترجم ومفسر: الحاج عبدالقیوم بلوچ ایم۔ اے (انگریزی) ایل ایل بی 8 اگست 1925 کو پنجگور مران ڈویژن بلوچستان میں پیدا ہوئے آپ کے والد بزرگوار کا نام شیر محمد ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں موسیٰ الاشعری کی فتح کے وقت حکمران آئے تھے۔

قرآن مجید کا بلوچی زبان میں ترجمہ اور تفسیر مکمل کر چکے ہیں، اشاعت کا بندوبست کر رہے ہیں۔ آپ نے 19 اپریل 1997ء کو مجھے لکھا ہے ''اب مسودہ عزت اکیڈمی پنجگور کے پاس ہے۔ وہ سیپارہ سیپارہ مولوی مولا بخش صاحب کو معائنہ اور ایڈیٹنگ کے لیے دے رہے ہیں۔ محترم سید فصیح اقبال ریٹائرڈ سینٹر نے اپنے فنڈ سے اس کی اشاعت کی خاطر ایک لاکھ روپیہ اکیڈمی مذکور کو دے رکھا ہے۔''

آپ کی بعض دوسری کتابیں جیسے بلوچی بومیاں (بلوچی گائیڈ، کوئٹہ 1964 ضخامت میگزین سائز 144 صفحات۔

رسول اللہ ﷺ پھکیں زند (رسول پاک ﷺ کی پاک زندگی کوئٹہ 198056 صفحات۔

نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک بلوچستان میں ڈاکٹر انعام الحق کوثر کوئٹہ 1983ء ص 380، 381

حاجی عبدالقیوم بلوچ، صلاح الدین مینگل، مشرق کوئٹہ 26 جولائی 1980ء،

بلوچستان میں اُردو، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، لاہور 1968، راولپنڈی 1986ء 1994ء ص 583

حاجی عبدالقیوم بلوچ کا خط میرے نام مؤرخہ 19 اپریل 1997ء سرور کونین ﷺ کی مہک بلوچستان میں، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ 1997ء ص 389۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید مترجم بزبان براہوئی:

مترجم: علامہ محمد عمر دین نوری

ناشر: مکتب درخانی، خاھا دڑ، بلوچستان، مطبع: ہندوستان اسٹیم پریس، لاہور کاغذ، کتابت و طباعت: عمدہ قیمت ہدیہ بغیر قیمت، سن اشاعت: بار اول 1334ھ/1916 سن اشاعت دوم: 1404ھ /1983: زیر اہتمام ادارہ تہذیب وتمدن اسلامی جامعہ اسلامیہ، اسلام آباد، تقسیم کنندہ: براہوئی اکیڈمی، کوئٹہ۔

علامہ محمد عمر دین پوری(1) مستونگ (قلات ڈویژن) کے قبیلہ پندرانی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد عطا محمد بھیڑ بکریوں کے مالک تھے، اس لیے آپ نے اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں بھیڑ بکریاں چرانا نہیں چاہتا تھا بلکہ جب بھی فرصت ملتی تو کلام پاک کا درس لیتے۔ چونکہ انہیں فہم وادراک کا وافر حصہ ملا تھا اس لیے تھوڑی مدت میں مولانا ڈاہی مرحوم کی شاگردی میں قرآن مجید ختم کیا۔ اس وقت آپ کی عمر پندرہ برس کی تھی۔ اب آپ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے مولانا عبدالغفور ہمایونی کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے اور تین برس کے عرصے میں کتب متداول کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ بعدازاں آپ کا شوق بڑھتا گیا اور تحصیل علم کی خاطر کہیں اور جانے کے لیے سوچنے لگے۔

اس وقت ڈھاڈر (قلات) میں قصبہ درخان کا مدرسہ مشہور تھا۔ آپ نے یہاں مولانا محمد فاضل کے چچا زاد بھائی اور شاگرد مولانا عبدالحی کے آگے زانوئے تلمذ طے کیا۔ استاد نے آپ کی خداداد قابلیت کا اندازہ لگایا اور آپ کو براہوئی زبان میں کتابیں تصنیف وتالیف کرنے کے لیے آپ نے استاد کی سرپرستی میں اس اہم ترین کام کا بیڑہ اٹھایا۔ اس سے متاثر ہو کر وڈیرہ نور محمد بنگلزئی نے 1332ھ/1913ء میں براہوئی زبان وادب کی ترقی کے لیے تین ہزار روپے دیے جو تصنیف وتالیف کے سلسلے کی پیشرفت میں ممد ومعاون ثابت ہوئے۔

علامہ محمد عمر دین پوری بیک وقت مصنف، مبلغ، مترجم، مفسر، مؤلف اور فنکار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک علمی سیاسی کارکن بھی تھے۔ وہ نظم ونثر دونوں پر یکساں طور پر حاوی تھے، آپ نے انچاس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب براہوئی زبان میں تصنیف و تالیف کیں اور اس اعتبار سے وہ براہوئی کے سب سے بڑے مصنف ہیں۔ آپ کے بعض مسودات ومخطوطات بھی محفوظ ہیں، جو ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کا براہوئی زبان میں ترجمہ ہے۔ جس کی شستگی کی تعریف کی گئی ہے۔

1877ء (2)1294ھ میں انگریزوں کا کوئٹہ پر قبضہ ہوا۔ اور اس کے بعد انگریزی فتوحات کا سیلابی عمل بلوچستان کے اطراف واکناف کو اپنی لپیٹ میں لیتا گیا کوئٹہ پر انگریزی قبضہ کے بعد جونہی انگریزوں کو بلوچستان کی صورت حال پر قدرت حاصل ہوگئی تو عمل نفوذ کے ساتھ تبلیغ بھی شروع ہوا اور یہی ان کی یلغار کا دوسرا دور تھا۔ چنانچہ عیسائی مبلغین براہوئی علاقوں میں مصروف عمل ہو گئے۔ ان کا ایک زبردست قائد ریورینڈٹی۔ جے ایل میئر تھا۔ جو برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی سے متعلق تھا۔ وہ سالہا سال تک براہویوں سے آزادانہ گھلا ملا رہا ہے اور پھر اس نے تین حصوں میں، اے براہوئی ریڈنگ بک، رومن حروف میں لکھی جو 7۔1906ء میں لدھیانہ میں چھپی ۔ اس کا پہلا حصہ ابتدائی معلومات اور آسان مضامین پر مشتمل ہے۔ دوسرا حصہ نسبتاً مشکل مضامین پر اور تیسرا حصہ ایک ناولچہ ہے۔ جس میں ایک براہوئی عوام سے براہِ راست گھل مل کر انہیں زور جواہرات اور اختیار و اقتدار کا چسکا ڈال کر عیسائی تعلیمات کا قائل و عامل کروا دیا جائے تاکہ غیر ملکی انگریز حکموت اور براہوئی عوام میں کوئی فاصلہ نہ رہے اور کسی مدافعت مخالفت کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔

چنانچہ اس کتاب کے ہر حصے کے آخری صفحہ پر یہ عبارت مرقوم ہے۔

Dedicated to thosed servants of Christ Whose high priviledge it may be to evangelize the Brahvei Peopele the near

"یہ کتاب ،حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان پیروں کے نام منسوب ہے، جن کو یہ عظیم سعادت نصیب ہوسکتی ہے کہ وہ مستقبل قریب میں براہوئی لوگوں کو عیسائی بنالیں۔"

ان مشنریوں نے 1907 میں انجیل کا براہوئی ترجمہ بھی شائع کر دیا تھا۔ مولانا عمر دین پوری کا ترجمہ قرآن حکیم (کل صفحات 1438) 1334ھ/1915ء میں طبع ہوکر براہویوں کے لیے ڈھال بن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔

انگریزوں کے خلاف ملک بھر میں جدوجہد جاری تھی۔ مولانا محمد عمر اس سے لاتعلق نہ رہے اور مولانا عبیداللہ سندھی سے رابطہ قائم کیا۔ انہوں نے آپ کو دعوت عمل دی۔ دور ہنگامہ خیزیوں کا تھا۔ سارا ملک انقلابی نعروں سے گونج رہا تھا انگریز خلافت اسلامیہ کے خاتمہ کے درپے تھے ترکی ''مرد بیمار'' مشہور ہو چکا تھا۔ اس پر آشوب موقع پر علی برادران نے تحریک خلافت کا نعرہ بلند کیا۔ موالات کی تحریک سے مولانا محمد عمر دین پوری نے صرف نظر نہ کیا۔ وہ مرد میدان ثابت ہوئے اور مولانا عبیداللہ سندھی کی تحریک کو لبیک کہتے ہوئے افغانستان جا پہنچے۔ جب تحریک خلافت ختم ہوئی تو واپس لوٹے۔

واپسی پر جیکب آباد کے قریب ایک بستی ''دین پور'' بسائی اور وہیں تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں مصروف تبلیغ و تلقین رہے۔ آپ کے درجنوں رفیق کار تھے اور ارادتمندوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ آپ نے 1368ھ/1948ء میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ آپ کے ایک لخت جگر مولانا عبداللطیف آپ کے سامنے اللہ کو پیارے ہوئے۔ دوسرے فرزند مولانا محمد شریف بھی زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکتے، البتہ آپ کی صاحبزادی مائی تاج بانوں نے تصنیف و تالیف کے ذریعے آپ کا مشن جاری رکھا۔

مکتبہ درخوانی کے اس وقت کے مہتمم اور عالم دین مولانا عبدالحی نے اپنے نامور شاگرد رشید، مدرس اور مبلغ حضرت مولانا علامہ محمد عمر دین پوری کو قرآن مجید کا براہوئی زبان میں ترجمہ کرنے کا حکم دیا۔ جسے جناب عمر دین پوری نے دن رات ایک کر کے ترجمہ کر ڈالا۔ 1915ء میں یہ ترجمہ مکمل ہوا(3) قرآن مجید کے براہوئی ترجمے کی پہلی بار اشاعت کی سعادت بلوچستان کے مخیّر اور دین دار بزرگ وڈیرہ حاجی نور محمد خان بنگزئی کو نصیب ہوئی۔ جنہوں نے اس ترجمہ کی چھپائی کے اخراجات اپنے ذمہ لیے اور یوں یہ ترجمہ 1334ء میں خیر و خوبی سے شائع ہوا۔ جسے ازاں بعد براہوئی قوم میں بلا قیمت تقسیم کیا گیا۔

پہلی اشاعت کے ایک طویل عرصے بعد اس ترجمہ کے نسخے کم یاب ہو گئے تھے۔ لہٰذا اس ترجمے کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوبارہ اشاعت کو قومی ہجرہ پروگرام کے تحت منظور کر لیا گیا اور اشاعت کا کام ادارۂ تاریخ وتہذیب وتمدن اسلامی کے ذریعۂ پایہ تکمیل کو پہنچا۔(4) براہوئی زبان وادب کے فروغ کے لیے قائم کی گئی براہوئی اکیڈمی، کوئٹہ نے نے پہلی اشامت کا کم یاب اور نایاب نسخہ مہیا کیا۔ جسے ہجر کمیٹی کے لائے اور مخلص صدر جناب اے کے بروہی کی سرپرستی اور ادارۂ تاریخ وتہذیب وتمدن اسلامی کے نگران جناب نبی بخش بلوچ(5) کی نگرانی اور سربراہی میں دوبارہ ما معنی عکس شائع کیا گیا۔

خصوصیات:

قرآن مجید بزبان براہوئی، علامہ محمد عمر دین پوری کی ایک اہم اور قابل ذکر کاوش ہے۔ براہوئی زبان میں یہ قرآن مجید کا اولین ترجمہ ہے بعض دوسرے تراجم اور تفسیر کے علاوہ فاضل مترجم نے یہ ترجمہ خاص طور پر شاہ ولی اللہ (6) کے فارسی ترجمہ ''فتح الرحمٰن'' شاہ رفیع الدین (۷) کے اردو ترجمہ ''توضیح البیان'' اور شاہ عبدالقادر (8) کے اُردو ترجمہ موضح القرآن کو سامنے رکھتے ہوئے کیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے پیش نظر نذیر احمد کا ترجمہ بھی تھا۔(9)

ان تراجم کے علاوہ حضرت علامہ مولانا محمد عمر دین پوری نے جن مصادر مراجع سے مدد لی ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔(10)

1۔ تفسیر عباسی

2۔ تفسیر جلالین از علامہ جلال الدین سیوطی رجلال الدین محلی

3۔ تفسیر مدارک التنزیل از ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی 710ھ

4۔ تفسیر خازن

5۔ تفسیر المعالم التنزیل از ابو محمد حسین رکن الدین بن مسعود بغوی م 516ھ

6۔ تفسیر بیضاوی از قاضی امام ناصر الدین ابو سعید عبداللہ بن عمر

7۔ تفسیر منثور از علامہ جلال الدین سیوطی

8۔ تفسیر حسینی از ملا حسین واعظ کشفی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9۔ جامع البیان از ابو جعفر محمد بن جریر الطبری

مترجم کا انداز سادہ اور سلیس ہے۔ اس ترجمہ کے دوران قرآن پاک کے کئی تراجم عمر دین پوری صاحب کے زیر مطالعہ رہے، لیکن انہوں نے اس ترجمہ میں کسی ایک مترجم یا مفسر کا اتباع نہیں کیا بلکہ ان سب کے مطالعہ کے بعد انہوں نے براہوئی زبان میں قرآن مجید کا بامحاورہ ترجمہ کیا ہے۔ ترجمے کا انداز نہایت شستہ اور دلچسپ ہے اور اس میں سلامت اور روانی کا بھرپور مظاہرہ کیا گیا ہے۔

سورۂ ناس کے بعد آٹھ صفحات میں علامہ محمد عمر دین پوری نے عربی، فارسی اور براہوئی زبانوں میں اپنے اس عظیم کام کی تکمیل پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کیا ہے کہ جس نے اپنے ایک عاجز بندے سے اس قدر بڑا کام لیا اور اپنے اس پورے کام کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔ ان صفحات میں انہوں نے عربی اور فارسی میں اس ترجمے کی فہرست اور رموز اوقاف کے متعلق دیگر ضروری معلومات بیان کی ہیں۔

ترجمے میں عربی متن میں سورتوں کے آغاز میں ان کے مکی یا مدنی ہونے کا ذکر موجود ہے۔ آیات ورکوعات کی تعداد کا ذکر موجود ہے لیکن ہر آیت کا نمبر الگ الگ نہیں ہے جس سے قاری کو یہ اندازہ نہیں ہوتا ہے کہ سورت کی کون سے آیت کا مطالعہ کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ عربی متن میں کچھ مقامات پر اغلاط بھی ہیں جس کی تصیح ہجرہ کمیٹی کے تحت شائع ہونے والے قرآن مجید میں بھی نہیں ہے،

مثلاً: سورۂ الحشر کی آیت نمبر 7 فَانْتَهَوْا کو فَانْتَهُوْ تحریر کیا ہے۔(11)

نمونہ کلام:

ذیل میں اس قرآن مجید میں سے چند آیات اور ان کا ترجمہ بطور نمونہ پیش کیا جا رہا ہے۔

سورۂ آل عمران

براہوئی متن:

سورة آل عمران مدینه ٹی بسن و هدا دُصد آیت و بیست رکوع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُردو ترجمہ: سورۂ آل عمران مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں دو سو آیات اور بیس رکوع ہیں۔آیت نمبر 132۔132

﴿ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ٥ وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ٥ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ٥ ﴾

براہوئی ترجمہ:

وفرمان هلب خدانا و پیغمبر نا پیغمبر ناتانكك نمیا رحم كننگ و شتابی كب بخشیشاء ربنا تنا وبهشتاء ك پهناد انا دهنك اسمانك و ڈغار تیار كننگان پر هیز گا تك o و متوس حكمئی خدانا تهقیقی خدا هر گڑاء چائك اك خرچ كر سكهٹی وڈك ٹی وشف شار غصه و معاف كر بند غاتیان وخداست تك بحسان گروكات o واك هراو ختاك كر بے حیائیس یا ظلم كر تینیاء یاد كرر خداء گڑا بخشش خواهار گناه تك تنا ودرك بخشك گناه ت مگر خداo

’’اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو لوگ آسانی اور سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔‘‘

تبصرہ:

ان آیات کا ترجمہ مولانا محمد عمر دین پوری نے بڑے ہی دلنشیں انداز میں کیا ہے۔ ان میں بہت ہی عام فہم اور سادہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ جس سے ایک عام براہوئی خوان واقف ہے اور اس کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفہوم بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ان کو پڑھنے کے بعد مزید تشریح اور وضاحت کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

3۔ مولانا محمد عمر دین پوری، قرآن مجید بزبان براہوئی، ص:1433

4۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر، پاکستانی کی علاقائی زبانوں کا علاقائی ادب، ص:108

5۔ مشہور محقق اور مؤرخ، جو فارسی، عربی اور سندھی کے بہت بڑے عالم تھے۔صوبہ سندھ کے ضلع سانگھڑ میں 1917 کو پیدا ہوئے۔ فارسی، عربی اُردو اور سندھی میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔ ادارۂ تحقیقات اسلامی اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی سے وابستہ رہ چکے ہیں(اُردو جامع انسائیکلو پیڈیا، ص ر لاہور 1987ء

6۔ دہلی میں 1176 بمطابق 1702ء کو پیدا ہوئے۔حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ کے صاحبزادے تھے۔ برصغیر میں قرآن مجید کا سب سے پہلے فارسی میں ترجمہ کیا۔آپ بہت بڑے عالم دین تھے اور کئی متنوع موضوعات کی کتابیں لکھیں۔حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنے دور کے مجدد تھے، آپ کی حجۃ اللہ البالغہ، الفوز الکبیر اور شرح موطأ قابل ذکر ہیں۔ (سید قاسم محمود اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص1424)

7۔ شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے ہیں۔20 برس کی عمر میں مفتی اور مدرس کا منصب سنبھالا اور کم وبیش 20 کتابیں لکھیں ۔ انہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا۔(سید قاسم محمود اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص904)

8۔ شاہ ولی اللہ کے تیسرے صاحبزادے ہیں علم فقہ وحدیث میں کمال حاصل تھا۔شاہ عبدالقادر پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن پاک کا اُردو میں با محاورہ ترجمہ موضع القرآن کے نام سے کیا۔) سید قاسم محمود اسلامی انسائیکلو پیڈیا، ص:974)

9۔ مولانا محمد عمر دین پوری قرآن مجید بزبان براہوئی، ص:1433)

10۔ عبدالفرید بروہی، براہوئی زبان میں اسلامی ادب، قلمی، اسلام آباد، 5-2004 ص:72

11۔ مولانا محمد عمر دین پوری، قرآن مجید بزبان براہوئی ص:1298

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12۔ آل عمران: 132-134

13۔ مولانا محمد عمر دین پوری، قران مجید بزبان براہوئی، ص: 157

مفتاح القرآن فی براھی اِللّسان

مُفسر: علامہ محمد عمر دین پوری آپ نے قرآن مجید کے مندرجہ ذیل پاروں کی تفاسیر تحریر کیں۔

1۔ تسیر الم (پارہ 1)	مطبع رفاہ عام لاہور	1926/1345	120 صفحات
2۔ سیقول (پارہ 2)	ایضاً	ایضاً	120 صفحات
3۔ تلک الرسل (پارہ 3)	ایضاً	1923/1347	120 صفحات
4۔ لن تنالوالبر (پارہ 4)	ایضاً		120 صفحات
5۔ والمحصنات (پارہ 5)	ایضاً		120 صفحات
6۔ وقال الذین (پارہ 19)	ایضاً		84 صفحات
7۔ قال فما خطبکم (پارہ 27)		ایضاً	120 صفحات
8۔ تبارک الذی (پارہ 29)		ایضاً	184 صفحات
9۔ پارہ عم (پارہ 30)		ایضاً	120 صفحات

ان سب تفاسیر کی کتابت مفسر نے خود کی ہے۔ یہ سب سے پہلے آیت اور اس کا ترجمہ، پھر شان نزول اور اُس کے بعد آیت کی تفسیر لکھی ہے۔ جس کے لیے مفسر نے لفظ خلاصہ استعمال کیا ہے۔ یہ براہوئی زبان میں قرآن مجید کی پہلی تفسیر ہے۔ مگر افسوس زندگی نے وفانہ کی اور آپ پورے قرآن پاک کی تفسیر تحریر نہ کر سکے۔

مفسر ایک جید عالم تھے۔ اس لیے ناقدین کے رائے میں تفسیر عالحانہ رنگ کی مظہر ہے۔

(بلوچستان میں دینی ادب، (قلمی) ص181)

عبدالفرید بروہی، براہوئی زبان میں اسلامی ادب، قلمی ص: 118، 119۔ تفسیر مفتاح الجیان از مولانا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد عمر دین پوری۔

پارہ عم بزبان براہوئی:

مترجم: علامہ محمد عمر دین پوری، اس کا ذکر فہرست کتب مکتبہ دُرخانی ڈھاڈر (بلوچستان) 1948ء میں موجود اور ہدیہ پانچ روپیہ درج ہے۔ پارہ عم کا یہ جدا براہوئی ترجمہ دستیاب نہیں ہو سکا۔

سورہ مُلک بزبان براہوئی:

مترجم: علامہ محمد عمر دین پوری اس کا ذکر فہرست کتب مکتبہ دُرخانی ڈھاڈر (بلوچستان) 1948ء میں کونوداور ہدیہ پانچ روپیہ تحریر ہے۔ سورۂ ملک کا یہ الگ براہوئی ترجمہ دستیاب نہیں۔

القرآن الحکیم و ترجمہ معانیہ الی اللغۃ البراھو ئیۃ:

مترجم: عبدالکریم مرادعلی لہڑی اثری، کتابت: نعمت اللہ بن مولوی محمد سعید (وڈ)

ناشر: مجمع خادم حرمین شریفین فہد ین عبدالعزیز آل سعود المدینہ المنورہ سعودی،

کتابت: بہترین، طباعت، اعلی، کاغذ، اعلی

قیمت: بلا قیمت، ہدیہ منجانب مجمع فہد ین عبدالعزیز

صفحات: 797 سال طباعت: 1992¾ھ/1413ء

مختصر حالات زندگی، مولوی عبدالکریم مرادعلی لہڑی اثری:

مولوی عبدالکریم کا تعلق بلوچستان کے ضلع خضدار کے علاقہ وڈھ(1) سے ہے۔ ابتدائی تعلیم وہیں سے حاصل کی۔ آج کل جامعہ علوم الاسلامیہ مدینہ منورہ میں شعبہ عقیدہ میں درس و تدریس اور معلّمی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، موجودہ دور میں مولوی عبدالکریم لہڑی کا براہوئی زبان میں ترجمہ قرآن دنیا میں سب سے زیادہ پڑھایا جانے والا ترجمہ ہے۔ جس میں انہوں نے بڑی محنت سے قرآن مجید کا عام اور آسان زبان میں ترجم کیا ہے۔ براہوئی زبان میں اس ترجمہ کی طباعت اور اشاعت کی سعادت شاہ فہد بن عبدالعزیز کو حاصل ہوئی ہے۔ مجمع ملک فہد بن عبدالعزیز، خادم حرمین شریفین کا اولین مقصد قرآن پاک کی مختلف زبانوں میں اشاعت وطباعت ہے۔ اس مقصد کے حصول

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے مجمع فہد اور رابطہ عالم اسلامی نے باہمی تعاون اور مدد سے دنیا بھر کے ممتاز علماء کے توسط سے مختلف زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم اور تفاسیر کیں۔ تاکہ عالم اسلام میں بسنے والے مسلمان قرآن مجید کی تلاوت کر کے اس کے ترجمہ اور مفہوم سے آگاہ ہوں اور قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کر کے دنیا اور آخرت کی سعادت حاصل کریں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

((اِنَّمَا الْمُؤْ مِنُوْنَ اِخْوَةٌ .)) (1)

''ترجمہ: بے شک تمام مسلمان مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

اسی سوچ کے پیش نظر قرآن مجید کا براہوئی زبان میں ترجمہ شیخ عبدالکریم مراد علی لہڑی کے ذریعے کروایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ترجمہ کا یہ مبارک کام مکمل ہوا اور امید ہے کہ بلوچستان میں خاص طور پر اور دنیا کے دیگر براہوائی عام طور سے اس سے استفادہ کر سکیں گے۔ اور قرآن کی روشنی اور نور ہدایت سے فائدہ اٹھائیں گے۔

مقدمہ تحریر کرتے ہوئے حمد وصلوٰۃ اور قرآن کی فضیلت بیان کرنے کے بعد مولوی عبدالکریم لکھتے ہیں:

براہوئی متن:

" داتی هچ شك اف ك قرآن مجيد الله تعالى نا آكر كتاب اداللہ تعالیٰ ملائك جبرئيل عليه السلام نا ذريعت ننانبى كريم صلى الله عليه وسلم نا زيهانازل كرتاك انساك و جناك اڑاد عمل كننكت دنيا و اخرت نا سعادت حاصل كير ۔ قرآن مجيد نا فهم و تفهيم نا كاتران مختلف زبانٹی ترجمه مسن ننا براهوئی زبان تی كنا نظر ان عام فهم لفظی هچ ترجمه ئس گدنك تن بهاز وقتان كنا دا خيال اس لِكِ اگر اله تعالیٰ دا كارم تنا دمنا دوئن هلسس شايد گڑاس الله تعالیٰ نا مخلوق اڑان فائده هفسس۔" (2)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا تاکہ اس قرآن پر جن اور انسان عمل کر کے دنیا اور آخرت کی بھلائیاں سمیٹ سکیں۔ اب تک پوری دنیا میں قرآن مجید کے تراجم مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں لیکن براہوئی زبان میں کوئی قابل ذکر ترجمہ میری نظر سے نہیں گزرا۔ اسی ضرورت کو محسوس کیا اور میری یہ خواہش تھی کہ یہ کام اللہ تعالیٰ میرے ہاتھوں سے لے مخلوق خدا کو اس کے ذریعے کوئی فائدہ پہنچے گا۔"

لیکن کافی عرصہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں درس و تدریس میں مشغولیت اور دیگر معروفیات کی بنا پر انہیں اس کا موقع نہیں ملا، شوال 1409ھ میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد انہوں نے اللہ کا نام لے کر اس کام کو شروع کیا اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے ربیع الاول 1411ھ میں یہ بابرکت کام مکمل ہوا اور پایہ تکمیل کو پہنچا۔ (2)

آخر میں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے اور تمام احباب سے گزارش کی ہے کہ اگر اس سلسلے میں کوئی کمی کوتاہی ہوئی ہو تو اس سے ضرور آگاہ کریں اور اللہ تعالیٰ اس کام کو قبول کر کے اپنی خوشنودی کا سبب بنائے۔ آمین!

خصوصیات:

مولوی عبدالکریم لہڑی نے اپنے اس ترجمہ قرآن کا نام تفسیر المنان فی ترجمہ معانی القرآن رکھا ہے۔ (4) اس ترجمہ کی خوبی اس کی سلاست اور روانی ہے۔ براہوئی زبان میں یہ ایک آسان ترجمہ ہے اور براہوئی خواندہ افراد کے لیے مفید ہے۔ ترجمہ میں پہلے متن ہے اور اس کے نیچے براہوئی ترجمہ ہے۔ جہاں ضروری اور مناسب سمجھا ہے وہاں حاشیہ میں باقاعدہ اس کی تشریح کر دی گئی ہے۔ زبان نہایت شریں اور رواں ہے۔ اچھی طباعت اور عمدہ کاغذ اور مضبوط جلد کا ترجمہ قاری کو اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ اس کا مطالعہ کرتا رہے۔ جن مصادر مراجع سے مولوی عبدالکریم نے استفادہ کیا ہے وہ درج ذیل ہیں: (5)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تراجم:

1۔	فتح الرحمٰن	امام احمد بن عبدالرحیم، حضرت شاہ ولی اللہ	فارسی
2۔	ترجمہ قرآن	شیخ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ دہلوی	اُردو
3۔	ترجمہ قرآن	شیخ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ دہلوی	اُردو
4۔	ترجمہ قرآن	شیخ محمود الحسن دیوبندی مع تفسیر عثمانی	اُردو
5۔	ترجمہ قرآن	شیخ اشرف علی تھانوی	اُردو
6۔	ترجمہ قرآن	شیخ محمد المدنی	سندھی

تفاسیر:

1۔	تفسیر القرآن	حافظ ابن کثیر
2۔	تفسیر فتح القدیر	الشوکانی
3۔	تفسیر البحر المحیط	ابی حیان الاندلسی
4۔	تفسیر ابو السعود	امام محمد بن العمادی الحنفی
5۔	تفسیر القاسمی	علامہ الشام محمد جمال الدین القاسمی
6۔	تفسیر اضواء البیان	علامہ محمد امین الجکنی الشنقیطی

لغات:

1۔	لسان العرب	ابن منظور
2۔	القاموس المحیط	فیروز آبادی
3۔	مفردات القرآن	راغب اصفہانی

دیگر:

1۔ مجموع الفتاویٰ و کتاب النبوات

2۔ فتح المجید شرح کتاب التوحید — شیخ عبدالرحیم بن حسن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔ دفع الایمان لاضطراب عن آیات الکتاب شیخ محمد امین الجکنی الشنقیطی

اس ترجمہ قرآن کی ایک اور نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ حواشی میں جن تفاسیر یا تراجم سے استفادہ کیا گیا ہے، اس مقام پر باقاعدہ اس کا حوالہ موجود ہے۔ مکمل تیس پاروں کا ترجمہ ہے۔ ابتدا میں ترجمہ کی غایت اور مقدمہ ہے جس مس عربی اور براہوئی دونوں زبانیں استعمال کی گئی ہیں۔ آخر علامات وقف براہوئی زبان میں موجود اور سورتوں کی فہرست ہے۔

نمونہ کلام:

سورۃ الفاتحہ

﴿ الحمد لله رب العلمين ٥الرحمن الرحيم ٥ ملك يو م الدين اياك نعبدوايا ك نستعين٥ اهدنا الصراط المستقيم٥ صراط الذين انعمت عليهم٥غير المغضوب عليهم ولاالضالين٥ ﴾(7)

براہوئی:

پنٹ الله نالے حد مهر بن بهاز رحم كركا۔

كل تعريفاك ارر الله نارب مخلوقاتا۔ بے حد مهر بان بهاز رحم كرو كا ۔مالك دے انصاف نا نا عبادت كين و نيئان مدت خواهين شاغ نن كسرا راستنگا كسرا همفاك غضب مريكك اتاء ونه كسرا گمرا هاتا(7)

اُردو ترجمہ:

”شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے بدلے کے دن کا مالک ہے۔ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ ان لوگوں کی رہ جن پر تو نے انعام کیا ہے اور ن کی جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔“

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ خضدار کے نزدیک ایک چھوٹا سا قصبہ (مقالہ نگار)

2۔ الحجرات:10

3۔ مولانا عبدالکریم لہڑی، مقدمہ براہوئی ترجمہ قرآن مجید ص 1

4۔ مولانا عبدالکریم لہڑی، مقدمہ براہوئی ترجمہ قرآن مجید ص 2

۵۔ ایضاً ص 3

6۔ الفاتحہ:1-7

7۔ مولانا عبدالکریم لہڑی، براہوئی ترجمہ قرآن مجید، ص 1

عبدالفرید بروہی، براہوئی زبان میں اسلامی ادب، اسلام آباد، 05-2004 ص 83 تا 87

تفسیر السطان المعروف الایمان:

مفسر: حافظ سلطان احمد، ناشر: حافظ خان محمد، مطبع: اسلامیہ پریس سن اشاعت: دسمبر 1973ء

کتابت طباعت، کاغذ عمدہ کوئٹہ صفحات 249

حافظ سلطان احمد ابن حافظ محمد، کی پیدائش 7 ربیع الثانی 1367ھ بمطابق 1948ء احمد آباد، اورستہ محمد (1) بلوچستان میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم سندھی اور اُردو میں حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد کوئٹہ (2) سے بتیس میل کے فاصلے پر مستونگ کی جامع مسجد میں مولانا محمد صدیق سے فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی۔ 1963ء میں براہوئی میں لکھنا شروع کیا اور اس دوران پٹواری کی تربیت بھی حاصل کی۔ آپ نے براہوئی زبان میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔ حافظ سلطان احمد عالم جوانی میں یرقان کے مرض میں مبتلا ہو کر 26 جنوری 1973ء اتھل بلوچستان کے مقام پر وفات پا گئے۔ (3)

دیگر تصانیف:

تفسیر السطان کے علاوہ سلطان احمد نے اس کم عمری میں کئی کتابیں لکھیں جو زیادہ تر غیر مطبوعہ ہیں۔ آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں: (4)

1۔ قصص الانبیاء (براہوئی)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ براہوئی نعت

3۔ مجربات سلطانی (اُردو۔غیر مطبوعہ)

4۔ مجربات سلطانی (سندھی غیر مطبوعہ)

5۔ مجموعہ اشعار جھالاوان (براہوی۔غیر مطبوعہ)

6۔ عملی زندگی (اُردو غیر مطبوعہ)

خصوصیات:

تفسیر السلطان قرآن مجید کی مکمل تفسیر نہیں ہے بلکہ یہ ابتدائی تین پاروں میں مشتمل تفسیر ہے۔ جن میں سے صرف پہلے پارتے میں طباعت ممکن ہوسکی۔ جس کی تکمیل ستمبر 1969ء میں ہوئی۔ دوسرے اور تیسرے پارے کی تفسیر 1970ء میں مکمل ہوئی تھی لیکن وہ غیر مطبوعہ ہیں۔ اس دوران آپ کو یرقان کا شدید مرض لاحق ہوگیا ہے۔ جس سے آپ جانبر نہ ہوسکے اور اتھل کے مقام پر 26 جنوری 1973ء کو وفات پائی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے والد حافظ خان محمد نے دسمبر 1973ء میں پہلے پارے کی تفسیر اسلامیہ پریس کوئٹہ سے چھپوا کہ احمد آباد، ادستہ محمد بلوچستان سے شائع کی۔ اس تفسیر کی کل صفحات 240 ہیں۔

زیر نظر تفسیر السلطان براہوئی زبان کی تداسیر میں کسی سرمایہ سے کم نہیں ہے اور ابتدائی تفاسیر میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ گو کہ یہ قرآن مجید کی مکمل تفسیر نہیں لیکن مفسر کی محنت شاقہ اس میں نمایاں ہے۔ حافظ سلطان احمد آیت کی تفسیر پہلے اختصار سے بیان کرتے ہیں، پھر مکمل وضاحت کرتے ہیں اور پورے مضمون کا پھیلاؤ کر کے مکمل احاطہ کرتے ہیں، مفسر نے تفسیر کو مفصل مگر محققانہ انداز میں تحریر کیا ہے جس سے مفسر کی علمی قابلیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہ تفسیر عام فہم زبان میں مختصر اور جامع انداز میں تحریر کی گئی، جس سے عام براہوئی جاننے والے بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ براہوئی زبان میں یہ تفسیر منفرد مقام کی حامل ہے لیکن اس میں براہوئی الفاظ کے ساتھ ساتھ سندھی زبان کے بھی کئی الفاظ شامل ہیں تفسیر میں جن مضامین کا احاطہ کیا گیا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براھوئی:

عـمـاوجـه تـصـنیف ، عـام بند غاتا خیال ، قرآن شریف ناخوانئگ ایلو اوڑاعـمـل کـننگ نافضیلت ، قرآن مجید امر جمع مس ، قرآن مجید امر نـازل مـس ، قـرآن شـریف حـیس غورٹ خوانئگ ، بسم الله شریف نا فضیلت تفسیر الفاتحه ، تفسیر سورة البقره۔

ترجمہ: تفسیر کے مندرجات میں سب سے پہلے حمد وثنا ہے۔ اس کے بعد وجہ تصنیف ہے کہ عام لوگوں کے خیال اور استفادہ کے لیے یہ تفسیر لکھی گئی ہے۔ اس کے بعد قرآن مجید کی تلاوت اور اس پر عمل کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ قرآن مجید کے نزول، تدوین قرآن اور تدبر قرآن کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے، پھر قرآن مجید کو بغور پڑھنا اور بسم اللہ کی فضیلت کا ذکر ہے۔ آخر میں سورۃ الفاتحہ اور سورۂ بقرہ کی تفسیر ہے۔

تفسیر میں مفسر نے جن مصادر مراجع سے مدد لی ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

عربی تفاسیر:

1۔ تفسیر بیضاوی — قاضی امام ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر 685ھ
2۔ تفسیر کبیر — امام فخر الدین رازی مطابق 604ھ
3۔ تفسیر خازن — امام فخر الدین رازی مطابق 604ھ
4۔ تفسیر مدارک التنزیل — ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود مطابق 710ھ
5۔ تفسیر ابن عباس — ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود مطابق 710ھ
6۔ تفسیر جلالین — علامہ جلال الدین سیوطی رعلامہ جلال الدین محلی

فارسی تفاسیر:

1۔ تفسیر حسینی — از ملا حسین واعظ کشفی
2۔ تفسیر مواج

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔ تفسیر عزیزی　　　　از شاہ عبدالعزیز

اُردو تفاسیر:

1۔ خلاصہ تفاسیر　　　　فتح محمد نائب

2۔ تفسیر ابن کثیر (اُردو)　مولانا محمد جونا گڑھی

3۔ تفسیر ثنائی　　　　علامہ ثناء اللہ امرتسری

نمونہ تفسیر:

سورۂ بقرہ کی آیات سے پیش کی جاتا ہے۔

﴿ ان الذین کفروا سوا علیھم ء انذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون o ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم o ﴾

براہوی ترجمہ:

"تحقیق ایکہ کافر مس برابر ارفتیا کہ نی خلیفس افت یا خلیفس پیس افت ایمان ھتپسا o اللہ تعالیٰ مہر خلکن افتا استاتیار وافتا خفتیا و اتا ختنیا پردہ اور واوفتکن عذاب اربلاo"

اُردو ترجمہ:

تحقیق جنہوں نے کفر کیا ہے برابر ہے ان پر کہ ان کو ڈرایا جائے یا نہ ڈرایا جائے وہ ایمان نہیں لائینگے اللہ نے ان کو دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے، ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

مختصر تفسیر براہوئی:

"یعنی اراکساك کہ کفر اریر اوفت نی خلیفس و خوف تر فیس تونڈ نصیحت کستہ تو انداں اگر نصیحت کپس و خوف نشان تر فپس تب ھم ھن یعنی خلکن الا ن ایکہ حقنا ھیتات بن پساو خنپساوخفت تو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسا و افتا ختنتیا پردہ ارھنا خاطر ان حق بن پساپوہ مفساوخنپساو آخر تٹی افتکن باز بل سخت عذاب ار۔"

اُردو ترجمہ:

جو لوگ کافر ہیں ان کو آپ ڈرائیں اوران کو نصیحت کریں اور وہ ویسے کے ویسے رہیں گے اگر نصیحت نہ کریں اوران کو نہ ڈرواد کھائیں، پھر بھی وہ ویسے کے ویسے ہیں، یعنی کوئی فائدہ نہیں ہوگا وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے وہ حق بات کو نہ تو سن سکتے ہیں اور نہ ہی دیکھ سکتے ہیں، ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے، اس لیے حق بات کو سن اور سمجھ نہیں سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں اور ان کے لیے بہت بڑا سخت عذاب ہوا گا۔

1۔ بلوچستان کے ضلع جعفر آباد کا ایک چھوٹا سا قصبہ (اُردو انسائیکلو پیڈیا، ص54)

2۔ صوبہ بلوچستان کا صدر مقام۔ قندھار کی جانب جانے والی سڑک پر واقع ایک اہم تجارتی مرکز ہے۔ سطح سمندر سے 5500 کی بلندی پر واقع ہے (اُردو جامع انسائیکلو پیڈیا ص 134/1

3۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر، پاکستان کی علاقائی زبانوں میں اسلامی ادب، ص113

4۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی، براہوئی زبان وادب کی مختصر تاریخ، ص139

5۔ سورۂ بقرہ 6-7 عبدالعزیز بروہی زبان میں اسلامی ادب قلمی، ص 91 تا 95

سورۂ فاتحہ (منظوم بزبان براہوئی:

مترجم: مولانا محمد افضل نوشکوی (ایک جید عالم، بلوچستان کے ضلع چاغی کے شہر نوشکی میں مقیم، وہیں ایک دینی مدرسہ افضل المدارس قائم کیا جواب تک قائم ہے۔ سورۂ فاتحہ کا یہ منظوم براہوئی۔ ترجمہ مختلف رسائل و جراء میں چھپا ہے۔ ناقدین فن کی نظر میں یہ ترجمہ اپنے اندر علمی و ادبی محاسن رکھتا ہے۔ مولانا محمد افضل کی فارسی میں تین کتابیں بھی شائع ہوئی ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم نا بال (براہوئی)

مفسر: مولانا محمد عمر (تعلق قبیلہ دہوارے سے۔ رہائش تیری متونگ، دیوبند سے فارغ التحصیل)

یہ قرآن کی سورۂ فلقکی تفسیر سے ہے۔ یہ دسمبر 1978ء میں اسلامیہ پریس کوئٹہ میں چھپی اور براہوئی اکیڈمی کوئٹہ نے اسے شائع کیا۔ ایک سو چالیس صفحات پر مبنی ہے۔ شروع میں اقراء کے ناطے سے آپ نے علم کی وقت اور فضلیت بیان کی ہے۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی کے الفاظ میں: آپ نے جو جملے استعمال کیے ہیں وہ براہوئی زبان وادب کی روانی وسلامت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اور آپ کے علمی مضامین کاشہ پارہ ہیں اور یہ تفسیر شاہ عبدالعزیز کی تفسیر عزیزی کے طرز پر ہے اور حکایتوں کی وجہ سے مطالب پر روشنی پڑتی ہے۔" (بلوچستان میں دینی ادب، خلجی ص179) مولان محمد عمر خطیب بلوچستان نے اپنی زندگی اور جوانی اپنی قوم کی بہتری اور بھلائی میں گزاری ان کی تقاریر مذہبیت اور سیاست دونوں پہلوؤں کا احاطہ کرتی تھیں۔ ان کی تحریروں سے معاشرے کے ہر بے رسم ورواج کا خاتمہ ہوا۔ خاص کر خواتین اور عورتوں کے حقوق منوائے اور دلائے۔ توحید ورسالت کے صحیح عقیدے کا پرچار کیا ہے۔ شرک و بدعات کو ختم کیا انہوں نے مدارس کی بنیاد رکھی۔ براہوئی علماء کی نوجوان نسل دراصل انہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

ڈاکٹر انعام الحق کوثر، پاکستان کی علاقائی زبانوں کا اسلامی ادب، ص114

عبدالفرید بروہی، براہوئی زبان میں اسلامی ادب، (قلمی) ص 97

حضرت شاہ ولی اللہ کے بڑے فرزند (46-17-23-18) شاہ عبدالعزیز کی تفسیر فتح العزیز المعروف بہ تفسیر عزیزی کافی مشہور ہے۔ (سید قاسم محمود، اسلامی انسائیکلو پیڈیا تفسیر اختریہ)

مفسر: مولانا اختر محمد، جلدیں:6، صفحات:1184

ناشر: کتب خانہ مظہر کراچی، طابع، کتب خانہ مظہر کراچی

سن اشاعت: 1986ء کتاب، طباعت، معیاری، کاغذ مناسب

قیمت: آٹھ سو روپے، ملنے کا پتہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا اختر محمد کا تعلق چاغی، ضلع نوشکی بلوچستان سے ہے۔ آپ کا تعلق براہوئی قوم کے مینگل قبیلا کے احمد زئی طائفہ سے ہے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے اعلیٰ تعلیم بہاولپور (1) پنجاب میں حضرت علامہ مولانا حبیب اللہ گمانوں سے حاصل کی۔ وہاں سے فراغت کے بعد قلاتِ کے ایک دینی مدرسے میں براہوئی زبان میں کئی کتب کے مصنف ہیں اور براہوئی زبان اور ادب میں دینی اور اسلامی کتب کی اشاعت اور ابلاغ میں آپ کا ایک اہم اور منفرد مقام و مرتبہ ہے۔

دیگر تصانیف:

تفسیر اختر یہ کہ علاوہ براہوئی زبان میں مولانا اختر محمد کی دیگر تصانیف درج ذیل ہیں:

1۔ فضائل اعمال

2۔ شمائل شریف

3۔ نور الایضاح

4۔ منبہات

5۔ موتنا منظر

6۔ تعلیم الاسلام

7۔ تنبیہ الغافلین

8۔ شروط صلوٰۃ

9۔ حقوق حیوانات

10۔ صحابیات

11۔ تحفہ حدیث

12۔ بھلا گنا ھک

خصوصیات:

تفسیر ادب میں مفسرین نے اب تک بیش بہا کام کیا ہے جن میں وقت کے ساتھ ساتھ مستقل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔تفسیر اختر یہ براہوئی ادب میں خاص طور پرتفسیر ادب میں عمومی طور پر ایک خاطر خواہ اضافہ ہے، اس سے قبل براہوئی میں کوئی قابل ذکر تفسیر موجود نہیں تھی۔ زیر نظر تفسیر، تفسیر اختری حضرت مولانا اختر محمد کی علمی کاوشوں کا نتیجہ ہے براہوائی زبان میں اس تفسیر کا ایک اہم مقام ہے اور اس کا شمار اولین تفاسیر میں ہوتا ہے ابتدا میں یہ تفسیر جدا جدا الگ الگ پاروں میں چھپی اور مختلف مطبع خانوں میں اس کی اشاعت ہوئی۔ (2) بعدازاں ان تمام پاروں کو خود مولانا اختر محمد نے کراچی سے چھ جلدوں میں شائع کروایا۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب ابتدا میں اس تفسیر کے چند ایک پارے چھپ کر منظر عام پر آئے تو نہ پرصرف پاکستان بلکہ مشرق وسطیٰ کے ممالک، افغانستان اور ایران میں بسنے والے براہویوں نے بھی اچھی خاصی تعداد میں اس تفسیر کی کاپیاں منگوائیں۔تفسیر اختر یہ کا یہ پہلا پارہ 1978ء میں چھپا جب کہ بقیہ پارے اگلے چار پانچ سالوں میں طبع ہوئے۔مکمل تفسیر چھ جلدوں میں 1986ء میں شائع ہوئی۔(3)

اس تفسیر کو لکھنے کا مقصد بھی عام افراد کے لیے قرآن مجید کے۔مفاہیم اور مضامین کو بہتر انداز میں پیش کرنا تھا۔ اس تفسیر کی وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے حضرت کومولانا اختر محمد تفسیر اختر یہ کے مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں:

”داتفسیر شریف براھوئی زبانٹ شروع کنگا دا خاطر ان کہ اللہ تعالیٰ ناپاکنگا کتاب چونکہ عربی زبانٹ اس تو عربی زبان نا مقصد و معنیء بگیر عربی خوانا حضرتاا تان عام انساناك سمجھنگ کتوسہ۔ وھندن براھوئی و بلوچی زبانان بگیر باقی تمام زبانا تئٹ قرآن براھوئی و تفسیر و ترجمہ کننگان چنانچہ خواننده حضرتا تان پوشیدہ اف(4)۔“

اُردو ترجمہ:

”براہوئی زبان میں اس تفسیر شریف کے لکھنے کا مقصد یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن مجید چونکہ عربی زبان میں نازل ہوئی ہے اس بنا پر عام افرادعربی زبان سے ناواقفیت کی بنا پر اس کے معنی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مفاہیم کو صحیح طور سے نہیں سمجھ سکتے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ براہوئی اور بلوچی زبانوں کے علاوہ تو تراجم اور تفاسیر قرآن موجود ہیں لیکن براہوئی کوئی تفسیر موجود نہیں ہے براہوئی دان خواندہ افراد بخوبی واقف ہیں۔"

اس حوالے سے وہ اپنے مقدمے میں مزید لکھتے ہیں:

" وھندن محشر نا میدان تی نن براھوئی زبان انااھل علما تان دیارفت کننگ کہ قرآن مجید کہ کنا اللہ تعالیٰ نا پا کننگا کلتاب اس ان مقصد و معنی ء وحقئقت تنا ھم زباناقوم نامون ٹی امرپش کریرے و افتا شرك وایلو بھلا گناہ تان الندگ نا حجة و دلیل انت اس کہ افك خلسرو گناہ گپ سرِ (5)۔"

اُردو ترجمہ:

" جب حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ براہوئی اہل علم اور علماء دین سے اپنے مقدس کلام کے بارے میں پوچھیں گے کہ تم نے اس کلام کو اپنی قوم کے لوگوں تک پہنچانے کے لیے کیا کیا؟ تو ہم کیا جواب دیں گے اور اللہ تعالیٰ ہم سے پوچھیں گے کہ ان کو شرک اور دوسرے بڑے گناہوں سے بچانے کے لیے کیا دلیل میرے بندوں کے سامنے اور حجت پیش کیں کہ وہ ڈر جاتے اور گناہوں سے بچتے۔"

اسی سوچ اور جذبہ کے تحت مولانا اختر محمد نے اس بڑے کام کا بیڑہ اٹھایا اور یہ تفسیر لکھی۔ تفسیر اختر یہ لکھتے وقت مولانا اختر محمد نے درج ذیل مصادر و مراجع سے مدد لی اور استفادہ کیا ہے۔(6)

1۔ تفسیر ابن کثیر	اسماعیل ابن کثیر القرشی الدمشقی
2۔ تفسیر المظہری	مولانا ثناء اللہ پانی پتی
3۔ تفسیر الخازن	محی السنۃ علاؤ الدین
4۔ تفسیر معالم التنزیل	ابی محمد الحسنی الفراء البغوی
5۔ تفسیر النسفی	ابو البرکات عبداللہ بن احمد ابن محمود النسفی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6۔ تفسیر جلالین	علامہ جلال الدین سیوطی/علامہ جلال الدین محلی
7۔ الاتقان	علامہ جلال الدین سیوطی
8۔ بیان القرآن	مولانا اشرف علی تھانوی
9۔ تفسیر عزیزی	مولانا شاہ عبدالعزیز
10۔ جواہر القرآن	مولانا غلام اللہ خان
11۔ تفسیر عثمانی	مولانا شبیر احمد عثمانی
12۔ فتح الرحمٰن	شاہ ولی اللہ
13۔ ترجمہ قرآن	شاہ عبدالقادرد
14۔ قصص القرآن	مولانا حفظ الرحمٰن سہواری
15۔ موضح القرآن	شاہ عبدالقادر
16۔ تفسیر ابن عباس	

مقدمہ میں مولانا اختر محمد نے دو صفحات پر بسم اللہ کی فضیلت بیان کی ہے اور اس حوالے سے انہوں نے تین روایات بیان کیں ہیں، جن میں بسم اللہ کی فضیلت اور اس کی برکات کا ذکر ہے۔(7) ان روایات کو بیان کرنے کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر میں اختر محمد تحریر کرتے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ کے تین نام اللہ، الرحمٰن اور الرحیم سے شروع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دنیا اور آخرت کا کاروبار درج ذیل تین چیزوں پر موقوف ہے:

1۔ پوری کائنات کا اسباب کا جمع کرنا۔

2۔ ان اسباب کی پائیداری وثبات۔

3۔ ان اسباب کا حصول(8)

درج بالا تینوں چیزیں اللہ، الرحمٰن اور الرحیم میں مخفی ہیں۔ پھر انہوں نے بسم اللہ کے شان نزول کے حوالے سے مسلم کی ایک حدیث بیان کی ہے۔(2) مفسر مولانا اختر محمد نے یہ تفسیر لکھ کر براھوئی قوم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے ایک بہت بڑی خدمت سر انجام دی ہے۔ انہوں نے موضوعات قرآنی، ان کے مفہوم اور قرآن کے الفاظ کے معنوں کو نہایت ہی آسان، سادہ اور دلنشیں انداز میں بیان کیا ہے۔ الفاظ کا چناؤ اور آیات کی تشریح وتوضیح کی زبان سلیس اور رواں ہے۔

تفسیر کی خاص بات یہ ہے کہ اس کو مختلف جگہوں پر حوالہ جات سے مزین کیا گیا ہے۔ مفسر نے نہ صرف مکمل حوالہ دیا ہے بلکہ جہاں احادیث بیان کی گئی ہیں وہاں اس بحث کا مکمل حوالہ بھی موجود ہے۔ آیت کا ترجمہ بیان کرنے کے بعد ساتھ ہی اس کی تفسیر بھی کر دی گئی ہے۔ اور اس کی مزید تشریح اور توضیح کے لیے حکایات، واقعات اور احادیث کو بیان کیا ہے۔

تفسیر اختریہ ایک عام فہم تفسیر ہے لیکن تفسیر میں براہوئی زبان کے الفاظ کے ساتھ ساتھ عربی کے الفاظ بھی بکثرت پائے جاتے ہیں، مفسر کا لہجہ مغربی براہوں لہجہ ہے۔ الفاظ اور آیات قرآنی کی تشریح مدلل اور جامع انداز میں کی ہے۔ تفسیر میں ہر سورۃ کے آغاز میں اس کا مختصر تعارف بھی موجود ہے، تفسیر میں آیات ترجمہ اور تفسیر کو الگ الگ نہیں کیا بلکہ لفظی ترجمہ کے انداز میں ترجمہ ہے اور ساتھ ہی تشریح اور تفسیر موجود ہے جس سے بعض اوقات قاری اس الجھن کا شکار ہوتا ہے کہ کس مقام پر آیت کا ترجمہ اختتام پذیر ہوتا اور کہاں سے تفسیر کا آغاز ہوتا ہے۔

تفسیر اختریہ کی آخری جلد میں مولانا محمد اختر نے سورۃ الناس کے بعد قرآن مجید کے فضائل احادیث کے حوالوں سے بیان کیے ہیں ان کا یہ مختصر مضمون پانچ صفحات پر مشتمل ہے۔

فضائل قرآن مجید کے بعد انہوں نے وحی کی حقیقت او اہمیت اور ضرورت پر ایک مختصر مضمون لکھا ہے جس میں صحیح احادیث سے وحی کی حیثیت اور اس کے نزول اور ترتیب سعودی کے مطابق دی ہے جس سے قاری کو اندازہ ہوتا ہے کہ سب سے اولین سورت کون سی تھی۔ اس کے علاوہ سورتوں کے شان نزول کی بھی ایک فہرست آخر میں مرتب کی گئی ہے، قرآن مجید میں حروف کی مکمل تعداد اور ہر حرف جتنی بار آیا ہے اس کی تعداد بھی مکمل ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمونہ تفسیر:

سورۂ فاتحہ

بسم الله الرحمن الرحیمo

شروع کیوانپٹ الله تعالیٰ کربامهربان نهایت رحم والا ار

اُردو ترجمہ: شروع اللہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

﴿ الحمد الله رب العلمین o الرحمن الرحیم o ملك یوم الدین ایاك نعبد و ایاك نستعین oاهدنا الصراط المستقیم oصراط الذین انعمت علیهم oغیر المغضوب علیهم ولا الضالینo ﴾(9)

براہوئی:

الحمد عام تعریف ثابت اراللہ و اسطئٹ اللہ نارب کہ پرورش کرك ار (فائدہ)پرورش نادنٹ المہ بادہ اولاد جنیکٹی پرورش کر تو اللہ تعالیٰ انداشکالت بلکہ افتا زیادہ تمام کائنات ارکہ انسان وجنا ك و فر شتغاك و حیوان آسمانك وزمیناك تماميك ان اپروشیٹ موجد ارر الرحمن کہ باز بخشندہ الرحیم نہایت رحم والا ار (فائدہ) یعنی الہ تہالا نا مہربانی رحمئٹ دنیا محفوظ ارو گرنہ اللله تعالیٰ جامهربانی ورحم متوك رو نظام کائنات حمادر ھم برھم مسك ملك بادشاہ اریوم دٹی یعنی بھم دٹی عملا تا بدلہ ملك ھم دئنا حاکم و بادشاہ خاص اللہ تعالیٰ اوپن کسس طاقت چون چرانا مفك بلکہ اولین و آخرین محتاج مرر۔“(10)

اُردو ترجمہ:

تمام تعریف ثابت ہے اللہ کے واسطے کہ وہ پرورش کرنے والا ہے۔ (فائدہ) پرورش کے معنی یوں ہے کہ والدین اولاد کی بچپن میں پرورش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسی انداز میں بلکہ ان سے زیادہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام کائنات کے انس و جن ، فرشتے حیوانات ، آسمان و زمین تمام چیزوں کی پرورش کرنے کے لیے موجود ہے۔

سورۂ فاتحہ کی مکمل اور مفصل تفسیر بیان کرنے کے بعد اس کی فضیلت اور برکت کے حوالے سے کئی احادیث مفسر نے بیان کی ہیں۔(11)

2 سورۂ بقرہ:

تفسیر شروع کرنے سے قبل سورۂ بقرہ کی اہمیت اور فضیلت کا بیان ہے۔ چار احادیث بھی تحریر کی ہیں، جن کا مفہوم یہ ہے کہ جہاں سورۂ بقرہ تلاوت کی جاتی ہے شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا ہے اور وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔(12)

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کیوانپنٹ اللہ تعالیٰ کر باز مھربان نھایت رحم والا ار

اُردو ترجمہ:

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

الم○ داحـر وفـات حـروف مـقـطـعات پارا دافتا معنى خاص الله تعالیٰ

چائك پين كس تپك(13)

اُردو ترجمہ:

1۔ الم○ ان حروف کو ''حروف مقطعات'' کہتے ہیں اور ان کے معنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ پنجاب کی واحد ریاست جس کی سرحد دریائے ستلج، پنجند اور سندھ کے ساتھ ساتھ چلی جار ہی ہے۔ یہاں عباسیوں کا ایک خاندان مدت حکمران رہا۔ 1955ء میں پاکستان میں ضم ہوگئی۔ لاہور سے 271 اور ملتان سے 60 میل کی دوری پر واقع ہے۔

(اردو جامع انسائکلو پیڈیا، ص 277/1)

2۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر، پاکستان کی علاقائی زبانوں کا اسلامی ادب، ص112

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر، بلوچستان میں قرآن کے تراجم و تفاسیر، ماہنامہ فکر ونظر، اسلام آباد، ص365

4۔ مولانا اختر محمد، تفسیر اختریہ، ص2

5۔ مولانا اختر محمد، تفسیر اختریہ، ص2

6۔ مولانا اختر محمد، تفسیر اختریہ، ص1

7۔ مولانا اختر محمد، تفسیر اختریہ، ص3

8۔ مولانا اختر محمد، تفسیر اختریہ، ص4

9۔ سورۃ الفاتحہ:7۔1

10۔ مولانا اختر محمد تفسیر یہ، ص1

11۔ عبدالفرید بروہی، براہوئی زبان میں اسلامی ادب (قلمی) ص108

12۔ م ن، ص1-2

13۔ م، ن، ص4-5

شیخ القرآن مولانا محمد یعقوب فروری1930ء میں بلوچستان کے علاقہ شرورد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولانا فتح محمد دیوبند کے فیض یافتہ فیاض اور انتہائی پر کشش شخصیت کے مالک تھے۔ ابتدائی تربیت انہوں نے ہی کی بعد میں مولانا کمال الدین آف منگچر اور مولانا عبدالغفور شالدرہ کوئٹہ سے بھی استفادہ کیا دورہ حدیث کے لیے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور یہ دارالعلوم کے عروج کا زمانہ تھا۔ مولانا محمد یعقوب شروردی دورے کے سالانہ امتحان میں پورے دارلعلوم میں اول آئے جس سے بلوچستان کا سرفخر سے بلند ہوا۔

مولانا نے مختلف علاقوں میں دینی خدمات سرانجام دیں ایک مدرسہ میں بطور مہتم خدمات سر انجام دیتے رہے اور منگوچر ضلع قلات کے قریہ ابابکی میں بطور پیش امام دینی خدمات سرانجام دیں۔ بعدازاں کوئٹہ میں جامعہ رشیدیہ قائم کیا۔ اور کوئٹہ میں مکمل سکونت اختیار کی تفسیر، فقہ، اور کی کتابوں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بھی مصنف ہیں۔ جن میں ایک اہم کارنامہ مرأت الدیات (آئینہ قرآن) ہے۔ جس میں تمام قرآنی آیات کو حروف تہجی کی ترتیب سے جمع کیا گیا ہے۔ جو علماء کے لیے ایک عظیم تحفہ ہے۔

حضرت مولانا صاحب ستمبر 1992ء سے جامعہ رشیدیہ کوئٹہ میں شعبہ تخصص فی الفقہ میں نوجوان فضلاء کی علمی تربیت فرمانے کے ساتھ ساتھ فتویٰ لکھنے اور فصل خصومات'' میں (فریقین کی طرف سے اختیار تفویض کرنے پر) شرعی فیصلے دینے کی دینی خدمت پر بجا طور پر مامور رہے۔ پورے صوبے کے اطراف و اکناف سے لوگ دارا القضاء میں پہنچ کر اپنے اپنے مقدمات بری آسانی سے نمٹاتے رہے۔ مولانا محمد یعقوب شروردی نے حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے دورۂ حدیث سے پوری طرح استفادہ کرنے کے علاوہ حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب کے ہاں پنڈی میں بھی دورۂ تفسیر میں شرکت کی۔

انہوں نے کشف القرآن، تفسیر براہوئی زبان میں نو سال اور نو دن میں مکمل کی تھی اس کا اُردو ترجمہ ان کے لخت جگر مولانا حسین شروردری جان سوزی سے کر رہے ہیں، پانچ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

آپ کئی زبانوں پشتو، عربی، فارسی ، اُردو، براہوئی اور بلوچی میں شعر کہتے تھے۔ آپ نے 2007 میں وفات پائی۔

''تفسیر کشف القرآن'' کے بعد حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ کے رشید اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان کے مایہ ناز شاگرد مولانا یعقوب شروردی کے فتاوے ان کے علمی تجربات اور تفقہ کا عکس ہے۔ (مقدمہ از مولانا حسین احمد شروردی ثمینۃ الفتویٰ اُردو جلد اول سے استفادہ کیا گیا ص 63/41)

تفسیر کشف القرآن:

مفسر: شیخ القرآن مولانا محمد یعقوب شروردی،

ناشر: شعبہ نشر و اشاعت جامعہ رشیدیہ تدریس القرآن، سرکی روڈ، کوئٹہ

کتابت: اچھی، طباعت: اچھی، کاغذ مناسب قیمت بارہ سو روپے جلدیں: آٹھ،

سن اشاعت: 1986 صفحات: قریباً آٹھ ہزار

ملنے کا پتہ: کتب خانہ رشیدیہ سرکی روڈ، کوئٹہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ القرآن مولانا محمد یعقوب شروردی کی تفسیر کشف القرآن کل آٹھ جلدوں پر مشتمل قرآن مجید کی مکمل تفسیر ہے جو مکمل طور پر 1998ء میں چھپ کر منظر عام پر آئی۔ (1) اس سے قبل یہ تفسیر جدا جدا جلدوں کی صورت میں مختلف اوقات میں اور مختلف جگہوں سے طبع ہوئی جن کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ (2)

جلد اول	1992ء	تفسیر سورۃ البقرہ	
جلد دوئم	اپریل 1993ء	تفسیر آل عمران تا سورۃ المائدہ	صفحات 857
جلد سوئم	دسمبر 1993ء	تفسیر سورۃ الانعام تا سورۃ التوبہ	صفحات 719
جلد چہارم	نومبر 1994ء	تفسیر سورۃ یونس تا سورۃ الکہف	صفحات 721
جلد پنجم	دسمبر 1994ء	تفسیر سورۃ مریم تا سورۃ نمل	صفحات 769
جلد ششم	مئی 1995ء	تفسیر سورۃ القصص تا سورۃ الزمر	صفحات 769
جلد ہفتم	اکتوبر 1995ء	تفسیر سورۃ المومن تا سورۃ المجادلہ	صفحات 760
جلد ہشتم	دسمبر 1995ء	تفسیر سورۃ الحشر تا سورۃ الناس	صفحات 637

مفسر نے قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کا کام دسمبر 1984ء میں آغاز کیا اور 1988ء تک صرف بارہ پاروں کی تفسیر مکمل ہو پائی اولاً بارہویں پارہ کی اشاعت 1988ء میں بطور نمونہ عمل میں آئی۔ اس کی اشاعت کے بعد مولانا محمد یعقوب وقفہ وقفہ سے بقیہ پاروں کی تفسیر کرتے رہے اور بالآخر 1996ء میں یہ تفسیر مکمل ہو گئی۔ آٹھ جلدوں پر مشتمل قرآن مجید کی تیس پاروں کی مکمل تفسیر ہے۔ آخری جلد میں مشہور و معروف اور اہم مفسرین کا تذکرہ موجود ہے جس سے اس کی افادیت میں کئی گنا اضافہ ہو ہا ہے۔ (3)

تفسیر کشف القرآن مولانا محمد یعقوب شروردی کی کئی سالوں کی محنت شاقہ کا حاصل ہے مفسر کی علمیت اور اعلیٰ رتبہ کا مظہر ہے، یہ تفسیر مختلف تفاسیر کا نچوڑ ہے اور زیادہ تر مدارس میں اس استفادہ کیا جاتا ہے۔ تفسیر کشف القرآن لکھتے ہوئے مولانا محمد یعقوب شروردی نے درج ذیل مصادر و مراجع سے استفادہ کیا ہے۔ (4)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ تفسیر ابن کثیر	حافظ عماد الدین اسماعیل ابن کثیر
2۔ تفسیر جلالین	علامہ جلال الدین سیوطی ، جلا الدین ملحی
3۔ روح المعانی	ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الآلوسی البغدادی
4۔ تفسیر عثمانی	علامہ شبیر احمد عثمانی
5۔ موضع القرآن	
6۔ بیان القرآن	مولانا محمد اشرف علی تھانوی
7۔ تفسیر خازن	
8۔ تفسیر مدارک	ابولبر عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی
9۔ تفسیر کبیر	امام رازی
10۔ تفسیر قرطبی	للقرطبی
11۔ تفسیر معارف القرآن	مولانا مفتی محمد شفیع
12۔ تفسیر البحرالمحیط	
13۔ تفسیر مظہری	مولانا ثناء اللہ پانی پتی
14۔ الدر المنشور	علامہ جلال الدین سیوطی
15۔ جواہر القرآن	
16۔ تجدید البیان	
17۔ تفسیر اضواء البیان	للشنقمیطی

یہ تفسیر موجودہ درور کے تقاضوں کے مطابق رسم الخط ،نستعلیق میں ہے۔اس سے قبل تفسیر اختریہ، ترجمہ قرآن پاک از مولانا عمر دین پوری، ترجمہ قرآن پاک از عبدالکریم ہڑی نسخ میں ہیں اوران کا رسم الخط عربی ہے ان کے مقابلے میں مولانا یعقوب شروردی کی تفسیر کشف القرآن پڑھنے میں نسبتاً آسان ہے۔ مذکورہ تفسیر عام فہم انداز میں تحریر کی گئی۔ قرآن فہمی کے حوالے سے تفسیر اپنی مثال آپ ہے جس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مفسر نے سب سے پہلے قرآن کی آیت کونقل کیا ہے اس کے بعد لفظی ترجمہ اور پھر اس کے بعد رواں اور بامحاورہ تشریحی ترجمہ ہے جس سے قرآن فہمی میں مدد ملتی ہے۔ یہ ترجمہ جس میں خاص طور پر براہوئی زبان میں حرفی اور نحوی تراکیب اور ترتیب کی پیش نظر رکھا گیا ہے، نہایت ہی آسان ہے۔

تفسیر میں آیتوں کے آپس کے تعلق کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے جس سے مفہوم مزید واضح ہو جاتا ہے اس کے اہم نکات اور فوائد کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ جس سے مطالب وموضوعات قرآنی کے مفاہیم اور معنوں کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے اور مدد ملتی ہے قرآن کے مباحث کو سمجھنا آسان ہوتا ہے۔

تفسیر کشف القرآن کی ایک اور خاصیت یہ ہے کہ لفظی با محاورہ ترجمہ اور تشریح کے بعد اہم نکات میں موقع محل کی مناسبت سے مسائل اور حکایات بیان ہوئی ہیں، جس سے بیان مزید موثر ہو جاتا ہے۔ خالص علمی اصطلاحات کو آسان الفاظ میں بیان کرنے سے کافی آسانی پیدا ہوتی ہے مولانا محمد یعقوب شروردی نے مختلف مفسرین کو حوالوں کے ساتھ شامل تفسیر کیا ہے۔ مفسر نے فقہی مسائل علمی مباحث، ادب وتصوف کے متعلق مضامین پر باقاعدہ موقع محل کی منابست سے بحث کی ہے۔ مفسر کشف القرآن نے تفسیر میں براہوئی قوم کے طبعی میلان اور نفسیاتی مزاج کو سامنے رکھ کر ان کی مناسب انداز میں راہنمائی کی ہے۔ موجودہ حالات اور بدلتے ہوئے واقعات کے مطابق قرآن کی صحیح تعلیمات اور راہنمائی کو بیاسن کیا ہے۔

نمونہ تفسیر:

بارھویں پارہ کے ابتدائی حصہ کی تفسیر مولانا شروردی نے یوں بیان کی ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْ دَعَهَا كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾(5)

" اوافك هچو سر كس ڈغارتی اللہ نازيائے روزی اونا اوچائك قرار

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ھلنگ نا تکه جاگه ء اور مچٹ سلنگ ناء تے ته هر اسٹ ارائے کتاب سے
ٹی روشنو۔"(6)

اُردو ترجمہ:

"زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر ان تمام کا روزی رسان اللہ ہی ہے وہ جانتا ہے ان کے رہنے کی جگہ اور کم رہنے کی جگہ کو ان میں سے ہر ایک روشن اور مبین کتاب ہے۔"

خلاصہ کلام:

زمین پر تمام چلنے والوں کا روزی رسان اللہ ہے، چاہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں، ان سب کے قیام وقرار کا علم اللہ کو ہے۔ مفسر نے آیت کے آخر حصہ کل فی کتب مبین کو نقل کر کے اس پر فائدہ کی سرخی لگائی ہے۔ آیات کی تشریح میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ تحریر کیا ہے۔ تفسیر کبیر میں امام رازی نے اس آیت کریمہ کے نیچے وضاحت میں ایک روایت نقل کی ہے جس کا ترجمہ ذیل میں دیا یا جارہا ہے:

"جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کوہ طور پر پہلی مرتبہ نازل ہوئی تو اس وقت آپ اپنے اہل عیال کے ساتھ پہاڑ میں تھے ایک روشنی کو دیکھ کر آگے تشریف لائے تو ایک آواز آئی۔ (انی انا ربك فاخلع نعليك) ۔ مقصد یہ ہے کہ جب اپ کو نبوت کی ذمہ داری سونپ دی گئی تو آپ کے دل میں اپنے عیال فکر ہوئی اللہ تعالیٰ علیم (بذات الصدور ہے) نے فرمایا اے موسیٰ! اپنی لاٹھی کو اس پتھر پر مارو موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی ماری تو پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ایک گول سا پتھر نمودار ہوا پھر حکم ہوا اسے بھی مارو موسی علیہ السلام نے اسے بھی لاٹھی سے مارا اس کے اندر سے جوار کے دانہ کے برابر ایک کیڑا نمودار ہوا اس کے منہ میں اس کی خوراک تھی ایک آواز آئی جسے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا۔ جس کے الفاظ یوں تھے۔

سبحان من يراني و سمع كلامي و يعرف مكاني ويز كروني ولا نسياني

"پاکی اس ذات کے لیے جو مجھے دیکھتا ہے اور میرے کلام کو سن لیتا ہے اور میری جائے سکونت کا بھی اس کو علم ہے اور مجھے یاد کر لیتا ہے اور مجھے بھولتا نہیں۔"

(کل فی کتاب مبین سے) مراد لوح محفوظ ہے جس سے علم الہٰی یا دفتر ملائکہ مراد ہے کہ اس میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام چلنے والوں کے حالات اور احوال درج ہیں اسے مفسر یوں تحریر کرتے ہیں۔

مراد لوح محفوظے کے کنایه "علم الهی ان یا ملائکه نما تان مراد هے که تمام سروکاکل اوافتااحوالاك تهتی ته درجو۔

سورۂ مزمل:

سورۂ مزمل بطور نمونہ پیش خدمت ہے۔ اس سورت کے آغاز میں مولانا محمد یعقوب نے ہر سورت کی طرح سب سے پہلے ربط بیان کیا ہے اور خلاصۂ مضامین کو پیش کیا ہے۔ مولانا لکھتے ہیں:

براہوئی:

سورت مزمل و مدثر نا مضمون رسٹے۔ وبط تان که سورت ملکان ڈاڑسکا مسئله رتوحید یعنی تبارك الذی والا دعوٰے ناعلے وجه الکمال بیان هس که برکت تروکه بس هموذارے که تماماختیار اتك ادنا دوٹیو۔ داڑکن دلائل عقلیه و نقلیه تخو یفات و بٹارات وغیری مختلفا اندازك پیش کننگار۔

اُردو ترجمہ:

''سورت مزمل اور سورت مدثر کا مضمون ایک ہی ہے۔ اس سورت کا ربط سورت ملک کے ساتھ ہے جس میں مسئلہ توحید کو مکمل طور پر واضح کیا گیا۔ یہاں بھی یہی مضمون ہے کہ برکت دینے والی ذات بس اللہ تعالیٰ کی ہے اور تمام اختیارات اس کے ہاتھ میں ہیں۔ اس کے لیے عقلی اور نقلی دلائل اور بشارتیں اور ڈراوے وغیرہ کے ذریعے مختلف انداز میں پیش کیا گیا ہے۔''

سورت مزمل کے مضامین کو مزید بیان کرتے ہوئے مولانا رقم طراز ہیں:

براہوئی:

داسایار ننگ که توحید نا اثبات وشرك نا نفی مفصل و مدلل مس داستانی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بس قرآن کریم ناتلا وت ٹی مصروف و مشغول رو تبنے قرآن خوان و قرآن قوانن اویلوتیا ھے رسیف انتے که هدایت نا کسر قرآنان پها سئس هریك

اولیکو نکته مزمل تاخلا صۂ اوراٹمیکو مدثر نا که توحیداے ثابت قدم سلنگ کن قرآن معاون مریك اوھندا تمام قرآن جا خلاصه ولسب لبابے (7)

اُردو ترجمہ:

نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ اب توحید کے اثبات اور شرک کی نفی کے حوالے سے دلائل متصلاً پچھلی سورتوں میں بیان ہو چکے ہیں۔ اب آپ قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف و مشغول ہو جایئے خود بھی زیادہ سے زیادہ قرآن کی تلاوت کیجیے اور دوسروں کو بھی پڑھایئے۔ یہاں پہلا نکتہ سورت مزمل میں بیان کیا گیا ہے اور دوسرا نقطہ سورت مدثر میں ہے کہ توحید پر ثابت قدم رہنے کے لیے قرآن معاون ہو گا اور یہ قرآن کا خلاصہ اور لب لباب ہے۔

ابتدا کے صرف دو پیراگراف مولانا یعقوب شروردی نے سورت کے مضمون جامع اور اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے جس میں روانی اور زبان کی شستگی موجود ہے۔ اس کے بعد سورۂ مزمل کی ابتدائی آیات ذیل میں دیے جا رہے ہیں:

آیات اور ان کا براہوئی ترجمہ

﴿ يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴾ (8)

براہوئی:

اوتینے کوردك بٹو کا بس مرساکه ننکا مگر کم ٹوء س(بش مر) نیمۂ ے نه

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا کم که اوڑان مچٹسے یا ودف اوڑاسے او صفا خوان قران صفا صفا۔(9)

ترجمہ:

”اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے۔ رات کو اٹھ کر قیام کرو مگر تھوڑا۔ آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ اور قرآن کی تلاوت کرو ترتیل کے ساتھ۔“ (المزمل 1-4)

ان آیات کے بعد مفسر نے ان آیات کے شان نزول بیان کیا ہے۔ شان نزول کے بعد رات کی عبادت اور اس کی فضیلت اور اس پر نبی کریم ﷺ کے عمل کو بڑے پا تاثیر اور دلنشین انداز میں واقعات اور احادیث کے حوالوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

❁❁❁❁

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی وحوالہ جات

1۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر، بلوچستان میں قرآن کے تراجم وتفاسیر، ص:369

2۔ سوسن براہوئی، نوادرات براہوئی، ص104-105

3۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر، پاکستان کی علاقائی زبانوں کا اسلامی ادب، ص115

4۔ مولانا محمد یعقوب شروردی، کشف القرآن جلد اول، ص6-7

5۔ سورۃ ہود:6

6۔ مولانا محمد یعقوب شروردی، کشف القرآن، ص304/3

7۔ مولانا محمد یعقوب شروردی، کشف القرآن، ص304/8

8۔ عبدالفرید بروہی، براہوئی زبان میں اسلامی ادب (قلمی) ص، 116

9۔ سورۃ المزمل:401

10۔ مولانا محمد یعقوب شروردی، کشف القرآن، ص304-305/8

کتابیات

☆ ڈاکٹر انعام الحق کوثر، نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک بلوچستان میں، لاہور 1983ء

☆ ایضاً سرور کونین ﷺ کی مہک بلوچستان میں، کوئٹہ 1997ء

☆ ایضاً سیرت طیبہ ﷺ راہنمائی اکیسویں صدی میں، کراچی 2001ء

☆ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند، چودھویں جلد (جلد دوم)، لاہور 1971

☆ ڈاکٹر خالق داد ملک مجموعہ مقالات مقالات غوث بخش صابر، پروفیسر ایم صلاح الدین مینگل پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر، لاہور 2002

☆ سید قاسم محمود، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، کراچی 1984ء

☆ ڈاکٹر عبدالرحم براہوئی: بلوچستان میں دینی ادب (قلمی)، 1987ء

☆ ڈاکٹر انعام الحق کوثر، براہوئی زبان وادب کی مختصر تاریخ، لاہور 1982ء

☆ سوسن براہوئی، نوادرات براہوئی، براہوئی اکیڈمی، کوئٹہ 1996ء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ سید الفرید بروہی، براہوئی زبان میں اسلامی ادب 2004-05

☆ کامل القصادری، براہوئی اور اُردو، اورنٹیل کالج میگزین، لاہور، نومبر 1962ء

متعدد کتب اور مقالات کے حوالے ساتھ دیے گئے ہیں۔

موجودہ مقالے میں بلوچی اور براہوئی میں قرآن مجید کے تراجم اور تفاسیر کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ براہوئی میں کام زیادہ ہوا ہے مولانا حضور بخش جتوئی، علامہ محمد عمر دین پوری، مولانا محمد یعقوب شروردی اور دیگر مترجمین اور مفسرین قابل صدر ستائش ہیں۔ جنھوں نے کٹھن حالات میں علمی اور تحقیقی کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ جو کام جیسے ''بلوچستان میں دینی ادب اور براہوئی زبان میں اسلامی ادب'' وغیرہ ابھی تک قلمی ہیں۔ اُن کی اشاعت کی بہت زیادہ ضرورت ہے سرکاری اور نجی سرپرستی کے تحت کام کی رفتار یقیناً تیز ہوسکتی ہے۔

کاش! ارباب بست وکشاد اس جانب توجہ فرمائیں۔

❀❀❀❀

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کشمیری زبان میں قرآنِ حکیم کے تراجم کا جائزہ

خواجہ زاہد عزیز ☆

کشمیر جنت نظیر اپنی تر و تازگی، شادابی اور دیگر محاسن کی وجہ سے تمام دنیا میں مشہور و معروف ہے۔ اور شعراء ان خصوصیات کی بناء پر اس کی تعریف میں ہمیشہ رطب اللسان رہے ہیں۔ ہر زمانے میں دور دور سے سیاح یہاں آکر اپنی تفریح کا سامان بھی حاصل کرتے رہے ہیں۔ دنیا والے اس کی ظاہری دلفریبی و رعنائی پر عش عش کررہے ہیں۔ لیکن اہل باطن کے لیے بھی یہاں اطمینان و سکون قلب کا سامان موجود ہے ۔ بہت سے اللہ والے اس سرزمین میں محوخواب ہیں جنھوں نے کشمیر میں ہدایت کی قندیلیں روشن کیں اور لوگوں کو تصوف و سلوک کے راستے بتائے اور کشمیر میں اسلام پھیلانے کے لیے اس طرح کام کیا کہ کشمیری مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان کہلانے کے مستحق ہوے۔ اسلام کی اشاعت سے پہلے کشمیر میں ناگ مت، ہندودھرم، بدھ مت اور شیو مت کے مذہبی و روحانی افکار و تصورات مروج تھے۔ عرصہ دراز تک کشمیر جنت نظیر مختلف مذاہب کی آماجگاہ رہنے کے بعد اسلام کی روشنی سے منور ہوئی۔ کشمیر وہ خطہ ہے جس کی نسبت یہ کہنا بجا ہے کہ اس کو مسلمان بادشاہوں کی تلواروں اور تدبیروں نے نہیں بلکہ مسلمان عالموں اور درویشوں کی تاثیروں نے فتح کیا۔ سلطان محمود غزنوی جس نے ہندوستان پر سترہ حملے کیے اور سب میں کامیاب رہا، لیکن کشمیر پر اس نے دو حملے کیے لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔ کشمیر میں اشاعت اسلام کا سارا کام ایران اور ترکستان کے بزرگان دین کے ہاتھوں ہوا۔

پریم ناتھ بزاز لکھتے ہیں:

☆ لیکچرار شعبہ کشمیریات جامعہ پنجاب لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

The muslim rule was established in Kashmir without much bloodshed so was Islam Spread throughout the lenght and breadth of the valley by peaceful preachings and lucid persuasions of missionaries who came from Hamdan and other partd of persia.(1)

کشمیر میں مسلم حکمرانی کا آغاز باقاعدہ طور پر 1339ء میں ہوا۔ اور پہلے مسلمان خاندان کی بنیاد شاہ میر المعروف سلطان شمس الدین نے رکھی ۔ پہلے شاہ میری خاندان نے ایسے ایسے عظیم سپوت پیدا کیے جنھوں نے قرآن کی تعلیمات کو کشمیر میں پھیلانے کے لیے ایک اہم کردار ادا کیا۔ سلطان شہاب الدین نے قرآن کو فروغ دینے کے لیے ادارہ ''مدرسۃ القرآن'' کے نام سے قائم کیا۔ پریم ناتھ بزاز لکھتے ہیں:

Sultan Shahab-ud-Din established the first Madrastul-Quran, a College for the Study of the Quran.(2)

شاہ میری خاندان کے ایک چشم و چراغ زین العابدین المعروف بڈشاہ نے کشمیر کو علم و ادب کے میدان میں بام عروج بخشا۔ زین العابدین علم و ادب سے تعلق رکھنے والوں کا قدردان تھا۔ اس نے کشمیر میں ایک دارالترجمہ کا قیام بھی عمل میں لایا۔ جس میں عربی، سنسکرت اور دوسری زبانوں کی کتابوں کا کشمیری اور فارسی میں ترجمہ کیا جاتا تھا۔ جی ایم ڈی صوفی لکھتے ہیں:

A translation burean was also established under the auspices of the University. it was here that books were translated from arabic and Saskrit into Persian and Kashmiri.(3)

زین العابدین کے عہد میں دارالترجمہ کا شعبہ عربی اور سنسکرت کی کتابوں کو کشمیری اور فارسی زبان میں تبدیل کرتا تھا۔ اسی دارالترجمہ میں کشمیری زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ بھی کیا گیا۔ جس کا مواد اب موجود نہیں ہے۔ پروفیسر محی الدین حاجنی لکھتے ہیں:

''انجیل مقدس کا ترجمہ کشمیری زبان میں کرنے کے علاوہ قرآن مجید کا ترجمہ کشمیری زبان میں بھی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اندازہ ہے کہ یہ کوشش بڈشاہ صاحب کے دور میں کی گئی ہوگی ممکن ہے کہ یہ کوشش کامیاب بھی ہوئی ہوگی لیکن اس کے متعلق کوئی سراغ نہیں ملتا۔''(4)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ میری خاندان کے زوال کے بعد کشمیر میں چک خاندان کو عروج حاصل ہوا۔ چک جن کی رگوں میں کشمیریت رچی بسی تھی۔ جنہوں نے کشمیر کو متعدد مرتبہ اغیار کے حملوں سے بچایا۔ ان کے دور میں بھی قرآن حکیم کا کشمیری زبان میں ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ پروفیسر محی الدین حاجنی لکھتے ہیں:

''چک عہد میں مُلا احمد مہر صاحب نے قرآن پاک کی کشمیری میں تفسیر لکھی تھی۔ جس کا نسخہ قلمی شکل میں موجود تھا اس کے بعد بھی اس ضمن میں مزید کوششیں کی گئی ہیں۔(5)

ایسٹ انڈیا کمپنی برصغیر میں تجارت کی غرض سے آئی تھی۔ لیکن آہستہ آہستہ انہوں نے برصغیر پر قبضہ کرلیا اور ہمیشہ کے لیے برصغیر کو اپنی جاگیر سمجھنے لگے۔ برصغیر پر حکمرانی کے لیے وہاں کی مقامی زبانوں کا سیکھنا انگریزوں کے لیے بہت ضروری تھا۔ اس مشن کی تکمیل کے لیے 1800ء میں فورٹ ولیم کالج کی بنیاد ڈالی گئی۔ جس میں برصغیر کی اہم زبانیں سکھائی جاتی تھیں۔ ان زبانوں میں ایک مقامی زبان کشمیری بھی تھی جس کو عیسائی مبلغین نے اپنے مذہب کی تبلیغ کے لیے استعمال کیا۔ عیسائیوں نے انجیل مقدس کا ترجمہ کشمیری زبان میں کیا۔

مشعل سلطانپوری

''کشمیری زبان میں عیسائیوں کی تبلیغی کوششیں 1821ء سے شروع ہوئیں۔ یہ وہ وقت تھا جب عیسائیوں کی مقدس الہامی کتاب انجیل کے ایک اہم حصے کا ترجمہ کشمیری زبان میں کیا گیا یہ ترجمہ کرانے والی ایجنسی کا نام ''سری رام پور ایجنسی'' تھا۔(6)

کشمیر پر مختلف ادوار میں مختلف حکمرانوں نے حکومت کی ہے۔ انگریز جب برصغیر میں آیا تو اس وقت کشمیر پر سکھ حکمرانی کر رہے تھے۔ ان کی حکومت کے دوران ہی عیسائیوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کا کام جاری رکھا۔ اور انجیل مقدس کے مزید کشمیری زبان میں تراجم کیے گئے۔ ڈاکٹر محمد یوسف بخاری لکھتے ہیں:

''یہ وہ زمانہ تھا جب کشمیر کے حکمران سکھ تھے ان ہی کی حکومت کے دوران انجیل مقدس کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کشمیری زبان میں ترجمے کے مزید دو ایڈیشن 1827ء اور 1832ء میں چھاپے گئے۔ یہ تینوں شاردا رسم الخط میں چھاپے گئے۔''(7)

کشمیر میں اسلام حملہ آوروں کے زور اور زبردستی سے نہیں بلکہ مرحلہ وار تبلیغ کے نتیجہ میں پھیلا یہ ان ہی بزرگانِ دین کی فیوض و برکات کا نتیجہ تھا کہ وادی کشمیر میں توحید ورسالت کا پرچار ہوا۔انگریز مبلغین نے چونکہ کشمیری زبان کو اپنی مذہبی تشہیر کا ذریعہ بنالیا تھا۔اور وہ کشمیریوں کی اس زبان کے ذریعے انجیل مقدس کا پیغام بآسانی پہنچا رہے تھے۔چونکہ کشمیر میں اسلام کا پرچار امن وآشتی کے ذریعے ہوا۔اس لیے بزرگان دین نے کشمیر کی مقامی زبان کشمیری میں قرآن مقدس کا ترجمہ کرنے کا آغاز کیا ۔سید محمد ضیاء الحق بخاری لکھتے ہیں.

''ہمارے اسلاف 700ھ میں تبلیغ اسلام کے لیے کشمیر آئے۔اور ہمارے اسلاف میں سے ہی حضرت میر سید ثناء اللہ صاحب کریریؒ نے پارہ ''تبٰرک الذی ''(29واں پارہ) کا کشمیری زبان میں 1260ھ میں ترجمہ کرکے بنیاد ڈالی تھی۔''(8)

قرآن مجید کا کشمیری زبان میں ترجمہ کرنے کا کام بعد میں آنے والے بزرگانِ دین کے ذریعے بھی جاری وساری رہا۔اسی سلسلہ کو آگے بڑھانے کی ایک کوشش حضرت مولانا محمد سبحان نام کے ایک بزرگ نے بھی کی ہے۔انہوں نے قرآن مجید کا مکمل طور پر کشمیری زبان میں ترجمہ کیا ہے۔پروفیسر محی الدین حاجنی لکھتے ہیں:

'مگر کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید کو کشمیری زبان میں ترجمہ کرنے کی کوششیں 1873ء سے قبل ہی شروع ہو چکی تھیں ۔مولوی محمد سبحان نامی ایک بزرگ نے پورے قرآن مجید کا کشمیری زبان میں ترجمہ کیا تھا۔سبحان صاحب کشمیری تھے جو کہ بعد میں عرب میں (مکہ یا مدینہ شریف) آباد ہو گئے تھے۔یہ ترجمہ انہوں نے وہیں پر لکھا تھا جس کی خبر کسی کو نہ تھی۔جب پنڈت جواہر لعل نہرو ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم عرب کے دورے پر گئے۔وہاں پر یہ قرآنِ پاک یہ کہہ کر انہیں تحفہ میں دیا گیا کہ یہ کسی اور زبان میں ہے لہٰذا آپ اسے ساتھ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے جائیں ۔وہ اسے اپنے ساتھ ہندوستان لے آئے۔فارسی رسم الخط دیکھ کر اسے عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کے دار الترجمہ میں بھیجا گیا ۔اور حیدرآباد سے بخشی غلام محمد کے ذریعے اس کی فوٹوسٹیٹ کشمیر پہنچی یہ مسودہ کلچرا کیڈمی سری نگر میں موجود ہے۔''(9)

کشمیر میں دین اسلام کی سربلندی کا سہرا بزرگان دین کے سر ہے۔انہوں نے قرآن کی تعلیمات کو ہر خاص و عام تک پہنچانے کے لیے وہاں کی مقامی کشمیری زبان کا سہارالیا۔اس سلسلہ کی ایک اور کوشش میر واعظ کشمیر مولوی یحیٰ صاحب نے بھی کی ہے۔مولانا کا خاندان اپنے روحانی فیض کی وجہ سے وادی کشمیر میں غیر معمولی اثر و رسوخ رکھتا تھا۔ اس خاندان نے وادیٔ کشمیر میں مسلمانوں کی دینی،روحانی اور فکری راہنمائی کے لیے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ترلوک ناتھ رینا لکھتے ہیں:

During this period also appeared Molvi Yahaya's Tafseer-i-Quran and Noor Din Qari's Masaayil, both expounding Islamic Tenets and the style in which they were written gives evidence of the prose being heavily stilted and of ornate persian diction.(10)

اس کے علاوہ میر واعظ مولوی یحی صاحب نے قرآن کریم کے تیسویں پارے کا با محاورہ ترجمہ بھی کیا ہے۔ایکیملڈن احسانگلو لکھتے ہیں:

Molvi Yahaya Translated 30th para of the Holy Quran in Kashmiri Language entitled "Nural-Vyun Fi tardjamat Amma yatasa Alun. This work published in 1305 A.H/ 1887 A.D.(11)

مولوی یحیٰ کا خاندان چونکہ کشمیر میں روحانی فیض کی وجہ سے خاصی شہرت رکھتا ہے ۔اس لیے مولانا نے دین کی خدمت کے لیے اپنی زندگی کو وقف کردیا تھا اور یہ ان کا دین سے لگاؤ یہ تھا کہ انہوں نے قرآن کی تعلیمات کو ہر کشمیری تک پہنچانے کے لیے اس کے پیغام کو وہاں مقامی کشمیری زبان میں تبدیل کیا۔پروفیسر محی الدین حاجنی لکھتے ہیں:

''مولوی محمد یحیٰ صاحب نے سورہ فاتحہ،سورہ اخلاص،آیت الکرسی،سورہ یوسف اور تیسویں پارے کی تفاسیر کشمیری زبان میں لکھی ہیں۔''(12)

بزرگان دین نے کشمیر میں اشاعت اسلام کے لیے قرآنی تعلیمات ہی کو ذریعہ اظہار بنایا۔یہی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ تھی کہ اسلام کشمیر میں بہت تیزی سے پھیلا اور بالخصوص کشمیر کی مقامی زبان کشمیری میں قرآن حکیم کے تراجم کر کے لوگوں کو قرآن کے رموز واوقاف سے صحیح معنوں میں واقفیت کروائی۔غلام نبی خیال اور اوتار کرشن رہبر لکھتے ہیں:

''قرآن کریم کو کشمیری زبان میں ترجمہ کرنے کی اس سے پہلے بھی بہت زیادہ کوششیں کی گئی ہیں۔مولوی احمد شاہ جامعی صاحب نے قرآن مجید کے ایک حصے کا ترجمہ کشمیری زبان میں کیا ہے''(13)

علما کرام اور بزرگان دین کی عملی کاوشوں کا ہی نتیجہ تھا کہ کشمیری عوام اسلام کی تعلیمات سے آشنا ہوئی۔اور وہاں کے مقامی پڑھے لکھے طبقے کے اندر بھی قرآن کو سیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی۔قرآن پاک کو کشمیری زبان میں ترجمہ کرنے کی کوشش اسلامیہ ہائی سکول سرینگر کے سابق صدر معلم نے بھی کی۔مشعل سلطان پوری لکھتے ہیں:

''اسلامیہ ہائی سکول سرینگر کے سابق صدر معلم جناب غلام محی الدین خان صاحب نہال پوری نے سارے قرآن مجید کا کشمیری زبان میں ترجمہ کیا تھا۔جسے شائع کرنے کی علما کرام نے اجازت نہیں دی تھی''(14)

کشمیری زبان کو ذریعہ اظہار بنا کر نہ صرف قرآن پاک کے تراجم کیے گئے بلکہ تفسیر لکھنے کی طرف بھی توجہ دی گئی تا کہ قرآن پاک صحیح معنوں میں وضاحت کے ساتھ سمجھا جا سکے۔اس ضمن میں بھی علما کرام نے کاوشیں کیں۔ایک کوشش میر واعظ مولوی یوسف شاہ صاحب نے بھی کی ہے۔آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم اور سرینگر کے علما سے حاصل کی۔بعد ازاں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہو گئے۔دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد وادی کشمیر میں واپس آکر دینی خدمات سرانجام دینے لگے۔غلام نبی خیال اور اوتار کرشن رہبر لکھتے ہیں:

''اس کے بعد میر واعظ مولوی یوسف شاہ صاحب نے ''عَـمَّ'' پارہ (30واں) کو دوبارہ مزید تفسیر کی وضاحت کے ساتھ،معانی ومفہوم بتاتے ہوئے اور معترضین کے اعتراضوں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جوابات کے ساتھ شائع کیا جو کہ آج تک موجود ہے۔"(15)

قرآن مجید کے 30ویں پارہ (عَــــمَّ) کو کشمیری زبان میں ترجمہ کرنے کا طریقہ میر واعظ کشمیر مولانا محمد یحیٰ صاحب نے متعارف کروایا تھا۔تا کہ عام لوگ اور بالخصوص مساجد کے امام صاحبان 30ویں پارے کی چھوٹی سورتوں کو یاد بھی کر لیں اور دوران نماز ترجمہ بھی ان کے ذہن میں رہے۔مولانا کی شروع ہی سے خواہش تھی کہ وہ پورے قرآن پاک کا ترجمہ کشمیری زبان میں کریں۔ اس سلسلے میں کچھ کام شروع کیا تھا،مگر پاکستان ہجرت کرنے کے بعد اس ادھورے کام کو پاکستان ہی میں آ کر پایہ تکمیل تک پہنچایا۔تری لوک ناتھ رینا لکھتے ہیں:

Mir Waiz Molvi Yusuf Shah Translated the Quran in the second and Third decades of this century. The Book was publidhed in Muzaffarabad, where the Molvi had migrated after the partition.(16)

میر واعظ مولانا یوسف شاہ 1947ء میں مسلم لیگی راہنماؤں سے ملنے پاکستان آئے تھے لیکن کشمیر پر قبائلی حملے کی وجہ سے واپس اپنے وطن نہ جا سکے۔آپ کشمیر کے سیاسی و مذہبی حلقوں میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔پاکستان آنے سے قبل آپ نے قرآن پاک کا کشمیری زبان میں ترجمہ کرنے کے کام آغاز کر دیا تھا۔کافی حصہ کا کام کر چکے تھے،لیکن واپسی نہ ہونے کے سبب کام ادھورا ہی رہ گیا۔لیکن پاکستان کے اندر کچھ احباب کی خصوصی درخواست پر اور بالخصوص مشتاق گورمانی (وزیر امورِ کشمیر) کی تجویز پر اس ادھورے کام کو دوبارہ شروع کیا۔مولانا یوسف شاہ لکھتے ہیں:

"اس طرح میں نے سارے قرآن پاک کا ترجمہ کشمیری زبان میں صفر المظفر کے مہینہ میں خدا کے فضل و کرم کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچایا۔اس کام میں ایک ماہ اور سات دن لگے۔اس کے ترجمے کی پہلی جلد 1973ء میں علی محمد بک سیلر حبہ کدل نے چھاپی۔"(17)

قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر انسان صحیح سچا اور کامل انسان بنتا ہے۔قرآن پاک ہی کی تعلیمات کو ذریعہ اظہار بنا کر کشمیری علما و بزرگان دین نے لوگوں کے اندر دین سے متعلق شعور اور آگہی اجاگر کی۔ان ترجمہ شدہ قرآن مجید کی بدولت نہ صرف کشمیر کا پڑھا لکھا طبقہ بلکہ ان پڑھ طبقہ جو کہ کشمیری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان سے واقف تھا وہ بھی مستفید ہوا۔ مشعل سلطانپوری لکھتے ہیں:

''پیر غلام محمد حنفی سوپوری صاحب نے بھی قرآن مجید کو کشمیری زبان میں ترجمہ کرنے کی کوشش کی تھی ۔میں نے ان کے کتب خانے کا جائزہ لیا۔وہ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔وہ اپنی دو لکھی ہوئی کتابوں میں اپنے آپ کو مفسر قرآن بھی لکھتے ہیں۔''(18)

کشمیری زبان میں قرآن مجید کا مکمل ترجمہ غلام محی الدین خان صاحب نے بھی کیا ہے۔تری لوک ناتھ رینا لکھتے ہیں:

There were earlier attempts too made in this field by Ghulam Mohi-ud-Din, Head master of the Islamia Schoo land Molvi Ahmed Shah Jami, but they were never published.(19)

اس کے بعد بھی اور بہت زیادہ کوششیں کی گئیں لیکن ان کے نسخہ جات وادی کشمیر (بھارت) میں ہونے کی وجہ سے دسترس سے باہر ہیں ۔کشمیر چونکہ مختلف قومیتوں کی آماجگاہ ہے اور وہاں پر مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی آباد ہیں ۔قرآن کریم کے ترجم کے حوالے سے پنڈتوں کی کاوشوں کو بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتا۔پروفیسر محی الدین حاجنی لکھتے ہیں:

''پنڈت رعنا نے بھی قرآن مجید کا ترجمہ کشمیری زبان میں کیا ہے۔اس کے علاوہ ڈنگر پورہ سوپور کے پیر غلام احمد شاہ صاحب نے بھی سورہ فاتحہ،سورہ ملک،سورہ نور اور سورہ قلم کا کشمیری زبان میں ترجمہ کیا ہے۔''(20)

قرآن پاک کی تعلیمات کو ہر پڑھے لکھے اوران پڑھ کشمیری تک پہنچانے کے لیے کشمیر کے مقامی علما اور دانشوروں نے کشمیری زبان کا سہارا لیا۔اور کشمیری زبان میں قرآن حکیم کے تراجم کرنے کی کوششوں کو جاری رکھا۔پروفیسر محی الدین حاجنی لکھتے ہیں:

''ہندواڑہ کے علی شاہ صاحب نے بھی قرآن شریف کے چودہ سپاروں کی کشمیری زبان میں تفسیر لکھی ہے۔ اس کے علاوہ مولوی نور الدین قاری صاحب نے، جو کہ گورنمنٹ ہائی سکول سرینگر کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے ہیں، انھوں نے قرآن شریف کا کشمیری زبان میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ اور تفسیر لکھنے کی بہترین کوشش کی ہے۔ ان کے لکھے ہوئے تیسویں پارے کی کشمیری زبان میں تفسیر 1345ھ میں شائع ہوئی تھی۔ اس میں اس زمانے کے تمام تقاضوں کو پورا کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ مولوی احمد شاہ صاحب نے بھی قرآن شریف کا کشمیری زبان میں ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کام کو کرنے میں ان کے ساڑھے تین سال لگ گئے۔ اس کا اظہار انہوں نے اعتذار مترجم کے عنوان سے کیا ہے۔ قرآن پاک کا یہ ترجمہ 1386ھ میں شائع ہوا تھا۔ یہ ترجمہ بھی لفظی تھا۔''(21)

کشمیری زبان میں قرآن کریم میں تراجم کے حوالے سے مزید کوششیں بھی وہاں کے مقامی علما نے کی ہیں جو کہ تعریف کے قابل ہیں پروفیسر محی الدین حاجنی لکھتے ہیں:

''علی جلال الدین غازی نے ''تبیان الفرقان'' کے عنوان سے ''الم'' پارہ کا ترجمہ وتفسیر کشمیری زبان میں لکھی۔ یہ ترجمہ اور تفسیر 1977ء میں چھپی یہ ترجمہ اور تفسیر انہوں نے شیعہ مسلک کے لیے لکھی تھی۔ اس کے علاوہ مولوی مصطفیٰ حسین انصاری صاحب نے بھی ''کشف الانیق فی الشرح قانون عتیق'' کے عنوان سے ''الم'' پارہ کا ترجمہ وتفسیر کشمیری زبان میں لکھی جو کہ 1977ء میں چھپی۔ اور صفاپور کے لال محمد خان زخمی صاحب نے سورۃ یوسف کا مفہوم کشمیری زبان میں بیان کیا ہے۔''(22)

اس کے علاوہ قرآن مجید کا مکمل طور پر کشمیری زبان میں ترجمہ حضرت مولانا محمد احمد مقبول سبحانیؒ صاحب نے کیا ہے۔ آپ دیوبند کے فارغ التحصیل تھے اور بہت بڑے مدرس اور عالم تھے۔ آپ کو عربی زبان پر کافی دسترس تھی۔ اور اسی قرآن مجید کی مکمل تفسیر مفتی سید محمد ضیاء الحق بخاریؒ نے لکھی ہے۔ مفتی سید محمد ضیاء الحق بخاریؒ لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا محمد احمد مقبول سبحانیؒ ضلع اسلام آباد کشمیر کے رہنے والے تھے۔ عربی کے اس مایہ ناز عالم نے جو مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کے قدموں میں 40 سال سے قیام پذیر تھے۔ حضور ﷺ کے قدموں میں بیٹھ کر جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کے کہنے پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ترجمہ کیا۔ یہ قرآن کریم کا اولین مکمل کشمیری ترجمہ ہے۔ اور اسی طرح جو تفسیر اس پر لکھی گئی ہے وہ بھی کشمیری زبان میں اولین ہے۔"(23)

قرآن مجید جو مسلمانوں کی مقدس کتاب اور دین اسلام کی اساس ہے۔عربی زبان میں ہے۔خدا کی بے شمار قدرتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دنیا کے انسانوں میں ایک ہی آدم وحوا سے پیدا ہونے کے باوجود ہزاروں زبانیں ہیں۔ایک کا بولنے والا دوسری زبان کو بالکل نہیں سمجھ سکتا۔

اس وقت دنیا کی سو بھر زبانوں میں قرآن مجید کا کامل یا جزئی ترجمہ ہو چکا ہے۔ بہ کثرت زبانوں میں ایک سے زائد ترجمے موجود ہیں،قرآن مجید کی سورۃ فاتحہ کا پہلا ترجمہ حضرت سلمان فارسی نے فارسی زبان میں کیا تھا۔مصر کے ممتاز فاضل فرید وجدی نے اپنی کتاب''**الادلة العلمية على جواز ترجمة معانى القرآن الى اللغات الاجنبية** ''ص85میں اس کو''النهاية البداية'' کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ یہ قرآن مجید کا اگر چہ نا تمام لیکن اولین ترجمہ تھا اور صحابہ کے مقدس ہاتھوں انجام پایا تھا۔اس کے بعد 127ھ میں خلافت بنی امیہ کے اواخر میں شمالی افریقہ کی بربر زبان میں ترجمہ ہوا۔اس کے کوئی سو سال بعد موسیٰ بن سیار الاسواری نے فارسی میں ترجمہ کر کے درس کا سلسلہ جاری کیا۔قرآن مجید کے تراجم کا سلسلہ اب بھی جاری وساری ہے۔ہند کی زبانوں فارسی ،اردو،سندھی ، ہندی، پنجابی، ملتانی، پشتو، گورمکھی،تلنگی اور کشمیری میں بھی قرآن مجید کے تراجم ہو چکے ہیں۔کشمیری زبان میں پہلا ترجمہ قرآن مجید کے 29ویں پارہ کا ہوا ہے جو کہ میر سید ثناء اللہ صاحب کریریؒ نے کیا ہے۔اس کے بعد قرآن کریم کو کشمیری زبان میں ترجمہ کرنے کا سلسلہ شروع ہوا،جس میں مولوی محمد سبحان،مولوی محمد یحیٰ ،غلام محی الدین نہال پوری،مولوی یوسف شاہ،پیر غلام محمد حنفی سوپوری،علی شاہ ،لال محمد خان زخمی،علی جلال الدین بخاری،مولوی مصطفیٰ حسین انصاری،مولوی احمد مہر،مولوی نور الدین قاری، مولوی احمد شاہ، پنڈت رعنا،مولانا محمد احمد مقبول سبحانی اور مفتی سید محمد ضیاء الحق شامل ہیں ۔یہ حضرات اعلیٰ پایہ کے مذہبی سکالر تھے۔جنھوں نے صحابہ کرام کے جاری کردہ کام کو آگے بڑھانے میں دن رات محنت شاقہ سے کام کیا۔یہ حضرات ماہر ترین عربی دان تھے جنھوں نے بہت بڑے مدارس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اور اعلیٰ پایہ کے اساتذہ سے عربی کا علم سیکھا تھا چونکہ عربی زبان سے ناواقفیت کی وجہ سے تراجم کا کام پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ چونکہ ان تمام حضرات کا تعلق وادی کشمیر (بھارت) سے ہے اور ان کا کام آزاد کشمیر اور پاکستان میں ناپید ہے۔ چونکہ بھارت اور پاکستان کے کشیدہ حالات کی وجہ سے ان حضرات کے کام تک دسترس کافی مشکل کام ہے۔ البتہ مولانا محمد احمد مقبول سبحانی صاحب کا ترجمہ شدہ قرآن مجید بزبان کشمیری انقلاب اور لوٹ مار کے دوران دکن میں محفوظ رہا اور وہاں سے کشمیر پہنچا۔ اور اس کے علاوہ مولانا یوسف شاہ صاحب کا فتح البیان کے عنوان سے قرآن پاک کا کشمیری ترجمہ بھی پاکستان میں پنجاب نیورسٹی کے شعبہ کشمیریات میں موجود ہے۔ المختصر یہ کہ تراجم کے حوالے سے حضرت سلمان فارسی نے جو ابتداء کی تھی۔ وہ جاری و ساری ہے اور یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا۔

❁❁❁❁

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

1- Bazaz, Prem Nath, The History of struggle for Freedom in Kashmir, Kashmir Publishing company New Delhi, 1995 Page 49.

2- Ibid, page 97.

3- Sufi, G.M.D., Kasmir, Vol.II, The University of the Punjab, Lahore,1948,Page 348.

4۔ حاجنی، محی الدین، پروفیسر، کاشر نثر چ کتاب، سرینگر، صفحہ۔ 45

5۔ حاجنی، محی الدین، پروفیسر، وولر کی ملر، شالیمار آرٹ پریس سرینگر، 1982، صفحہ۔ 128

6۔ مشعل سلطانپوری، کاشر نثر کی تامیر کار، کاشر ڈیپارٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی سرینگر، 1982ء، صفحہ 37

7۔ بخاری، محمد یوسف، ڈاکٹر، کشمیری زبان وادب کی مختصر تاریخ، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، 1989ء صفحہ 191۔

8۔ بخاری، محمد ضیاء الحق، سید، قرآن مجید، تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور، 1991، دیباچہ۔

9۔ حاجنی، محی الدین، پروفیسر، وولر کی ملر، شالیمار آرٹ پریس سرینگر، 1982، صفحہ۔ 135

10- Raina, Trilokinath, A History of Kashmiri Literature, Sahitya Akademi, New Delhi, 2002,page 162.

11- Ihsanoglu, Ekmeleddin, world Bibliography of Tranaslations of The meannings of the Holy Quran, Research centre for Islamic History, Art and Culture, Istandbul, 1986,page 281

12۔ حاجنی، محی الدین، پروفیسر، وولر کی ملر، شالیمار آرٹ پریس سرینگر، 1982، صفحہ۔ 130

13۔ خیال، غلام نبی، رہبر، اوتار کرشن، کاشر نثر، کاشر ڈیپارٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی سرینگر، صفحہ 31۔

14۔ مشعل سلطانپوری، کاشر نثر کی تامیر کار، کاشر ڈیپارٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی سرینگر، 1982ء، صفحہ 47

15۔ خیال، غلام نبی، رہبر، اوتار کرشن، کاشر نثر، کاشر ڈیپارٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی سرینگر، صفحہ 31۔

16- Raina, Trilokinath, A History of Kashmiri Literature, Sahitya Akademi, NewDelhi, 2002,page 162.17

17۔ شاہ، یوسف، مولوی، بیان الفرقان المعروف تعلیم القرآن، جلد اول، علی محمد سنز سرینگر۔ 1973۔

18 مشعل سلطانپوری، کاشر نثر کی تامیر کار، کاشر ڈیپارٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی سرینگر، 1982ء، صفحہ 218

19- Raina, Trilokinath, A History of Kashmiri Literature, Sahitya Akademi, New Delhi, 2002,page 163.

20 حاجنی، محی الدین، پروفیسر، وولر کی ملر، شالیمار آرٹ پریس سرینگر، 1982، صفحہ۔ 135

21۔ ایضاً 22۔ ایضاً، صفحہ 131

23 بخاری، محمد ضیاء الحق، سید، قرآن مجید، تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور، 1991، دیباچہ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کا بلتی زبان میں ترجمہ اور ان کا جائزہ

شعیب اسماعیل بلغاری ☆

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی حقیقی کامیابی کے لیے رسول اللہ پر اتارا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں زندگی کی حرارت اور ہدایت کا نور دونوں یکجا ہیں۔ اس کی خوب صورتی دل اور آنکھ کو برابر متاثر کرتی ہے۔ اس کی روشنی سے دنیا و آخرت دونوں روشن ہوتے ہیں۔ اس کا فیض ہر پیاسے کو اس کی پیاس کے مطابق سیراب کرتا ہے۔ اس کی تعلیمات انسان کو اپنا مقام اور اللہ کی معرفت سے آگاہ کرتی ہیں اس طرح انسان کو معاشرے کا بہترین فرد بناتا ہے۔

قرآن شریعت اسلامیہ کا وہ چشمہ صافی ہے جو پوری انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا انعام ہے کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی دولت بھی اس کی ہمسری نہیں کرسکتی' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِی وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا"(۱)

قرآن مجید کا سننا سنانا' سیکھنا سکھانا' اس پر عمل کرنا اور کسی بھی حیثیت سے نشر و اشاعت کی خدمت سرانجام دینا' دنیا اور آخرت کی عظیم سعادت ہے۔ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ" (۲) (بیشک یہ "ذِکر" ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں)

قرآن ہر لحاظ سے سراپا اعجاز ہے۔ اس کا ہر پہلو اتنا دلربا ہے کہ اپنے پڑھنے والے کو مسحور کر دیتا ہے۔ یہی وجہ تھی جب قرآن کو نزول ہوا تو اپنی جاذبیت سے نوع انسان کے ہر سنجیدہ طبقہ اور

☆ غواڑی بلتستان، مرکز المودہ ڈی جی خان۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہین افراد کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اس میں ہرگز مبالغہ نہیں ہے کہ جتنا قرآن مجید پر لکھا گای ہے اُتنا کسی اور کتاب پر یا کسی موضوع پر نہیں لکھا گیا۔

لکھنے والوں میں اپنے' بیگانے' محقق' متعصب' ادیب اور فلسفی سب شامل ہیں۔ الغرض سب نے اس قرآن کی خدمت کی اور ہر ایک نے اس کی خدمت کو باعث فخر سمجھا اور اس سمندر کی گہرائی میں جانے کی کوشش کی۔ ہر ایک نے ہمت کے مطابق اس کے انمول موتیوں سے اپنی جھولیاں بھریں اور اس گلستان سے گل چینی کرتے کرتے عمریں گزار دیں' پھر بھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے اس کے تمام موتی اور پھول چن لیے ہیں بلکہ سب نے بے تامل یہ اعتراف کیا۔

داماںِ نگاہ تنگ وگلِ حُسنِ تو بسیار
گل چینِ تو از تنگی داماں گلہ دارد

یہ اعترافِ عجز ان کا ازراہ تواضع وانکسار نہ تھا بلکہ حقیقت کا اظہار تھا اور وہ مجبور تھے کہ اس روشن حقیقت کا اظہار کریں۔ (۳)

ہر عہد میں ملت اسلامیہ کے ذہین وفطین افراد نے جو روشن دماغ وروشن ضمیر تھے، اپنی استطاعت' صلاحیت' استعداد اور ماحولی تقاضوں کے مطابق قرآن مجید کی خدمت کی۔

قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا۔ عربی کا اپنا ادب ہے' فصاحت وبلاغت کا اپنا معیار ہے اس کے مجازات' استعارات اور امثال ہیں۔ مفردات کے اشتقاق اور جملوں کی ترتیب کے الگ قواعد ہیں۔ اس کا دامن الفاظ کی کثرت سے معمور ہے اور قواعد اشتقاق نے تو اس میں اتنی وسعت پیدا کر دی ہے کہ دنیا کی کوئی بھی ترقی یافتہ زبان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

برصغیر میں قرآن مجید کے تراجم کی ابتداد کنی اور ہندی زبانوں کے ناموں سے معروف ہوئے۔ 1087ھ میں عبدالصمد بن نواب عبدالوہاب خان (1089ھ) نے چار جلدوں میں قرآن مجید کا دکنی زبان میں ترجمہ وتفسیر لکھی۔ فورٹ ولیم (Fort valium) کے پرنسپل ڈاکٹر جان گلگرسٹ (1841ء Gilgrist) کی سربراہی میں علماء کی ایک جماعت جس میں امانت اللہ شیدا' میر بہادر علی' کاظم علی'

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غوث علی اور مولوی فضل اللہ وغیرہ شامل تھے۔ اردو زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا۔(۴)

اس مختصر سے مقالہ میں ان تمام تراجم کا جائزہ لینے کی گنجائش نہیں' تاہم معروف مترجمین کا ذکر نہ کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتا۔ معروف سکالر ڈاکٹر احمد خان نے قرآن مجید کے اردو تراجم کا جائزہ لیتے ہوئے ایک ہزار سے زائد تراجم کا ذکر کیا ہے۔(۵)

ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین نے قرآن مجید کے (سترھویں صدی سے بیسویں صدی تک کے) تراجم پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔(۶)

برصغیر کے معروف مترجمین میں سرفہرست شاہ ولی اللہ' شاہ عبدالقادر' شاہ رفیع الدین' شاہ مراداللہ انصاری' مرزا حیرت دہلوی' سید امیر علی' مولانا وحید الزمان' مولوی انشاء اللہ' عبداللہ چکڑالوی' احمد رضا خان بریلوی' نعیم الدین مراد آبادی' سید حسن بہاری' ڈاکٹر ابوالفضل مرزا' خواجہ احمد دین امرتسری' اشرف علی تھانوی' محمود الحسن دیوبندی' سید احمد حسن دہلوی' ڈپٹی نذیر احمد' ابوالکلام آزاد' سید ابوالاعلیٰ مودودی' امین اصلاحی' مولوی فیروز الدین' محمد جوناگڑھی' غلام وارث' پیر کرم شاہ الازہری' محمد حنیف ندوی' حامد حسن بلگرامی' مولانا ثناء اللہ امرتسری' حافظ محمد لکھوی' فتح محمد جالندھری' ڈاکٹر نصیر احمد ناصر' خواجہ حسن نظامی' عبدالماجد دریا آبادی' سرسید احمد خان' غلام احمد پرویز' مفتی محمد شفیع' مسعود احمد' عبدالرحمٰن کیلانی' حافظ صلاح الدین یوسف اور حافظ عبدالسلام بھٹوی کے نام شامل ہیں۔ ان میں قادیانی' ہندو اور عیسائی مترجمین کو مقالہ کی طوالت اور مسلم عقائد کی رو سے لائق اعتنا نہیں سمجھا، اس لیے ان کا ذکر یہاں نہیں کیا ہے۔ ابنائے برصغیر نے قومی زبان کے علاوہ اپنی مادری وعلاقائی زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے کیے ہیں۔

ان میں سے ایک زبان ''بلتی'' ہے۔ یہ زبان پاکستان کے شمال مغربی علاقہ بلتستان میں بولی جاتی ہے۔ بلتی زبان تبتی زبان کی مغربی شاخ ہے جس کا تعلق سائنوتبتن (Sino-tibetan) کے تبتو برمن (Tibeto-Burman) خاندان سے ہے۔ یہ زبان بلتستان کے علاوہ پوریگ' لداخ' تبت' سکم' بھوٹان' شمالی نیپال اور چین کے چار صوبے گانسو' یُن نن' چھینگائی اور سیچھو ان میں اسی زبان کی مختلف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بولیاں بولی جاتی ہیں۔(۷)

بلتستان کے صدر مقام سکردو میں ستمبر 2002ء میں ایک ثقافتی میلہ (سلک روڈ فیسٹیول) منعقد کیا گیا جس میں چائنا سے بھی لوگ شریک تھے ان کے تاثرات خود میں نے سنے ہیں' انہوں نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ بلتی اور چائنا کے گنتی ایک سے بیس تک ایک جیسے ہیں۔

اس زبان کے تاریخ دیکھیں تو اس کا بانی تبت کے ساتویں صدی عیسوی کے نامور بادشاہ ''سرونگ سین گمپو'' (Srontsan-Gampo) کے وزیر ''انو'' (Anu) نظر آتا ہے۔

بادشاہ سرونگ سین گمپو (Srontsan Gampo) نے اپنے وزیر انو (Anu) اور اپنے بیٹے کے ساتھ دانشوروں کی ایک ٹیم فن تحریر کا مطالعہ کرنے کے لیے ہندوستان بھیج دیا۔ انھوں نے سنسکرت زبان وعلوم کے مطالعے کے بعد تبتی زبان کے لیے اس کے تقاضوں کے مطابق ایک رسم الخط ایجاد کیا جو تیس (30) حروف اور چار اعرابی علامات پر مشتمل ہے اور بائیں سے دائیں کو لکھا جاتا ہے۔(۸)

یہ رسم الخط بلتستان میں اشاعت اسلام تک رائج رہا لیکن چودھویں صدی عیسوی میں اشاعت اسلام کے بعد بلتستان کا تبت سے روحانی اور مذہبی رابطہ منقطع ہو گیا جس نے لسانی تعلق کو بھی متاثر کیا۔ یہیں سے بلتی زبان نے تبتی گھرانے سے علیحدہ ہو کر اپنے الگ تشخص کی جانب سفر کرنا شروع کیا۔ بدھ مت کی مذہبی اصطلاحات کی جگہ عربی اور فارسی اصطلاحات نے لے لی۔ اس تبدیلی نے بلتی میں بعض نئی آوازوں کو بھی جنم دیا جس کی وجہ سے اس وقت تک رائج اس کا اپنا رسم الخط متروک ہو گیا۔ مزید یہ کہ بدھ مت کی یادگار سمجھ کر مسلمان آبادی کی دلچسپی اس سے اٹھ گئی' یوں اس طرز تحریر کو بالکل بھلا ہی دیا گیا۔(۹)

بلتی زبان کی اصل رسم الخط متروک ہونے کے بعد بلتی شاعری کی تدوین کے لیے فارسی رسم الخط کو بروئے کار لایا جاتا رہا کیونکہ لین دین کی تحریریں' معاہدے' وثیقے' خطوط اور دیگر دستاویزات فارسی زبان ہی میں لکھی جاتی تھیں۔ اس لیے بلتی میں نظموں کے علاوہ اور کچھ لکھنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ دوسری طرف فارسی رسم الخط کا دامن بلتی زبان میں موجود ساری آوازوں کو ضبط تحریر میں لانے کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسعت نہیں رکھتا لیکن اس مسئلے کی طرف کسی نے توجہ نہ دی بلکہ یہ نامکمل صورت میں ہی بلتی کے لیے تقریباً چھ صدیوں تک رائج رہا۔(۱۰)

بلتستان کی ایک ادبی تنظیم ''حلقہ علم وادب'' جس میں بلتستان کے نمایاں اہل علم (جناب یوسف حسین آبادی، راجہ محمد علی شاہ صبا، محمد قاسم نسیم اور محمد حسن حسرت وغیرہ) شامل تھے 1990 کی ایک میٹنگ میں فارسی رسم الخط میں سات متقارب نئے حروف کے اضافے کے ساتھ اسے بلتی زبان کے تقاضوں کے مطابق ڈھال لیا گیا۔(۱۱) اس کے بعد کی مطبوعات میں یہ نئے حروف استعمال ہو رہے ہیں۔اس طرح قرآن مجید کا یہ ترجمہ بلتی زبان کا پہلا نثری مجموعہ بھی ہے۔(۱۲)

ترجمے میں موجودہ رائج زبان استعمال کی گئی ہے، قدامت پسندی اور جدت پسندی کی درمیانی راہ اختیار کی گئی ہے۔بلتی زبان کے وہ قدیم الفاظ جو متروک ہو کر عام لوگوں کے لیے ناقابل فہم ہو چکے ہیں ان کے استعمال سے احتراز کیا گیا ہے۔دیگر زبانوں کے وہ الفاظ جو بلتی متبادر ہو کر اس کا حصہ بن چکے ہیں انہیں ترجمے میں استعمال کیا گیا ہے۔(۱۳)

بلتستان کے مختلف وادیوں کے مختلف لہجے ہیں ان میں سے سکردو کے لہجے کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے جبکہ دیگر وادیوں کے لہجوں کو بھی مختلف مقامات پر جگہ دی گئی ہے۔(۱۴)

قرآن مجید کا یہ ترجمہ سادہ عام فہم اور سلیس بلتی زبان میں ہے، مترجم لکھتے ہیں ''ترجمے کی عبارت کو تحت لفظی کی بے جان سی عبارت کے بجائے عربی الفاظ کی رعایت کے ساتھ بامحاورہ بنانے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ کلام پاک کی تاثیر قاری کی روح تک پہنچ سکے۔زبان اور بیان کو بالغانہ اور معیاری رکھنے پر خاص توجہ دی گئی ہے۔''(۱۵)

بعض مقامات پر عربی لفظ کو ترجمے میں استعمال کیا گیا ہے جس کا ترجمہ حاشیہ میں دیا گیا ہے، جس کی وجہ مترجم یہ بتاتے ہیں ''جن مقامات پر متن کے عربی لفظ کو ترجمے میں مجبوراً استعمال کرنا پڑا ہے وہاں حاشیے پر اس کے لغوی معنی درج کیے گئے ہیں۔''(۱۶)

مصنف کا تعلق اہل تشیع سے ہے، اس لیے اختلافی مقامات پر اپنے مسلک کے مطابق ترجمے کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاشیہ میں جگہ دی ہے مترجم خود لکھتے ہیں ''اختلافی مقامات پر متبادل ترجمے کو بھی حاشیے میں بالتفصیل دیا گیا ہے۔''(۱۷)

اس ترجمے کو لکھنے کا سبب مصنف کی قرآن سے ذاتی دلچسپی اور لگاؤ تھا۔ مصنف لکھتے ہیں: ''تقریباً چھ سو سالوں سے بلتستان کی ساری آبادی مسلمانوں چلی آرہی ہے اور مذہبی علماء کی بہتات رہی ہے لیکن اس مقدس کتاب کا بلتی زبان میں ترجمہ موجود نہ تھا۔ جبکہ انجیل کا بلتی میں ترجمہ ہوا تھا حالانکہ بلتستانیوں میں عیسائی مذہب کا ایک بھی پیرو موجود نہ تھا۔''(۱۸)

مترجم نے 1966ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا اس کے بعد قرآن کے ساتھ خصوصی لگاؤ پیدا ہوا گیا تھا اور وہ سوچتے تھے کہ ''میرے اور میرے خالق کے درمیان رابطے کی اس مقدس کتاب میں موجود ہزاروں آیتوں میں میرے لیے ہدایت ورہبری کی پیاری پیاری باتیں ہوں گی جنہیں سمجھنے کے لیے مجھے عربی پڑھنی چاہئے۔''(۱۹)

مترجم نے اپنی سوچ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے 1973ء تک کا عرصہ صرف، نحو، منطق، معانی وبیان، اصول فقہ، فقہ، حدیث وغیرہ کی تحصیل میں گزارا، اسی دوران مقامی نامور علماء میں شیخ محمد سعید کھر گرونگ، شیخ احمد علی گنگوپی سکردو اور ایران کے شیخ محمد سلطانی، شیخ جعفر، شیخ علی اسلامی اور شیخ آیت اللہ شاہ آبادی کے ہاں زانوے تلمذتہ کیا۔(۲۰)

تحصیل علم کے دوران انھوں نے ارادہ کیا کہ قرآن مجید کا بلتی زبان میں ترجمہ کرلیں۔ اسی جستجو میں لگے رہے اور اس ترجمے کی تیاری کے سلسلے میں انہوں مختلف مکاتب فکر کی تفاسیر اور علوم قرآن کا گہرا مطالعہ کیا، وہ لکھتے ہیں ''اس (1973ء، 1992ء) دوران مختلف مکاتب فکر کی تفاسیر، قرآنی لغات، قرآنی تاریخ، اردو، فارسی اور انگریزی تراجم کا بار بار بغور مطالعہ کیا۔ ترجمہ کسی بھی زبان کا ہو دوسری زبان میں دشوار ہوتا ہے۔''(۲۱)

قرآن مجید کے بلتی ترجمہ کو 12 مئی 1992ء میں مکمل کرلیا اور اگست 1993ء تک نظر ثانی کی گئی۔ نومبر 1993ء کو کمپوزنگ اور کتابت مکمل کر لی۔ 25 اپریل 1994ء کو مسودہ پروف ریڈنگ کے مرحلے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے گزر کر طباعت کے لیے تیار ہو گیا۔ مترجم ایک خاص مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے، اس لیے انھوں نے مسودہ دیگر مکاتب فکر کے علماء کو پیش کیا تو ان علماء کرام نے ان کے کام پر اطمینان کا اظہار کیا' اسے سراہا اور اس کی تصدیق کی۔ اس طرح بلتی زبان میں قرآن کا یہ پہلا ترجمہ ایران سے چھپے ہوئے قرآن کریم کے متن کے ساتھ 1995ء میں منظر عام پر آیا۔ (۲۲) جلدوں اور 1208 صفحات پر مشتمل ہے۔ اللھم انفعنا وارفعنا بالقرآن العظیم

❀❀❀❀

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی وحوالہ جات

۱۔ المائدۃ:۳۔

۲۔ الحجر:۹۔

۳۔ الازہری، پیر کرم، ضیاء القرآن (ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۵ء) ۱/۹ مقدمہ۔

۴۔ صلاح الدین یوسف، معانی القرآن (دارالسلام، لاہور) مقدمہ از عبدالجبار شاکر۔

۵۔ دیکھئے: احمد خان، ڈاکٹر، قرآن مجید کے اردو تراجم کا جائزہ مطبوعہ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔

۶۔ قدیمی کتب خانہ کراچی سے چھپ چکی ہے۔

۷۔ حسین آبادی، محمد یوسف...... بلتی قاعدہ (مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد 2004ء) ص ۷ (دیباچہ)

۸۔ حسین آبادی، محمد یوسف، ترجمہ قرآن، (ایس ٹی پرنٹرز گوالمنڈی، راولپنڈی، طبع اول 1995ء) عرض مترجم۔

۹۔ ایضاً۔

۱۰۔ یوسف حسین آبادی...... بلتی قاعدہ (مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد 2004ء) ص ۷ (دیباچہ)

۱۱۔ ایضاً۔

۱۲۔ حسین آبادی، محمد یوسف ترجمہ قرآن، عرض مترجم۔

۱۳۔ ایضاً۔

۱۴۔ ایضاً۔

۱۵۔ ایضاً۔

۱۶۔ ایضاً۔

۱۷۔ ایضاً۔

۱۸۔ ایضاً۔

۱۹۔ ایضاً۔

۲۰۔ ایضاً۔

۲۱۔ ایضاً۔

۲۲۔ ایضاً: فقیر محمد، مولانا، عالمی زبانوں میں تراجم قرآن (نوید پبلشرز، لاہور 2001ء) ص 79۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کے غیر عربی زبانوں میں ابتدائی تراجم

ڈاکٹر محمد سلیم اسماعیل ☆

قرآن مجید اسلامی تعلیمات کا بنیادی ماخذ اور روز اول سے ہی مسلمانوں اور غیر مسلموں کی توجہ کا انتہائی مرکز رہا ہے۔ قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا۔ اس کے اولین مخاطب عرب تھے، بعد ازاں اسلام جہاں جہاں پہنچا قرآن مجید نے اپنی، یعنی عربی زبان کی سیادت کو تسلیم کروایا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نو مسلم اقوام عالم نے عربی زبان کو بہت سراہا اور اسے مذہبی لحاظ سے اپنی زبان کے برابر حیثیت عطا کی۔ دعوت اسلامی کی تکمیل کے لیے قرآنی مفہوم کی اہمیت وضرورت کو محسوس کیا جانے لگا اور ارشاد نبویؐ کے اس قول مبارک: بلّغو عنّی وَ لَو آیة (۱) سے اس مقصد کو تقویت پہنچی اور قرآنی تراجم کی تحریک بڑی وسعت رفتاری سے آگے بڑھی۔ قرآن مجید کے ابتدائی ترجموں کے بارے میں یہ بیان کرنا بے جا نہ ہوگا کہ ابتدائے اسلام میں قرآن کریم کے غیر عربی زبانوں میں تراجم کو ناجائز تصور کیا جاتا تھا۔ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل قرآن مجید کی غیر عربی زبان میں قرأت کو ناجائز تصور کرتے تھے۔ (۲)

علامہ سرخسیؒ اپنی کتاب المبسوط میں لکھتے ہیں کہ امام العصر ابو حنیفہؒ (۱۵۰ھ/ ۷۶۷م) نے نماز میں قرآن مجید پڑھنے کی اجازت دی ہے اور یہ روایت بھی بیان کی جاتی ہے، تو بعد میں انہوں نے بلا وجہ ترجمہ قرآن مجید کو نماز میں ادا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (۳) ابو بکر محمد بن جعفر النرشخی (م ۳۴۸ھ/ ۹۵۹ء) نے تاریخ بخاری میں لکھا ہے کہ اہل بخارا ابتدائے اسلام میں عربی زبان نہ جاننے کی وجہ

☆ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اپنی نمازوں میں فارسی ترجمہ کریم پڑھا کرتے تھے۔ (۴)

امام بخاری (م ۲۵۵ھ/ ۸۶۹م) نے الجامع الصحیح میں حضرت ابوھریرہؓ سے روایت بیان کی ہے کہ اہل کتاب عبرانی میں تورات کو پڑھتے تھے اور عربی زبان میں اس کی تفسیر بیان کرتے تھے۔ (۵)

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں ترجمہ القرآن کے حوالے سے یہ لکھا گیا: ''قرآن مجید کا فارسی یا کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنا درست نہیں کہ قرات اس انداز سے کی جائے جس سے اس کا اعجاز برقرار رہے، اس میں شبہ نہیں کہ ترجمہ میں اعجاز باقی نہیں رہتا اور عربی کے علاوہ باقی زبانوں میں وہ بات نہیں پائی جاتی جو عربی کی خصوصیت ہے۔ (۶)

ترجمہ قرآن مجید کے جواز کے سلسلے میں درج ذیل دلائل پیش کیے جاسکتے ہیں:

۱: آنحضرت ﷺ سے بہت سی روایات بیان کی جاتی ہیں جن سے دیگر اقوام کی زبانوں کو سیکھنے کی ترغیب ملتی ہے۔ مثلاً آپ ﷺ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو عبرانی اور سریانی سیکھنے کا حکم دیا اور بہت کم وقت میں وہ ان دونوں زبانوں میں ماہر ہو گئے۔ (۷) آنحضرت ﷺ نے پڑوسی سلطنتوں کے سربراہان کو جو دعوتی خطوط لکھے، ان میں اکثر قرآنی آیات ہوتی تھیں جن کے ترجمے یا ترجمانی کے ذریعے متعلقہ زبان میں سربراہِ مملکت کو ان آیات کریم کے مفہوم کو سمجھایا گیا۔ (۸)

اس حوالے سے ابن قیم الجوزی نے زادالمعاد میں لکھا:

> وقیل ان عمر بن امیه الذی حمل کتاب النبی الی النجاشی قرات علیه بلسان فهمه الملك و ذكر النبی فی كتابه الی المقوقس قوله تعالی: ﴿ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ. ﴾
>
> (آل عمران: ۲۳)

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عمر بن امیہ جونہی آنحضور علیہ الصلاۃ والسلام کے قاصد کی حیثیت سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا، اس نے نجاشی کے سامنے نامہ مبارک کو اس کی زبان میں پڑھ کر سنایا اور آنحضرت ﷺ نے مقوقس کی طرف اپنے خط میں سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۶۴ لکھی: ''اے اہل کتاب ہمارے اور تمہارے درمیان جو برابری کی بات ہے اس کی طرف آؤ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو نہ ایک دوسرے کو اپنا رب قرار دیں۔''(۹)

یہ بات قرین قیاس ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہم کے نامہ مبارک لانے والے قاصد کے ہاتھوں ان حکمرانوں یا درباری ترجمانوں کے ہاتھوں ان خطوط کے ترجمے کیے گئے۔ جب دحیہ کلبی نے، آپ ﷺ کا نامہ مبارک بوزنطی حکمران ہرقل کو پہنچایا تو اس نے ترجمان سے اس خط کو پڑھنے کا حکم دیا۔ (۱۰)

علامہ سرخسی نے اپنی کتاب المبسوط میں لکھا کہ حضرت سلمانؓ فارسی صحابی رسول ﷺ نے اہل فارس کے مطالبہ پر بسم اللہ اور سورۃ الفاتحہ کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا۔ (۱۱)

ڈاکٹر محمود بداوی رقمطراز ہیں:

''بعض محققین نے قرآن مجید کے غیر عربی زبانوں میں ترجمہ کے جواز میں علامہ سرخسی کی بیان کردہ اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت سلمانؓ فارسی نے اپنے ہم وطنوں کے لیے بسم اللہ اور سورۃ فاتحہ کا ترجمہ فارسی میں کیا اور وہ اس فارسی ترجمہ قرآن کو اپنی نمازوں میں ادا کیا کرتے تھے''(۱۲)

اس بات کو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں یوں بیان کیا گیا ہے:

" A persion al translation is said to have been made during the time of orthodox caliphs by Salman al-farsi. (13)"

ابتدائی تراجم کی تحریک بارے Halet Eren اور Ismet Binark اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں:

"It seems that the translation of the Holy Quran was a matter of serious consideration from the early period of islam, Non Arab Muslims felt the need of an explanation of the Quran in language other than Arabic." (14).

عبدالمنعم اپنی کتاب میں اس بات کی تصدیق اپنے ان الفاظ سے کرتے ہیں:

"واما العرب فیحسون الشدیدۃ الترجمہ لیفھمو القرآن و یعتبرو بہ و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يحيط علماً من معارف شئى فى الامور الدنيوية و الاخروية ، والعلمية . " (١٥)

ابو بکر محمد بن جعفر النرشخی نے لکھا کہ اہل بخارا ابتدائے اسلام میں عربی زبان نہ جاننے کی وجہ سے فارسی ترجمہ قرآن کو اپنی نمازوں میں ادا کرتے تھے۔(١٦)

مختصراً یہ کہ ترجمہ قرآن مجید کے اغراض و مقاصد کے ضمن میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے جن میں مسلم علما کی اکثریت شامل ہے قرآن کریم کے ترجمے صرف اس لیے کیے کہ وہ اس کار خیر سے اللہ تعالی کی رضا چاہتے تھے، مثلاً شاہ عبدالقادر دہلوی جو شاہ ولی اللہ کے بیٹے ہیں انہوں نے اپنا اردو ترجمہ قرآن مکمل کرنے کے بعد یہ شعر لکھا:

روز قیامت هر کسی با خویش دار نامه ای
من نیز حاضر میشوم تفسیر قرآن در بغل

(قیامت کے دن ہر کسی کے پاس اپنا نامہ اعمال ہوگا، میں بھی تفسیر قرآن بغل میں لے کر حاضر ہو جاؤں گا۔(١٧)

مولانا محمد اسلم جیراجپوری اپنی کتاب تاریخ القرآن میں لکھتے ہیں:

"مسلمانوں کی یہی خواہش رہی کہ جو قومیں اسلام میں داخل ہوں وہ قرآن کو اس کی اصلی زبان یعنی عربی ہی میں پڑھیں، چنانچہ موحدین کی سلطنت کے زمانے میں جن کا تسلط الجزائر سے اندلس تک تھا، جب قرآن کا ترجمہ بربری زبان میں کیا گیا تو وہاں کے علما نے سختی سے اس کی مخالفت کی اور غیر عربی میں اس کی تعلیم کو ناجائز قرار دیا۔ آخر کار وہ ترجمہ فنا کر دیا گیا۔ لیکن ائمہ اسلام نے اس میں تکلیف اور نقصان دیکھ کر قرآن کے ترجمہ کی اجازت دے دی، چنانچہ شیخ سعدی شیرازی نے (م ٦٩١ ھ) میں فارسی میں ترجمہ کیا اسی دوران ترکی زبان میں بھی قرآن کے ترجمے ہوئے۔"(١٨)

مولانا اشرف علی تھانوی اپنے اردو ترجمہ قرآن کے مقدمے میں رقمطراز ہیں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بعض لوگوں نے محض تجارت کی غرض و نہایت بے احتیاطی سے قرآن کے ترجمے شائع کرنا شروع کیے، جن میں بکثرت مضامین خلاف قواعد شرعیہ ہیں جن سے عام مسلمانوں کو بہت مضرت پہنچی ہے۔''(۱۹)

کچھ لوگوں نے محض تعصب کی بنا پر اس خیر عظیم کے ترجمے کیے اور پھر ان کے جواب میں مسلم علمانے بھی ترجمے کیے۔ ایک ہی زبان میں کئی ترجمے ہونے کی وجہ سے لسانی ارتقاء تطور ہوا ہے کہ کسی بھی زبان کے نئے تقاضوں کے مطابق نئے ترجمہ قرآن کی ضرورت پوری کرنے کے لیے نئے ترجمے کیے گئے۔

عصر حاضر میں قرآن مجید کے دوسری زبانوں میں ترجمے کرنے کے جواز پر علما کا اتفاق ہے ،لیکن اس میں حد درجہ کی احتیاط ہونی چاہیے، اس لیے کہ قرآن کریم کے ترجمے بدنیتی اور اسلام دشمنی کی بنا پر بھی کیے جانے لگے ہیں ۔(۲۰)

قرآن پاک کے ایشیا، افریقہ، یورپ کی زبانوں میں ترجمے کیے جا چکے ہیں۔ ماہر علوم القرآن ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مطابق چودھویں صدی کے ربع چہارم میں دنیا کی سو سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ ہو چکا تھا(۲۱)

روزنامہ ''نوائے وقت'' کی ایک خبر میں انیس زبانوں میں قرآن پاک کے ترجمہ کا ذکر یوں کیا گیا ہے:

''مسلم ورلڈ لیگ نے قرآن پاک کا انیس زبانوں میں ترجمہ کرنے کا فیصلہ کیا جس میں جاپان، افریقی ملکوں اور جنوب مشرقی ایشیائی اور یورپی زبانیں شامل ہیں۔ موریطانیہ میں ایک سنٹر قائم کیا گیا جس میں فرانسیسی ، انگریزی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے ہو رہے ہیں، یوگنڈا کی مقامی زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ ہو چکا ہے۔''(۲۲)

ذیل میں ان تمام زبانوں کی فہرست حروف تہجی کے اعتبار سے پیش کی جاتی ہے جن میں قرآن کریم کے ترجمے ہو چکے ہیں ان میں

اردو،	ارگونی،	ارمنی،	اسامی،	اسپرنتو،	آسٹریا،	افریقی،	البانی،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگریزی،	ایھارک،	بربر،	برلن،	برمی،	بروہی،	بگنی،	بلغاری،
بلوچی،	بوھیمی،	بنگالی،	پرتگالی،	پشتو،	پوٹھوہاری،	پولش	پنجابی،
تامل،	تلنگی،	ترکی،	تیلگو،	ٹیملی،	جاپانی،	جاوی	جرمن،
چینی،	حبشی ،	ڈنملکی،	سرائیکی،	سواحلی،	سوڈانی،	سویدی	سندھی،
سنسکر،	سنھالی،	سربوی،	شامی،	فارسی،	فلپائینی،	نش	کریول،
کردش،	کشمیری،	کوین،	گجراتی،	ورکھی،	لاطینی،	مربیہ	کاسری،
ملائے،	ملیالم،	مراٹھی،	میسری،	نارویں،	ہسپانوی،	ہولندی	ھوسا،
ہنری،	ہنگری،	یوگنڈا،	یونانی،	یوربا،			

اب تمام زبانوں میں صرف ابتدائی ترجموں کے بارے میں معلومات باہم پہنچاتے ہیں۔

(ا) اردو:......اردو ابتدا میں اردو زبان کو ہندی زبان کہا جاتا، تھا جیسا کہ شاہ عبدالقادر دہلوی نے اپنے ترجمہ قرآن کو ہندی یعنی اردو میں مکمل کرنے کے بعد لکھا: ''اس بندہ عاجز عبدالقادر کے خیال میں آیا کہ جس طرح ہمارے بابا صاحب بہت بڑے شاہ ولی اللہ عبدالرحیم کے بیٹے سب حدیثیں جاننے والے، ہندوستان کے رہنے والے، فارسی زبان میں قرآن کے معنی آسان کر کے لکھے ہیں۔ اس طرح عاجز نے ہندی زبان میں قرآن کے معنی آسان کر کے لکھے، الحمداللہ یہ آرزو ۱۲۰۵ھ/ ۱۷۹۰ء میں مکمل ہوئی۔'' (۲۳)

صالحہ عبدالحکیم شرف الدین اپنی کتاب میں لکھتی ہیں:

''کشمیر کے راجہ مہروک نے ۲۷۰ھ/ ۸۸۲ء میں منصورہ (سندھ) کے حاکم امیر عبداللہ بن عمر کو لکھا کہ میرے پاس ایک آدمی بھیج دیا جائے جو اسلامی شریعت کے احکام ہندی زبان میں بیان کرسکے۔ امیر عبداللہ نے ایک مسلمان عالم کو، جو ہندوستان کی مختلف زبانیں جانتا تھا، اس راجہ کے پاس چند سال ٹھہر کر، راجہ کو پورے طور پر اسلام سے واقف بنادے، راجہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس سے خواہش کی کہ ہندی زبان میں میرے لیے قرآن تفسیر کرے سورۃ یس تک یہ تفسیر مکمل ہوئی۔'' (۲۴)

اردو زبان میں قرآن مجید کے ابتدائی تراجم کے بارے اختلاف ہے۔ عبدالصمد صارم اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں:

''اردو میں پہلا ترجمہ مولوی عزیزاللہ ہمرنگ اورنگ آبادی (دکن) کا ہے، اس کا نام ''چراغ ابدی'' ہے یہ قرآن پاک کے تیسویں پارے کا ترجمہ ہے، ۱۲۲۱ھ کو کیا گیا (۲۵)

''سب سے پہلا اردو زبان میں مکمل ترجمہ قرآن حکیم محمد شریف کا ہے، لیکن یہ ترجمہ قرآن شائع نہ ہو سکا۔'' (۲۶)

محمود بداوی ہندوستانی زبانوں میں قرآن کریم کے اولین ترجمہ کے بارے میں رقمطراز ہیں:

''اردو جو ہندوستان کی ایک اہم زبان ہے اور اسے پاک و ہند کے بعض لوگ بولتے ہیں، میں سب سے پہلے اردو ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی نے ۱۷۹۰ء میں کیا۔'' (۲۷)

برصغیر پاک و ہند کی سرزمین میں قرآن مجید کا سب سے پہلا قدیم ترین ترجمہ قرآن ابتدائی دور کی یادگار ہے۔ مشہور سیاح بزرگ بن شہریار نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز والی منصورہ کے بھیجے ہوئے آدمی عالم دین نے راجہ مھروک کے کہنے پر ۲۷۰ھ/۸۸۴ء میں کیا۔

(۲) آسٹریا:......آسٹریا زبان میں زوما بردگدیوں نے قرآن پاک کا ترجمہ کیا اس پر تاریخ طباعت مذکور نہیں ہے۔ دوسرا ترجمہ گرسون نامی شخص نے کیا۔

(۳) ڈنمارکی:......ڈنمارک کی زبان میں پڈرسن نے ۱۹۱۹ء میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا۔ اور ۱۹۳۱ء میں گول نامی آدمی نے ترجمہ قرآن ڈنمارکی میں کیا۔ (۲۸)

(۴) فرانسیسی:......فرانسیسی زبان میں قرآن کریم کے کافی تعداد میں ترجمے کیے گئے۔ ابتدائی دور کے ترجمے یہ ہیں:

۱۲۴۸ء میں ایم اینڈ روڈ رائر نے قرآن کریم کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا۔ ۱۷۵۲ء اور ۱۸۲۹ء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں موسیون گارساں کا ترجمہ قرآن منظر عام پر آیا۔ (فرانسیسی میں سب سے معروف ترجمہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا ہے)۔

(۵) جرمنی:...... جرمن زبان میں قرآن مجید کے ترجموں کا آغاز مشہور مصلح مارٹن لوتھر (پروٹسٹنٹ مذہب) نے کیا۔ اس کے بعد شوئیگر، تھیوڈور آرنلڈ سی بوائسن کریگل، فریڈرک، دوکروٹ وغیرہ نے جرمن زبان میں قرآن کریم کے ترجمے کیے گئے۔

(۶) برمی:...... برمی زبان میں ایک ترجمہ قرآن کا ذکر کیا گیا ہے، جو احمد اللہ نے کیا۔ دوسرا ترجمہ رحمت اللہ، مبلغ اسلام، جمیعۃ علمائی، برما، رنگون نے کیا۔

(۷) بلوچی:...... بلوچی زبان میں ایک ترجمہ کا ذکر کیا گیا ہے

(۸) بوہیمین:...... بوہیمین زبان میں دو ترجمہ قرآن کا ذکر ملتا ہے، وس لے (Vaslay) نے ۱۹۴۵ء کو بروگ کے شہر سے قرآن کریم کا ترجمہ کیا۔

(۹) پشتو:...... پشتو میں چودہ تراجم قرآن کا ذکر ملتا ہے، سب سے پہلا ترجمہ قرآن مراد علی نے ۱۸۶۷ء کو مکمل کیا اور یہ ترجمہ قرآن ۱۹۰۶ء کو لاہور سے شائع ہوا۔

(۱۰) ہندی:...... ہندی زبان میں سب سے پہلا ترجمہ احمد شاہ نے کیا۔

(۱۱) بنگالی:...... بنگالی زبان میں شاہ رفیع الدین کے اردو ترجمہ قرآن کو بنگالی زبان میں ۱۳۴۹ھ کو منتقل کیا گیا۔ یہ سب سے پہلا ترجمہ قرآن ہے۔ (۲۹)

(۱۲) سریانی:...... سریانی زبان میں سب سے پہلا ترجمہ قرآن غیر مسلموں کے ہاتھوں ہوا۔ یہ ترجمہ قرآن مخطوط کی صورت میں مانچسٹر لائبریری انگلستان میں پڑا ہوا ہے۔ استاد مانکانا کے مطابق اس ترجمہ قرآن کو بار صلیبی جو کہ حجاج بن یوسف کا ہم عصر تھا، نے پہلی صدی ہجری کے آخر میں مکمل کیا۔

(۱۳) عبریانی:...... عبریانی زبان میں ترجمہ قرآن کے حوالے سے دائرہ معارف یہود میں ذکر کیا گیا ہے کہ بودلین (Bodellian) لائبریری آکسفرڈ، انگلستان میں ۱۲۲۱ نمبر کے تحت قرآن کریم کے بعض اجزا کا ترجمہ موجود ہے۔ باقاعدہ عبرانی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ یعقوب بن اسرائیل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاخام زنتی (Zante) نے ۱۲۳۶ء میں لاطینی سے عبرانی زبان میں کیا۔ اس کے بعد ھرمان ریکسدوف (Hermann) (reexendorf) نے ۱۸۵۷ء کو عبرانی میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا۔ اور یہ ترجمہ قرآن لیزنگ سے شائع ہوا۔

(۱۴) جاوی:......جاوی زبان میں ترجمہ قرآن ۱۹۱۳ء میں ایک آدمی جو اپنے آپ کو خادم سلطان ترکی کہلاتا تھا کے ہاتھوں ہوا۔

(۱۵) ترکی :......ترکی زبان میں پہلا ترجمہ قرآن ابراہیم حلیمی نے کیا۔ اسی طرح دوسرا ترکی زبان میں ترجمہ قرآن ایک آدمی جس کا نام خیا تھارا لکھا ہوا ہے۔

(۱۶) سویدی:......ایک ترجمہ قرآن سویدی زبان میں ۱۸۷۴ء میں ہوا۔ جس کے مترجم کا نام موجود نہیں ہے۔ ایک اور ترجمہ قرآن تورمنبرج (G.G Tobberg) نے سویدی زبان میں کیا۔

(۱۷) اسبانی:......تیرھویں صدی عیسوی میں طیب ابراھیم نے سورہ اسرائیل کا ترجمہ اسبانی زبان میں کیا۔ یہ ترجمہ قرآن فرانسیسی سے بوناونیتورا سا(Bonna ventura saw) نے اسبانی زبان میں کیا۔

(۱۸) ہولندی:......ہولندی زبان میں شوگیر(Schwegger) کے ترجمہ قرآن سے کیا گیا اور یہ ترجمہ ۱۶۴۱ء میں ہمبرگ سے شائع ہوا۔ اس کے بعد جلاماکر (J. H. G laremher) نے رایہ فرانسیسی کے ترجمہ قرآن پر اعتماد کرتے ہوئے ترجمہ کیا۔ اور یہ ترجمہ ہولندی زبان میں ۱۲۵۸ء میں لندن سے شائع ہوا۔ اس کے بعد یہی ترجمہ دوبارہ یعنی ۱۲۵۸ھ اور ۱۷۳۴ء میں شائع ہوا۔

(۱۹) روسی: ......روسی زبان میں ۱۷۷۲ء میں ایک ترجمہ قرآن منظر عام پر آیا۔ یہ ترجمہ قرآن لینگراد شہر سے شائع ہوا۔

(۲۱) اطالوی:......۱۵۳۷ء میں انڈریا اراوبین (Ander Arivaben) نے لاطینی زبان میں • کیے ہوئے ترجمہ قرآن کی مدد سے اطالوی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا۔ اس کے بعد اکیلو فاراکسی (Aquilis Fracassi) نے ۱۹۱۳ء میں قرآن کریم کا اطالوی زبان میں ترجمہ قرآن کیا۔ اس کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ اطالوی زبان میں انتیس تراجم کا ذکر ملتا ہے۔ جن میں اہم انڈریا اراوبین ہے۔

(۲۱) ھنگری:......ھنگری زبان میں سید احمد ابوالفضل نے ایک ترجمہ قرآن کا ذکر کیا ہے جو زوُما ایرگڈن (Zyedmay eretgeden) نے ۱۸۵۳ء کو کیا۔

(۲۲) آرغونی:......ایک ترجمہ قرآن آرغونی زبان میں بھی ہوا۔

(۲۳) یوگوسلاویہ:......یوگوسلاویہ زبان میں سات ترجموں کی تعداد احمد ابوالفضل نے بتائی ہے(۳۰)

(۲۴) البانی:......البانی زبان میں ایک ترجمہ قرآن ایک مسلمان جس نے اپنا نام الف میم قاف بیان کیا ہے، نے کیا۔

(۲۵) انڈو چائینا:......انڈو چائینا کی زبان میں احمد شاہ کو نیوز نے ۱۹۱۸ء کو قرآن کریم کا ترجمہ کیا۔

(۲۶) ارمنی:......ارمنی زبان میں امیر چنگیز نے ۱۹۰۹ء میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا جو دو مرتبہ شائع ہوا۔ ۱۹۱۱ء میں سواتر نے قرآن کریم کا ترجمہ ارمنی زبان میں کیا۔

(۲۷) پولش:......پولش زبان میں تین تراجم قرآنی کا ذکر ملتا ہے۔

(۲۸) حبشی:......حبشی زبان میں ایک ترجمہ قرآن کا ذکر ملتا ہے۔

(۲۹) ڈچ:......ڈچ زبان میں پانچ تراجم قرآنی کا ذکر ملتا ہے۔

(۳۰) روسی:......روسی زبان میں چھ ترجموں کا ذکر ملتا ہے۔

(۳۱) سرائیکی:......سرائیکی زبان میں ایک ترجمہ قرآن کا ذکر ملتا ہے۔

(۳۲) سربین:......سربین زبان میں دو تراجم قرآنی کا ذکر ملتا ہے۔

(۳۳) سندھی:......سندھی زبان میں چھ تراجم قرآنی کا ذکر ہے۔

(۳۴) سنسکرت:......سنسکرت زبان میں دو تراجم قرآنی کا ذکر ملتا ہے۔

(۳۵) سواحلی:......سواحلی زبان میں چار تراجم قرآنی کا ذکر ملتا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳۶) کنٹری:......کنٹری زبان میں ایک ترجمہ قرآن کا ذکر ملتا ہے

(۳۷) گجراتی:......گجراتی زبان میں نو ترجموں کا ذکر ملتا ہے۔

(۳۸) گورمکھی:......گورمکھی زبان میں دو ترجموں کا ذکر ملتا ہے۔

(۳۹) مالئی:......مالئی زبان میں ایک ترجمہ قرآن کا ذکر ملتا ہے۔

(۴۰) مرہٹی:......مرہٹی زبان میں ایک ترجمہ قرآن کا بیان ہے۔

(۴۱) مکاسری:......مکاسری زبان میں دو ترجموں کا ذکر ملتا ہے۔

(۴۲) ملیالم:......ملیالم زبان میں دو ترجموں کا ذکر ملتا ہے۔

(۴۳) ہوسی:......ہوسی زبان میں بھی ترجمہ قرآن ہو چکا ہے۔لیکن مترجم کا حال معلوم نہیں ہو سکا۔

(۴۴) جاپانی:......جاپانی زبان میں سکا مولو(Sakamolo) نے قرآن کریم کا ترجمہ کیا جو ٹوکیو سے شائع ہوا۔

(۴۵) چینی:......۱۹۲۷ء میں ایک غیر مسلم جے ایم راڈویل کے انگریزی ترجمہ کو چینی زبان میں منتقل کیا۔مسلمانوں نے اس کی خریداری کی ممانعت کی۔اس کے بعد ایک یہودی عالم نے مولوی محمد علی لاہوری کے انگریزی ترجمہ قرآن کی مدد سے چینی زبان میں ترجمہ کیا اس کی بھی مسلم علما کی طرف سے ممانعت کی گئی۔

۱۹۳۳ء میں دو جید مسلم علما نے چینی میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا جو قابل اعتماد اور بہترین ترجمہ تھا۔اس کے علاوہ چینی میں پاؤ چن چاک می (Chinchakome) نے ترجمہ قرآن کیا جو ۱۹۳۵ء کو شنگھائی سے شائع ہوا۔

(۴۶) پولش:......پولش زبان میں بوزیکیو (Buczackiago) نے قرآن کریم کا ترجمہ پولش زبان میں کیا جو ۱۸۵۸ء میں وارسا سے شائع ہوا۔

(۴۷) سواحلی:......۱۹۲۳ء کو عیسائی مشنری سوسائٹی نے قرآن کریم کا ترجمہ سواحلی زبان میں کیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا مقصد سواحلی باشندوں میں عیسائیت کا پرچار تھا۔اس کے جواب میں زنجبار کے مسلمانوں نے بھی ایک اور قرآن کریم کا ترجمہ کیا اور دوسرا میروی کی انجمن اسلامیہ کی طرف سے کیا۔

(۴۸)طیالم:......طیالم زبان میں ایس ان کرشن راؤ بی نے بھی ایک اور قرآن کریم کا ترجمہ کیا۔ اے اڈیٹر ماہ نامہ سہ گرو نے کیا۔

(۴۹)تلنگو:......تلنگی زبان میں ایک ترجمہ قرآن نارائن راؤ نے محمد علی لاہوری کے انگریزی ترجمہ کی مدد سے کیا دوسرا ترجمہ قرآن ونکٹا ٹرت نن نے تلنگو زبان میں کیا۔

(۵۰)مرہٹی:......مرہٹی زبان میں صوفی میر محمد یعقوب چشتی نے قرآن کریم کا ترجمہ کیا جو بمبئی سے شائع ہوا۔

(۵۱)بنگالی:......بنگالی زبان میں سب سے پہلے غلام اکبر علی نے ترجمہ قرآن ۱۸۶۸ء میں مکمل کیا۔

(۵۲)گجراتی:......گجراتی زبان میں سب سے پہلا ترجمہ قرآن ۱۸۷۹ء میں عبدالغفار بن لقمان نے کیا جو بمبئی سے شائع ہوا۔

(۵۳)کشمیری:......کشمیری زبان میں سب سے پہلا ترجمہ قرآن محمد یحیٰ شاہ کا ہے جو ۱۸۸۷ء کو شائع ہوا۔

(۵۴)ہندی:......ہندی زبان میں پہلا ترجمہ قرآن راجہ مھروک کی فرمائش پر عبداللہ بن عمر (والی سندھ) کی طرف سے بھیجے گئے ایک عالم دین نے سورۃ یٰسین تک کیا۔لیکن پہلا باقاعدہ مکمل ترجمہ قرآن عزیز اللہ متلوی نے کیا۔

(۵۵)پنجابی:......پنجابی زبان میں ترجمہ قرآن کو پہلی مرتبہ حافظ مبارک اللہ نے ۱۸۷۰ء کو مکمل کیا۔

(۵۶)انگریزی:......انگریزی زبان میں جزوی تراجم کا سلسلہ تو ۱۵۱۵ء سے شروع ہو چکا تھا۔ لیکن مکمل ترجمہ قرآن الیگزینڈر راس نے ۱۶۴۸ء کو کیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵۷)اسپرنتو:......اسپرنتو بیسویں صدی کی نئی زبان ہے، جسے آجکل دنیا کے پندرہ کروڑ انسان
ی رابطہ کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ اس نئی زبان میں قرآن مجید کے پیغام کو منتقل کرنے کا
ا علامہ مظہر عباسی کے سر ہے۔ جس نے ۱۹۵۲ء میں جامعہ عباسیہ (بہاولپور) میں تعلیم حاصل کی اور
ں خیر عظیم کا ترجمہ اسپرنتو زبان میں کر کے گراں قدر خدمت سرانجام دی۔

(۵۸)سویڈش:......سویڈش زبان میں کروسنس ٹولپ (Crusenstolpe) نے ۱۸۴۳ء میں
لا ترجمہ قرآن کیا اور اسٹاک ہالم سے شائع کروایا۔

(۵۹)ولندیزی:......ولندیزی زبان میں پہلا قرآن کریم کا ترجمہ شویگر (Shweigger) نے
ن زبان میں کیا۔ اس قرآن کریم کے ترجمہ سے ولندیزی میں ترجمہ کیا جو ۱۶۴۱ کو ہمبرگ سے شائع
ا۔

مندرجہ بالا اعدا وشمار سے واضح ہوتا ہے کہ مشرقی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے سب سے
دہ ہوے ان زبانوں میں فارسی اور اردو میں سب سے زیادہ تراجم منظر عام پر آئے۔

مولانا عبداللہ چھپروی میں البیان فی التراجم القرآن نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مراد
دی کا ایک قول نقل کیا ہے۔ ”جس زمانے میں ہندوستان میں بھاشا زبان جاری تھی اس وقت بھاشا
ں بھی قرآن کریم کا ترجمہ ہوا۔(۳۱)

اردو زبان میں تراجم کا آغاز دسویں صدی ہجری میں تفاسیر کے ساتھ ہوا، لیکن یہ سلسلہ چند
رتوں یا سیپاروں سے آگے نہ بڑھ سکا۔

بابائے اردو مولوی عبدالحق اردو زبان میں عام طور پر قرآن کریم کا پہلا ترجمہ شاہ رفیع الدین کا
دوسرا ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی کا قیاس کرتے ہیں۔ یہ دونوں ترجمے تیرھویں صدی ہجری کے ہیں۔

قرآن کریم کے اولین تراجم میں دوسرا ترجمہ راہب پطرس طرابلس نے ۱۱۴۳ء میں لاطینی
ن میں کیا۔ جو مغربی زبانوں میں کلام پاک کا پہلا ترجمہ ہے اور ۱۵۴۳ء میں باسل کے مقام
ر شائع ہوا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخی اعتبار سے افریقی زبانوں میں سب سے پہلا ترجمہ الجزائر کی بربری زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ۱۲۲۷ء/ ۲۲۷ھ میں ہوا۔مشرقی زبانوں میں فارسی زبان میں شیخ سعدی شیرازی نے ۲۹۱ھ میں یعنی ساتویں صدی ھجری کے آخر میں ہوا۔پہلی صدی ہجری کے آخر میں حجاج بن یوسف کے زمانے میں غیر مسلموں کی طرف سے Syriac سریانی زبان میں کیا گیا۔انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے مطابق چینی زبان میں بھی قرآن کریم کا اسلام کے ابتدائی ایام میں ہوا۔(۳۲)

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 18727

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات وحواشی

(۱) الترمذی: محمد بن عیسیٰ السنن مصر، ج ۵، ص ۴۰، ۱۹۷۵ء۔

(۲) الشیرازی ابو اسحٰق ابراھیم بن علی بن یوسف الفیروز آبادی، المھذب فی فقہ مذھب الامام الشافعی، القاھرہ، مطبعہ، عیسی البابی الحلبی، ج:۱، ص:۷۳۔

(۳) سرخسی شمس الائمہ ، کتاب المبسوط بیروت، دارالمعرفۃ، ج:۱، ص:۳۷۔

(۴) النرشخی ، ابوبکر محمد بن جعفر: تاریخ بخاری، ترجمہ عبدالمجید بدوی اور نصر اللہ مبشر الطرازی، قاہرہ، دارالمعارف، ص: ۸۳، ۱۹۶۸ء۔

(۵) البخاری، محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح، (کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ، باب قول النبی ﷺ: "لا تسالو اھل الکتاب عن شئی"؛ ج:۸، ص:۱۶۰۔

(۶) جامعہ پنجاب: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، ج: ق۔قرآن مجید، 1/16، ۵۴۰، ۱۳۹۸ھ، ۱۹۷۸ء

(۷) العسقلانی، شھاب الدین ابوالفضل احمد بن حجر: الاصابۃ فی تمییز الصحابہ، مصر، ص ۵۶۱، ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰م۔

(۸) حمید اللہ، محمد: ڈاکٹر الوثائق السیاسیۃ للعھد النبوی والخلافۃ الراشدۃ، بیروت، دارالارشاد، ص ۷۳، ۷۷، ۱۹۶۹م۔

(۹) ابن قیم الجوزیہ: زادالمعاد، بیروت موسسۃ الرسالہ، ۳: ۲۸۶۔

(۱۰) الزرقانی، عبدالعظیم، مناھل العرفان، بیروت، ۲:۲ص ۵۱، ۵۲۔

(۱۱) السرخسی، شمس الائمہ: کتاب المبسوط، بیروت، دارالمعرفۃ، ۲:۱، ص ۳۷۔

(۱۲) بداوی، محمود: دراسات فی اللغۃ والادب والحضارۃ، ۲، ۶۵۔

13- E. G. Brill: Encyclopedia of Islam: Leaden, Al-Kuran" v,14, p: 431

جامعہ پنجاب: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، (ق) ط:I، ج:۱۶/۱، ص:۶۱۳

14-Esmet Binark and Halit Eren˩ é World Bibliograpghy of translations of the meanings of the Holy Quran Istambul, 1406/1986.

(۱۵) عبدالمنعم: تاریخ التفسیر۔

(۱۶) النرشخی ، ابوبکر محمد بن جعفر: تاریخ بخاری، ترجمہ ابن عبدالمجید بدوی ونصر اللہ مبشر الطرازی، مصر ۱۹۶۸ء دارالمعارف، ص ۷۳۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۷) دہلوی، عبدالقادر: موضح القرآن، لاہور، (افتتاحیہ)۔

(۱۸) جیراجپوری، محمد اسلم: تاریخ القرآن، جامع ملیہ دہلی، ۱۳۴۱ھ ص: ۱۰۹

(۱۹) تھانوی، اشرف علی تھانوی، بیان القرآن (اردو ترجمہ قرآن) تاج کمپنی لاہور

(۲۰) جامعہ پنجاب: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ج:۱، ۱۳۹۸، ۱۹۷۸م، ط:I، ص: ۵۷۷۔

(۲۱) ڈاکٹر قمر رئیس: ترجمہ کا فن اور روایت: لاہور، تاج پبلشنگ، ص: ۳۸۔

مطالعہ کے لیے ملاحظہ ہوں: تاریخ القرآن، عبدالصمد صارم، لاہور، ادارہ علمیہ، ص ۲۴۸، ۱۹۶۳م، ضمیر نیازی: کلام پاک کے اولین تراجم و تفاسیر، مطبوعہ نوائے ادب اکتوبر ۱۹۷۵ء (اردو جریدہ)۔

الحسنی، عبدالحی: الثقافۃ الاسلامیہ فی الھند، معارف العوارف فی انواع العلوم و المعارف، دمشق، ۱۴۰۳ھ، ۱۹۸۲م،

الزرقانی، مناھل العرفان: بیروت، دار احیاء التراث العربی، ج:۲، ص: ۱۵۹۔

(۲۲) روزنامہ "نوائے وقت": پاکستان، راولپنڈی ایڈیشن، ۲۵ جون ۱۹۸۱ء۔

(۲۳) دہلوی، عبدالقادر، موضح القرآن، افتتاحیہ، تاج کمپنی۔

(۲۴) صالحہ عبدالحکیم شرف الدین: قرآن حکیم کے اردو تراجم، کراچی، بحوالہ عجائب الھند، بزرگ بن شہریار، مطبوعہ لائیڈن۔

(۲۵) صارم، عبدالصمد: تاریخ القرآن: ۶۵۔

(۲۶) جامعہ پنجاب: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج: ۱۶۔

(۲۷) ربداوی، محمود: دراسات فی اللغۃ والادب والحضارۃ، ص: ۶۵۔

(۲۸) صارم، عبدالصمد تاریخ القرآن: لاہور، مکتبہ معین الادب، ۱۹۸۵ء

(۲۹) عبدالصارم: تاریخ القرآن، لاہور، مکتبہ بعض الادب، ط: ۷، ۱۹۸۵ء۔

(۳۰) ادارہ البحوث العلمیہ والافتاء والدعوۃ: مجلۃ البحوث الاسلامیۃ، ریاض "انتشار ترجمات معانی القرآن الکریم فی مشرق العالم ومغربہ" از سیّد ابوالفضل عوض اللہ، عدد: ۳۰، مطبعۃ: الرئاسۃ العامۃ، ۱۴۱۱ھ۔

(۳۱) چھپروی، عبداللہ: البیان فی التراجم القرآن، کلکتہ، مطبوعہ اردو پریس، ۱۳۴۲ھ۔

32- E-J-5.Brill ⅃ é Encyclopedia of Islam,Al- Quran Lieden, V⅃ é 14, P-431 W-T, Arnold

❁❁❁❁

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ